صحیفات سودا

بنام

غلام رضا

عرف

ابوجہل

ترتیب و تنظیم

گروہ مولفین

دار الثقافة الاسلامية پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

﴿وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا أَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَنۡقَلِبُونَ﴾

(الشعراء۔۲۲۷)

صحیفات سودا
بنام
غلام رضا
عرف
ابوجہل

ترتیب و تنظیم
گروہ مؤلفین

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب.....................صحیفات سودا بنام غلام رضا عرف ابوجہل

مرتبین و منظمین ....علی شرف الدین، ابرار حسین،

محمد علی، ناصر شاہ، خادم حسین،

ناثیر شاہ، ابو مریم

ناشر.................................دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

www.sibghtulislam.com

انتساب:۔

۱۔ظالمین ابوجہل ودیگر فرزندان عیسیٰ ولد شکور۔

۲۔قاضیان محمد صادق وضامن علی۔

۳۔برأت کنندگان شرف الدین ازعزیزان ودوامدواقربان۔

۴۔بہ مظلومین فرزندان غلام محمد ولد شکور۔

۵۔حسن وحسین فرزندان فاطمہ بی دختر شکور۔

صحیفات سودا :

صحیفات سودا بنام غلام رضا عرف ابو جہل لکھنے کی غرض و غایت یا اسباب وو جوہات بیان کرنے سے پہلے ان کے نام کے ساتھ حاجی نہ لکھنا نیز ان کا عرفی نام ابوجہل لکھنے کی وجہ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔غلام رضا ولد عیسیٰ ولد شکور حج کو گئے تھے، بلتستان سے حج بیت اللہ کو جانا تمنا و شوق یا ادائے فرض کی نیت سے کم ہوتا ہے بلکہ زیادہ تر خود کو سرمایہ دار ثابت کرنے ، مجالس میں مقدم جگہ لینے اور باہر لوگوں سے سلام لینے کی خاطر ہوتا ہے ،اس کیلئے مثال غلام رضا ہیں۔اس حوالے سے بہت سے نمونے مثالیں قصہ کہانیاں ملتی ہیں، غلام رضا دن دہاڑے روزہ توڑنے والے، غریب مسکین مفلوج الحال چچا غلام محمد اور اپنی دو پھوپھیوں کو یکسرہ خارج از اولاد گردان کر اپنے باپ کو واحد فرزند شکور بنا کر دفڑ و پا کی کل جائداد ہتھیانے والا کیا حاجی ہوں گے؟ وہ وہاں ادائے فرض کیلئے نہیں بلکہ خود کو صاحب مال و دولت دکھانے کیلئے گئے تھے جیسے ان کے دونوں ندیمان شکور اور محمد رضا گئے تھے جو دو بہنوں کی جائداد پر قابض ہیں ۔ ایسے حاجی یہاں بہت ہیں کہ کعبہ اور حج جن کی آنکھوں میں کانٹے ہیں، کعبہ ان کی نظر میں زچہ خانہ علی ہے لہٰذا حج کے بعد زیارات کو جائیں گے کیونکہ حج سے ہزار ہا زیادہ درجہ زیارت کا اعتقاد رکھنے والے ہیں ایسے لوگ حاجی نہیں ہو سکتے ہیں۔یہاں ایران عراق جانے والوں کو بھی حاجی کہتے ہیں خرچ کم ثواب یکساں قرار دینے کی وجہ سے اوٹ پٹانگ لوگ بھی زیارت کو جاتے ہیں اگر عراق نہیں

جا سکے تو ایران جا کے بھی زوار بنتے ہیں جس طرح وہاں مدارس میں پڑھنے والے عباء قباء لینے کیلئے ایران جاتے ہیں، انہیں بھی مجالس عزاء میں صف مقدم میں جگہ ملتی ہے اور دیگر عزاداروں سے زیادہ تبرکات لیتے ہیں نیز حاجی بننے کے بعد جھوٹے گواہوں کی ممبرشپ بھی ملتی ہے، ان جیسے لوگوں کو حاجی کہنا اسلام سے خیانت اور مسلمانوں سے دھوکہ دہی سمجھتا ہوں ان کو ملنے والی عزت پر مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن انہیں حاجی کہنے میں شرعاً اشکال ہے، یہ شخص غلام محمد اوران کی دو بہنوں اور زوجہ شکور کی ارث پر ستر سال سے قابض ہے، اس سے حاصل مال سے حج کو گیا اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی ذرائع آمدنی نہیں ہے اس نے فرینگ بنگما کا پلاٹ اسی جائداد سے بنایا ہے۔ اب غلام رضا کو ابوجہل یعنی جاہل کا باپ کہنے کی وجہ کی طرف آتے ہیں۔ کتاب موسوعۃ سیرۃ نبویہ شریفۃ تالیف جماعۃ تخصیین ص ۳۴ پر آیا ہے "ابوجہل" عمرو بن مغیرہ المخزومی مکہ مکرمہ میں دور بعثت حضرت محمدؐ میں دعوت حضرت محمدؐ کی مزاحمت کرنے والے بارہ خاندانوں میں سے بڑے خاندان کا سربراہ تھا، عقلمند ہونے کی وجہ سے قریش اس کو ابوالحکم کہتے تھے، قریش کے بارہ خاندان مال و دولت ریاست میں برتری رکھتے تھے ان کے دل میں نبی کریمؐ کیلئے بہت غصہ اور نفرت وعداوت بھری ہوئی تھی۔ یہ نبی کریمؐ کی اہانت وجسارت کا کوئی موقع نہیں چھوڑتا تھا، تیرہ سال نبی کریمؐ کی مزاحمت میں سرگرم رہا۔ پہلی بار لشکر اسلام سے لڑنے کیلئے تمام قریش بادل نخواستہ اس وقت نکلے تھے جب ان کے تجارتی قافلے کو نبی کریمؐ کے حملے کا خطرہ لاحق ہوا، حملے کی زد سے نجات ملی تو ابوسفیان نے جنگ جویان قریش کو واپس مکہ جانے کیلئے کہا سب راضی ہو گئے لیکن ابوجہل دشمنی وعناد کی بنیاد پر راضی نہیں ہوا، انفال۔ ۴۷ اس کی

مذمت میں اتری لیکن نبی کریمؐ سے قریش کو بدترین شکست ہوئی اور وہ خود قتل ہوا۔جن لوگوں نے اس سے اذیت کھائی انہوں نے اس کے جسد کو لات ماری۔غرض ابوجہل نے نبی کریمؐ اور مسلمانوں سے عناد کا انجام بدر میں قہر وعذاب کی شکل میں دیکھا تو اس وقت مسلمانوں نے اس کا لقب ابوجہل رکھا۔غلام رضا کو ابوجہل کہنے کی وجہ کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ یہ خود جاہل محض ہے لیکن ماتمسرا ء کے اموال وتبرکات ونذورات جو جاہلان دین وہاں جمع کرتے ہیں اس پر تنہا قابض ہے اور اس سے جائداد بنائی ہے،اور جائداد زیادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ طاغی ہوگیا ہے،لیکن بعض اہل تحقیق کی نظر میں ان پر یہ اعتراض وارد نہیں کیونکہ علاقہ ماتمسرا ء جہاں ہوتا ہے وہاں خطیب جاہل ازاہداف قیام حسین ہی ہوتا ہے،سینہ مارنے والے بھی جہاں ہوتے ہیں وہاں مرثیہ ونوحے بھی جاہلین کے سرائے ہوئے ہیں اس کیلئے نذورات وقف ہوتی ہیں نذورات موقوفات مشرکین کی سنت ہے،اگر اس کو حرام خور کھائیں تو عقل اس کو کیا کہے گی،جھوٹ سے جھوٹ ہی نکلتا ہے۔ان کا میرے ساتھ رشتہ کچھ اس طرح سے ہے کہ غلام رضا میرا ماموں زاد بھائی اور میں ان کا پھوپھی زاد بھائی ہوں وہ صاحب جائداد کثیرہ اور ہم غریب باپ اور مظلوم ومحروم ماں کے فرزند ہونے کی وجہ سے نیز ارث طلب کرنے کے ڈر سے وہ مجھے رشتہ دار نہیں کہتے تھے۔میں ۱۶ سال کی عمر میں علم دین سیکھنے کیلئے نکلا،۱۹۵۸ء میں عراق پہنچا۔اس وقت عراق کی آب وہوا میں چونا اور جو ملی روٹی چلتی تھی جسے وہاں سرکاری روٹی کہتے تھے،آغا بروجردی کی طرف سے مہینہ میں ساٹھ روٹیاں ملتی تھیں جنہیں کھانے سے اکثر وبیشتر طلباء ٹی بی کے مرض میں مبتلاء ہوجاتے تھے ہمیں بھی کمر میں ٹی بی عارض ہوئی چنانچہ جمع کردہ کتب نیلام کر

کے پورے جسم پر چونے کا پلستر کر کے دو مہینے لیٹا رہا آخر میں زندگی سے تنگ آ کر بغداد جا کر ڈاکٹر سے علاج کیلئے کہا اس نے تین دن رکھنے کے بعد ایک پرچی پر دواء لکھ کر فارغ کیا کہ جاؤ یہ دوا کھاؤ۔ میں نے کہا جب تک علاج نہیں ہوگا میں نہیں جاؤں گا، میرے پاس دوائی خریدنے کی گنجائش نہیں تو اس نے کہا اس کیلئے آپریشن ہوگا اور آپریشن کیلئے خون چاہیئے تمھارے جسم میں خون نہیں اسلئے مر جاؤ گے۔ میں نے کہا مرنے دیں ایسی زندگی سے مرنا اچھا ہے۔ بہرحال کمر کا آپریشن ہوا لیکن زندہ رہا سب نے کہا آب وہوا تبدیل کریں۔ اس غرض سے میں بلتستان آیا لیکن بیوقوفی کا یہ حال تھا کہ اسلام پڑھے بغیر عالم کا لباس پہن کر آیا۔ میری ماں کو فالج ہوا تھا، میری آمد کی خبر سن کر ابوجہل اور ان کے برادران نے میری ماں کو بستر سے اٹھا کر چند دن اپنے گھر رکھا اور گرم پانی میں خاص سبزی ڈال کر انہیں پلائی اس احسان کے صلے میں انہوں نے ان سے ہبہ لیا۔ ایک فالج زدہ بے حس سے ہاتھ تھام کر انگوٹھا لگوایا تھا یا بھول گئے تھے معلوم نہیں، مجھے پوچھنا چاہیئے تھا لیکن نہیں پوچھ سکا، سرگرداں رہا کسی اور سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔ ۲۴ ربیع الثانی کو حضرت زینب کی وفات مناتے تھے چار ماتمسراؤں میں اصرار سے ہم سے پڑھوایا، انکا مقصد کچھ اگلوانا اور شرمندہ کروانا تھا، معلوم ہوا وہ میرے ساتھ برے عزائم رکھتے ہیں اس طرح میں ان کی آنکھوں میں خار بنا۔ میں پریشان تھا کہ وہ کیوں مجھ سے نفرت کرتے ہیں کیوں ان کی آنکھوں میں میرے لئے کراہت نظر آتی تھی شاید میرے عمامہ وعباء سے وہ ڈرتے ہونگے کہ کہیں میں ان کے ہبہ کو رد نہ کروں، میں ان کی نظر میں قابض الارواح یا کوئی جن بنا ہوا تھا جو انہیں تنگ کرے گا۔ وہ ہم سے نہیں بلکہ ہماری عباء قباء سے ڈرتے تھے اور ہم ان کے اثر ورسوخ شیطانی

وسامری صفت سے ڈرتے تھےلیکن وہ ہمیں یہ کہنے سے بھی احتیاط برتتے تھے کہ میں ان کا پھوپھی زاد بھائی ہوں۔سوال ہے آخر اس ہبہ میں کونسی خصوصیت تھی جس سے ابو جہل خائف رہے؟پورے بلتستان میں ہبہ لینا اپنی جگہ معمولی تھا جو بھی ہبہ کی مذمت کریں اس کو عمر کہتے تھے ۔اس ہبہ کو صرف ایک مثال دے کر ہی سمجھا جا سکتا ہے اور وہ امام مہدی ہیں،بعض کہتے ہیں امام مہدی پیدا ہوا ہے ۔جن کا پیدا ہونا نہ کسی ملک نے اور نہ ہی کسی جن نے دیکھا ہے۔امام حسن عسکری لا ولد ہونے کی وجہ سے ان کا چھوٹا بھائی ان کی جگہ پر بیٹھ گیا جو جھوٹ زیادہ بولنے کی وجہ سے جعفر کذاب معروف ہوا۔اسی طرح امام مہدی کی ماں کا ذکر ہی نہیں ملتا کہ یہ کس خاندان سے تعلق رکھتی تھی ،ان کے باپ کون تھے ان کی ماں کون تھی ،دلہن کس گھرانے سے تھی،عقد نکاح میں گواہ ہوتے ہیں گواہ کون تھے معلوم نہیں اگر کوئی کنیز تھی تو اس کی قیمت کا تعین ہونا ہے،کتنی قیمت میں خریدا تھا ،امام حسن عسکری خرید سکتے تھے یا نہیں؟

اس وقت از دواج میں قانون تولید کے تین مفروضے بنتے ہیں۔

۱۔بغیر ماں باپ،اس کی مثال آدم صفی اللہ کی دیتے ہیں۔

۲۔بغیر باپ کی مثال حضرت عیسیٰ کی دیتے ہیں۔

۳۔بغیر ماں کے کوئی پیدا ہی نہیں ہوا چنانچہ فرزند کا دعویٰ لٹک گیا،محدث قمی نے کہانی تو بنائی لیکن کھڈے میں گر گئے ۔شریف خاندانوں میں اپنی ماں بہن بیٹی کو خوبصورت پھول کہہ کر نہیں پکارتے ،امام مہدی کی والدہ کا نام نرجس ،صیقل ،سوسن بتاتے ہیں جو پھولوں کے نام ہیں۔ایک طرف یہ ہدایات ہیں جس نے امام زمانہ کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت

کی موت مرے گا اور دوسری طرف کہتے ہیں امام زمانہ کا نام یا لقب بتانا حرام ہے، تیسری طرف سے خمس جمع کرنا ہے خمس کس کے نام سے جمع کریں گے؟ اس کیلئے نام لینا ضروری ہے اس کے بغیر ممکن نہیں دونوں پریشان کن مسائل بن گئے۔

ہبہ جدید خاندان وفز وپا کی ایک مثال حدیث غدیر خم و حدیث ثقلین جیسا لگتے ہیں ۔ان دونوں حدیثوں کو حدیث متواتر کہتے ہیں ۔علامہ باقر لاھیجائی اپنی کتاب علم حدیث ص ۱۱ پر حدیث غدیر کے بارے میں لکھا ہے ایک سو دس صحابی سے نقل کیا ہے اگر اس بارے میں ابوبکر و عمر سے پوچھا جائے تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے تو رسول اللہ سے غدیر میں ایسا فرمان نہیں سنا ہے اگر دیگران نے سنا ہے تو ان پر واجب تھے کہ وہ یہاں آ کے بیان درج کریں، اگر دیگران سخت سنی دشمن علی تھے تو زرا سلمان، ابوزر، مقداد، عمار یاسر اور زبیر بن عوام پھوپھی زاد علی و رسول اللہ اور آپ کے چچا عباس، ان کے فرزندان فضل، عبید اللہ وغیرہ گواہی دیتے ۔کم از کم خود حضرت علی کو اپنا دعویٰ نص رسول اللہ درج کرتے معلوم ہوتا ہے یہ بھی صرف دو سو سال گزرنے کے بعد قصور بر امکہ میں لکھا ہوگا ۔چنانچہ تاریخ میں آیا ہے خطبہ غدیر جاحظ کی جعلیات میں سے تھے۔

بے سند ہونے کی وجہ سے طوسی نے کتاب احتجاج میں ترسیل مرسلات کیا، یہ احادیث مشکوک مخدوش نا قابل استناد ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے علماء و مجتہدین امثال آغائے بروجردی، آغا فضل اللہ، ابراہیم امینی، حسین صفار اور امام خمینی نے نص نہ ہونے کا اعتراف کیا ۔زید بن علی نے بھی نص خاص ہونے سے انکار کیا تھا۔ دیگر علماء نے اس حدیث سے استناد کرنے کی بجائے اعلمیت اہلبیت سے استناد کرنا شروع کیا۔

حدیث ثقلین ۳۹ کتاب اہلسنت اور ۸۲ شیعہ کتابوں میں آئی ہے تو کتابوں میں ہونا دلیل نہیں بنتی جب تک سلسلہ روات اصول روایت شناسی کے مطابق نہ ہو اس کے علاوہ متن بھی صحیح ہونا ضروری ہے۔

کراچی منظور کالونی میں واقع مطہری ہوسٹل جہاں بلتستان خاص کر چپلو سے ذہین طلباء کو اسکالرشپ پر لاتے ہیں، سکول کالج میں پڑھاتے ہیں تا کہ بچے کچھ رگ دین کو سکھا سکیں، ان میں سے ایک نے بتایا چپلو ۱۵ شعبان کے جلسے میں ایک سنی خطیب نے کہا ہمارے عقیدے میں کہیں سے ایک نجات دہندہ آئے گا جبکہ شیعوں کے نزدیک پیدا ہوا ہے، جلسے کی صدارت آغائے جعفری کر رہے تھے آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اگر کوئی کہے کہ آئیگا یا کوئی کہے نہیں آیا ہے۔ یہاں آغائے جعفری سے ایک سوال ہے پھر بے چارے شرف الدین کو کیوں بدنام کیا جبکہ یہ شیعوں کا ایک گلوگیر مسئلہ تھا؟ اگر ان کا نام لیں تو عام لوگ حتیٰ بچہ بھی پوچھے گا آپ کہاں رہتے ہیں؟ آپ کے کتنے بچے ہیں؟ آپ کا سسرالی کہاں سے ہیں؟ تو کوئی جواب نہیں ملتا ہے، ہاں بلتستان میں علم پرستی کی دعوت دینے والا علم فروش، خرافات فروش، صانع خرافات آغائے افتخار نقوی جانتا ہے کہ آپ کی بیویاں کہاں ہیں۔ آپ کی بیویاں لیہ میں ہوتی ہیں، جہاں جمن شاہی آپ کے سسرال کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر امام مہدی کا نام نہ لیں تو خمس کیسے جمع کریں گے؟ ہمارے خاندان کی ایک عزیزہ، برادر زادہ سید محمد کی زوجہ نے آغا سعید سے پوچھا ہمارے آغا کے امام زمانہ کے وجود کے انکار کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں بقول سید محمد آغا سعید نے بتایا مجتہدین کا کہنا ہے اس بارے میں بحث ہی نہ کریں۔ علی آباد میں ۱۵

شعبان کو جلسے میں مدعو علماء امام زمانہ کے ذکر کی بجائے مذمت شرف الدین سناتے ہیں، کیونکہ ان کو دعوت دینے والوں کا خصوصی مطالبہ ہے جسے خطیب سے زیادہ سامعین جانتے ہیں، وہ ان کے مبغوض و ممقوت شخص ہیں۔ آغا مظاہر پریشان ہوئے کہ جلسے میں کیا بولیں؟ سوچنے کے بعد کہا کہ لنک روڈ بنائیں۔ اب تو ایران، سعودی عرب اور عراق کے بہت سے شیعہ علماء نے تصریح کی ہے کہ تصور امام زمانہ سے مذہب شیعہ کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اگر امام زمانہ نہیں ہے تو بارہ کہاں سے پورا کریں گے۔ بعض بزرگ علماء امثال آغا جواد فرماتے ہیں ''ہم امام مہدی کے نہیں مہدویت کے منتظر ہیں مخصوص کوئی نہیں'' چنانچہ اس حوالے سے مجتہدین و علماء پھنس گئے کہ اگر دعویٰ کریں امام مہدی ہے تو سوالوں کی بوچھاڑ ہوگی، کہاں ہے کیوں تشریف نہیں لاتے؟ ازدواج ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ازدواج نہیں ہوا ہے تو یہ ایک قسم کا نقص ہوگا، ان کے سسرال کہاں ہیں؟ اگر کہیں نہیں ہیں تو خمس کس نام سے جمع کریں؟۔ یہی حال یہاں ہوا اگر ہبہ کا ذکر نہیں کریں تو حق دینا پڑے گا اور اگر ہبہ دکھانے کیلئے کہا تو کیسے دکھائیں؟ ایک سکول کے لڑکے پٹواریوں کے ساتھ بیٹھنے والے کھڑ پنچ سے لکھوایا، نمید انم کتنے لوگوں کی زمین کا غلط انتقال کیا ہے۔ غرض جیسے پہلے تذکرہ کیا ہم ۱۹۷۱ء میں علی آباد والوں کے خورد وکلاں کے وعدۂ خدمت پر دوبارہ بلتستان پہنچے، بے سہارا تھا رہائش قابل سکونت نہیں تھی، یہ صاحبان جائداد مثل جنگل ثمر دار و غیر ثمر دار کے مالک تھے لیکن انہوں نے کسی قسم کا تعاون نہیں کیا اگر گھر میں کھانے کی دعوت بھی دی تو وہ بھی ماتمسراء کے خطیب کی حیثیت سے ہوتی تھی، وہ میری ماں کا نام لینے میں احتیاط کرتے تھے کہ کہیں کوئی بات نہ چھڑ جائے، حتیٰ اس نے مجھ سے ایک ۱۲x۱۲ کا کمرہ ٹھیکہ پر بنایا، اپنے محل

میں ایک بوسیدہ مسجد کواز سرنو بنانے کیلئے چندہ مانگا تو نہیں دیا حالانکہ میں ان کے ماتمسرا ءکا خطیب ہونے کے ساتھ انکا رشتہ دار بھی تھا۔ وہ سمجھتے تھے اس کا روزگار تنگ ہو جائے اور یہاں سے چھوڑ کے جائیں چنانچہ مجھے بلتستان چھوڑنا پڑا، ایک جملہ تک نہیں بولے کہ آپ کیوں جا رہے ہیں ہم آپ کا خرچہ دیں گے یہ آپ کا حق بھی بنتا ہے۔ اس کو خوف رہتا تھا کہ کہیں شرف الدین دعویٰ نہ کرے۔ یہاں ایک سوال پیش آتا ہے، ہبہ جب لیا ہے تو ڈرنے کی کیا بات تھی؟ وہاں جعلی ہبوں کی بھرمار ہوتی تھی کوئی اور ہبہ لینے والا نہیں ڈرتا تھا، ہمارے محلے میں کسی نے مارنے کی دھمکی دے کر بھی ہبہ لیا لیکن کسی نے کچھ نہیں کہا۔ یہ جو یہاں سب دین و شریعت کا نام لیتے ہیں وہ ہبہ اور نکاح متعہ ہی کی وجہ سے بلند ہے۔ علماء کی درآمد سب ہبہ اور نکاح متعہ میں ہے، نکاح متعہ ہی سے علماء کی اچھی درآمد بنتی ہے ایک چھپ چھپا والوں سے حق زحمت دوسرا اختلاف کی صورت میں جس سے زیادہ ملنے کی توقع ہو اس کے حق میں فیصلہ دیتے ہیں۔ چنانچہ وہاں کے علماء ہم سے اس لئے ناراض تھے کہ اس میں بھی شریک ہو جائیں ہم نے کہا ضرور شریک ہوں گے نکاح اور ہبہ سب کے حضور میں لکھیں تو کہا یہ تو یہاں کے علماء کیلئے برداشت نہیں ہے چنانچہ ہم نے انہیں موقع نہیں دیا کہ ان کے پسندیدہ امور میں ان کا ساتھ دوں، مجلسوں میں عباسر پر ڈال کر رہتے تھے منبر پر کون گیا نہیں دیکھتے تھے، جب تک وہ حکم نہ کریں میں ممبر پر نہیں گیا، جلسوں کی صدارت کو چھیڑا نہیں بلکہ انہی کیلئے وقف رکھا اور ان کا مزاحم نہیں ہوا۔ ہماری ہبہ اور متعہ کی مخالفت ان پر گراں گزری۔ ہر ایک عالم کھڑ پنچ محلّہ کے اوباش و جاہل اور فاسد و فاسق کی خواہش تھی کہ کب شرف الدین یہاں سے جائیں اس لئے میری کتابوں کے مخالف بلتستان والے

خاص کر میری ماں سے جعلی ہبہ لینے والے ابوجہل ڈرتے تھے کہ کہیں یہ جعلی ہونا ثابت نہ ہو جائے، ہم ڈرتے تھے کہ کہیں یہ لوگ اثر ورسوخ اور رشوت دے کر صحیح نہ گردانیں، زیادہ مخالفت دکھائی وہاں سے یہاں تک بلتی جاہل وانپڑھ حتیٰ مساجد کے چوکیدار تک میری مخالفت پر اتر آئے۔ ہبہ کے حوالے سے میں اس لئے ڈر گیا کہ اگر میں چھیڑوں گا تو یہ جعلی اصلی بن سکتا تھا، ناقص کامل اتم بن سکتا تھا کیونکہ یہاں جعل سازی معمولی بات تھی۔ اس ہبہ کی حقیقت صرف چند افراد جانتے ہیں، ان میں ایک ضامن علی ہیں۔ گاؤں میں کسی نے ضامن سے پوچھا اگر ان کے پاس ہبہ ہے تو کیوں سامنے نہیں لاتے تو ضامن نے جواب دیا اگر سامنے لائیں گے تو آغا اس کو توڑیں گے، دوسرے آغا عنایت جانتے ہیں، جب میں نے دعویٰ کیا تو یہ خاندان آغا علی ژھوقبہ کی سفارش کے ساتھ تحفہ تحائف گاڑی بھر کر گول گئے تھے وہاں سے واپسی کے بعد انہوں نے ہبہ ہونے کا چرچا چھوڑا اور دوسرے ہتھکنڈے استعمال کئے۔ آغا عنایت سے میں نے فون پر پوچھا تو کچھ بھی نہیں بتایا۔ تیسرا خود ابوجہل جانتے ہیں کہ اس کی کیا حیثیت ہے اس لئے اس نے کبھی نہیں کہا ہمارے پاس ہبہ ہے وہ ٹال مٹول کی بات کرتے رہے۔ ہبہ میں فی سبیل اللہ لکھا مرحومہ اپنے مرض بے حسی میں کچھ بھی نہیں جانتی تھیں، صاحبان فاسق و فاجر صاحب املاک نے فی سبیل اللہ کے نام سے املاک لی۔

ابوجہل نے کہا تھا شرف الدین کی ماں کا حق نیچے والوں کے پاس ہے اسی پر قاضی قضات سکردو صادق نے انہیں شاباش کہا کہ جو میں نے سکھایا تھا صحیح یاد رکھتے تھے اسی بات پر ان کا نام مقدمہ سے خارج کیا، تیسرا ہتھکنڈا غلام محمد کے بے وقوف بیٹے عباس سے

کہلوایا میری ماں شکور کی اصلی بیٹی نہیں، چوتھا دعویٰ جائداد نیچے والوں کے پاس ہے، حالانکہ انہوں نے دوتہائی جائداد پر قبضہ کیا ہوا ہے، اگر ان کی جائداد قانونی طریقہ سے معلوم کریں گے تو وہ اپنے حق سے دوگنا زیادہ پر قابض ہے بلکہ وہ امام حسین کے نام سے بھی زمین قبضہ کر کے رکھی ہے اسی کو لیکر حج پر گئے نہیں حج پر نہیں گئے جدہ اور مکہ ومدینہ کی سیاحت پر گئے تھے۔ میں نے غلام رضا کے نام کے ساتھ حاجی اس لئے نہیں لکھا کیونکہ اس کے سفر حج کے اخراجات میری ماں ،ان کی بہن اور نانی کی موروثہ زمین، اشجار مشترکہ پر ستر سال سے قابض محصولات سے حاصل رقم سے کئے تھے۔ فرینگ زنگما کی زمین آباد کرنے اور انتقال کرنے کیلئے پٹواری وغیرہ کو دی گئی رقم اور وہاں کے کھڑ پینچوں کو دی گئی رقم تم نے کہاں سے حاصل کی تھی؟ لہٰذا مال حرام سے حج کرنے والے کو حاجی نہیں کہہ سکتے ہیں چنانچہ مسجد ضرار میں پڑھنے والے جمعہ وجماعت باطل ہے وہ میرے حق مادری کے بارے میں متضارب بیانات اور رشوت ستانی سے ٹالتے ہوئے ستر سال سے قابض ہیں اگر اس کا معمولی حساب کریں تو کروڑوں روپے سے زائد ہوگا۔ کہتے رہے ہمارے پاس ہبہ ہے لیکن آج وہ ہبہ کہاں گیا؟ اس ہبہ کا پول کھل گیا، نا قابل دکھاوا ہونے کی وجہ سے ستر سال بعد ژھوقیہ سگلدو کے ہبہ ساز کمیٹی کے رکن کی ہدایت ومشورے پر نیا ہبہ بنانا پڑا جس میں گواہ کی تعداد کو پورا کیا گیا، ضامن علی نے علی آباد کے منبر سے کہا تھا اس ہبہ کا گواہ فدا حسین ہے وہ جھوٹ نہیں بولیں گے لیکن وہ اس قابل نہیں تھا کہ کسی کو دکھاتے۔ اس کی مثال کچھ اس طرح سے ہے کہ کسی کے ہاں کچھ لوگ اپنے بیٹے کی منگنی کیلئے آئے تو انہوں نے کہا ہمیں لڑکی دکھائی جائے تو لڑکی کے باپ نے کہا لڑکی دیکھنے کی نہیں بولنے کی نہیں، بس رخصتی ہونا ہے چنانچہ

جب لڑکی شوہر کے گھر پہنچی تو دیکھا لڑکی نابینا اور گونگی تھی ۔علی آباد کے حاجی عنایت نے روایت کی ہے انہوں نے غلام رضا سے سنا تھا کہ یہ ہبہ جو ہنگامی حالت میں لکھا تھا۔اس ہبہ کو دو دفعہ کسی کو دکھایا گیا تو دونوں دفعہ شرمندہ و مایوس ہو کر منہ سلے واپس آئے تھے،ایک دفعہ مش بی بالا میں حاجی کے گھر گئے اور دوسری دفعہ گول میں عنائت کو دکھایا اور کبھی کہا شکور کی بیٹی نہیں تھی ۔تف ہے اہل سگلد و والوں کیلئے کہ کسی نے ان کی من مانی کی مذمت نہیں کی ، یہ بات انہیں ایک مولانا کی بے دینی میں بننے والے بھائی نے سکھائی ہوگی اور خود پھوپھی کے حق پر قابض نام نہاد حاجی نے سکھائی ہوگی تا کہ نوبت خود ان تک نہ پہنچے۔

اس صحیفہ سودا کو غلام رضا عرف ابوجہل کے نام جاری کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی یہ وضاحت کرنے کی ضرورت ہے ۔میری ماں فاطمہ بی دختر شکور ولد وفڑ وپا تھیں، وفڑ وپا چار اولاد رکھتے تھے جو بنام سلام، غلام، برکت اور شکور ہیں ۔سلام کی دو بیٹیاں تھیں اور دونوں لاولد تھیں،اس طرح وفڑ وپا کی کل جائداد تین اولادوں میں تقسیم ہونا تھی وہ عیسیٰ اور برکت کے بیٹوں میں تقسیم ہوئی ہے اس میں بھی غلام محمد اوران کی بہنیں شریک ہیں۔ شکور کی تین بیٹیاں بنام کلثوم، فضہ اور فاطمہ بی اور دو بیٹے عیسیٰ اور غلام تھے ۔اسی طرح شکور کی جائداد پہلے مرحلے میں حق بیوہ آٹھواں حصہ نکالنے کے بعد باقی سات حصوں میں تقسیم ہوتی ہے ۔وفڑ وپا اپنے علاقہ کے حوالے سے چوتھے نمبر کے صاحب جائداد کثیر زمین مزروعہ وغیر مزروعہ، اشجار مثمر وغیر مثمر ہر چار طرف سے حد بصر تک کے مالک تھے۔شکور کے وارثین یہ ہیں۔

۱۔زوجہ سکینہ ان کو آٹھواں حصہ قبل از تقسیم ملنا ہے۔ ۲۔اولاد شکور ہیں۔

بلتستان کے علماءِ فرق باطنیہ سے تعلق ہونے کی وجہ سے زوجہ کو اپنے شوہر سے ارث نہیں دیتے لڑکیوں کو شوہروں کے گھر جانے کی وجہ سے ارث نہیں دیتے ۔غلام محمد پاگل مفلوج ہونے کی وجہ سے عیسیٰ فرزند شکوراوران کی اولادوں نے حسن ولد غلام سے ملکر غلام محمد کو برائے نام کچھ زمین دی تھی باقی پر خود قابض ہوئے ۔بلتستان میں ہر جگہ ایسا ہی ہے وہ ہمیشہ طاقتوروں کے ساتھ ملکر ضعیفوں کا استحصال کرتے ہیں ۔غلام محمد کے مفلوج و پاگل ہونے کی وجہ سے عیسیٰ کی اولادوں نے خود غلام محمد کو اناث کا حساب کر کے تھوڑی سی زمین دی اور کل جائداد شکور پر قابض ہیں ۔ان کی کل جائداد کتنے کنال ہے ہمیں درست معلوم نہیں ،ابھی تک تین کنال معلوم ہوئی ہے ۔ہمارا پہلا دعویٰ یہ ہے کل جائداد از سر نو تقسیم ہو اور اس میں حق زوجہ کو خارج کر کے باقی سات میں تقسیم کریں ۔اس حوالے سے ہمارا اور غلام محمد کا حق فرزندان عیسیٰ سے زیادہ ہوگا لیکن فرزندان عیسیٰ نے تقسیم مساوی کو روکنے کیلئے صنف اناث کا نام ہٹا کے جائداد کا انتقال روک کر عیسیٰ اور غلام کے بچوں کے قبضے میں لکھا ہے لیکن نہیں لکھا غلام محمد کے قبضہ میں کتنا ہے بطور مجمل عیسیٰ اور غلام محمد کے قبضہ میں لکھا ہے ۔اس سلسلہ میں ۱۴۳۹ھ میں ایک درخواست سکردو محکمہ شرعیہ میں دائر کی تھی ،گرچہ ہماری تحقیق کے مطابق یہ شرعی نہیں ،جعلی دعویٰ کی توثیق کا محکمہ ہے ہم نے صرف یہ اظہار کرنے کیلئے دعویٰ کیا تھا کہ اپنے حق پر قابض کو متعارف کراؤں ۔جناب قاضی محمد صادق صاحب نے غلام رضا کے صرف یہ کہنے پر کہ شرف الدین کی ماں کا حق ہمارے پاس نہیں مقدمہ سے ان کا نام خارج کیا تھا،''چوں کفر از کعبہ برخیزد ،کجا مانند مسلمانی ''۔تجربہ مکرر کرنے والا بیوقوف ہوتا ہے،ضامن علی اور محمد صادق کے کھلے

جابرانہ فیصلہ کرنے کے عزائم کشف ہونے کے بعد ہم نے محمد طاہر کو مقدمات کی پیروی سے روکا تھا تا کہ مقدمہ جوں کا توں رہے یہ بہتر ہے نہ کہ ان کے جائرانہ قلم سے ابو جہل جیتنے والا بن جائے اور ہم کلی طور پر محروم نہ ہو جائیں۔اس کے بعد مایوس ہونے کی وجہ سے دوبارہ مقدمات کہیں دائر نہیں کیے،ابو جہل کے اس مقدمے میں دو مشیر تھے ایک آغا مناظر فخر الدین تھے،جن کا مشورہ تھا کہ آپ یا تو ان کی ماں کا نفی نسب کریں یا واشگاف الفاظ میں کہیں ہمیں پتہ بھی نہیں انکار کریں،دوسرے مشاور ضامن علی تھے،ابو جہل نے ان کو حقیقت حال سے آگاہ کیا اور مشورہ لیا تو آپ نے ان کو یقین دلایا جب تک ہم زندہ ہیں آپ سے کوئی نہیں لے سکتا ہے علی آباد والے بھی ہمارے ساتھ ہیں۔

اس سال محرم الحرام ۱۴۴۱ھ سے پہلے سید محمد طاہر نے خبر دی کہ خاندان وفر دیا کے چند افراد آپ کا حق دینے پر آمادہ ہیں۔میں نے اس سے بے اعتنائی برتی ،اہمیت بھی نہیں دی اور مخالفت بھی نہیں کی کیونکہ مجھے اس جائداد سے اکتاہٹ ہونے لگی دوسرا احتمال ہوا ابو جہل کے داماد اشرف کے والد ھبات بنانے اور مقدمات میں بیانات بنانے میں مہارت رکھتے ہیں،اور ان کو میرے اوپر ختم نہ ہونے والا غصہ جو پہلے سے تھا اب اس میں شدت آئی ہے،انہوں نے کوئی ڈرامہ نہ بنایا ہو۔دس محرم کے بعد طاہر نے دوبارہ فون کر کے فون آغا سعید کو دیا آغا سعید نے کہا خاندان وفر دیا کے نمائندے آئے ہیں کہ حق دینا چاہتے ہیں۔ ہم نے آغا سعید کو اس مقدمے سے باہر ہی رکھا تھا کیونکہ میں انہیں پہلے سے باہر رکھنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا یہ بھتیجا میدان قضاوت میں کودیں کیونکہ قضاوت ایک ایسا منصب ہے کہ اس میں کودنے والے کا دین وایمان سلامت نہیں رہا ہے جیسا کہ

کتابوں میں آیا ہے۔

قضاوت:۔

مقائیس ج۲ص۲۰۶پر آیا ہے''ق۔ض'' حرف معتل اصل صحیح یدل علی احکام امر و اتقانه و انفاده لجهته'' قرآن کریم میں اس معانی ومصادیق میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔قضاء بمعنی توجیہ (اسراء۔۵۳)	۲۔قضاء بمعنی اخبار (اسراء۔۴)
۳۔قضاء بمعنی تاریخ	۴۔قضاء بمعنی فعل
۵۔قضاء بمعنی نزول موت (زخرف)	۶۔قضاء بمعنی فیصلہ (یوسف۔۴۱)
۷۔قضاء بمعنی اتم	۸۔قضاء بمعنی کتب (مریم۔۲۱)
۹۔قضاء بمعنی خلق (فصلت۔۱۲)	۱۰۔قضاء بمعنی امر۔قضاوت دنیا

اسلامی وغیر اسلامی میں سب سے اعلیٰ مناصب میں شمار ہوتا ہے یہ منصب نص قرآن کے تحت مخصوص رسول اللہ تھے۔رسولؐ اللہ جس کو نصب کریں چنانچہ آج کی الحادی فضاؤں میں سربراہ مملکت ان سے حلف لیتے ہیں۔

قضاء موسوعہ کویتیہ ج۳۳ص۲۸۲پر آیا۔

قضاء منصب الٰہی ہے (ص۔۲۶،مائدہ۔۴۱)

کتاب موسوعہ کویتیہ ج۳۳ص۳۱۰پر آیا ہے قضات کے تین گروہ ہیں، تین میں سے دو جہنمی اور ایک جنتی ہے، پوری تاریخ بنی امیہ و بنی عباس میں چھ سو سال میں سوائے دو تین کے کوئی قابل احترام، ایمان دار قاضی نہیں آیا ہے۔قضاوت میں علم باحکام سے زیادہ

حکمت عملی کا زیادہ کردار رہتا ہے اس میں سب سے زیادہ خطرناک کھڑپنچوں کا دباؤ ہے۔

یہاں بلتستان میں اس میدان میں کودنے والے علمانے تنہا حقوق تلف نہیں کئے بلکہ ناموس سے بھی کھیلا ہے، ہم نے چند ایسے مناظر نجف جانے سے پہلے اور واپسی کے بعد میں دیکھے اور سنے ہیں، انہوں نے میرے دل پر بہت سی خراشیں لگائی ہیں، مجھے اندازہ ہوتا تھا لیکن کہہ نہیں سکتا تھا۔ ان کا کوئی دین و مذہب نہیں ہے یہ مذہب موروث مجوسی ہے ورنہ ناموس کے ساتھ ایسا نہ کرتے، نیز یہاں قضاوت کرنے والوں کیلئے یہ ضروری ہے کہ کھڑ پنچ بھی شریک ہوں، یہ لوگ واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں ہمیں بھی شریک رکھیں چنانچہ ضامن علی کے میری جائداد میں یک طرفہ قضاوت میں علی آباد کے کھڑ پنچ یعقوب، عنایت، کریم پاشکور کو پس پشت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ضامن علی، اخوند غلام حیدر، سید احمد، آغائے عنایت، شیخ محمد صادق، شیخ احمد اور شیخ غلام محمد وغروی نے خود کو دین کا ہمدرد دکھا کے علاقہ کو دو ملحدین آغا خانیوں اور بھٹو خاندان کی وراثت میں دیا ہے اور ان کی حمایت کو علامت دینداری قرار دیا ہے علاقہ بلتستان کو غیر غلات کیلئے علاقہ ممنوعہ قرار دیا کہ کسی اور کو یہاں سکونت کا حق نہیں اور نہ یہ کہ وہ ان جیسی حرکات کا ارتکاب کریں، یہاں والے مثل کوذہ علی کو تنگ کرنے والوں سے شباہت رکھتے ہیں۔ میں آغا سعید کو اعلیٰ وارفع، خود مختار، سربلندی اسلام و مسلمین کیلئے منصوبہ بندی کئے ہوئے تھا، اپنی تمام تر توجہ کو ان کی طرف مبذول کئے ہوئے تھا لیکن اس نے اپنے اندر طے کیا تھا کہ کسی صورت میں آغا کے کہنے میں نہیں آنا ہے، ہر کام میں استقلال و آزادی اور خودمختاری سے کرنا ہے، یہاں تک کہ وہ مجھ سے یہاں کیلئے مشورہ ہی نہ لینے کا فیصلہ کئے ہوئے تھے میں خود بغیر پوچھے مشورہ دینا بھی

درست نہیں سمجھتا تھا کیونکہ ان سب کی نظر میں میری یہاں کے عام بابوں جیسی سمجھ بوجھ تھی کیونکہ ان کے مزاج سے اندازہ ہوا تھا وہ میرے نصائح ومشورے پر عمل کرنا اپنے لئے مصلحت نہیں سمجھتے ہیں لیکن اللہ کا فضل واحسان تھا میں نے ان کو روکا نہیں اگر روکتے تو وہ نہیں مانتے وہ تو ہماری معمولی سی بات ماننے کیلئے تیار نہیں تھے البتہ وہ میری نصائح کو بھی میری برائی میں شمار کرتے۔ آغا سعید کو میں نے تنہا اپنے مقدمے میں دور نہیں رکھا بلکہ ان کو کسی بھی مقدمے میں حصہ لینے سے منع کیا تھا چنانچہ ابتدائی سالوں میں اس نے ایک مقدمے کی سماعت کی تھی میں نے ان سے ناراض ہو کے ان کو ایک خط لکھا تھا کہ آپ نے اس شعبہ کو پڑھا ہے نہ اس میں تربیت لی ہے تو کیونکر مقدمات میں کودتے ہیں۔ تنہا آغا سعید نہیں بلکہ بلتستان کے کسی بھی عالم دین نے اس باب کو نہیں پڑھا ہے نہ کسی ایسے شخص کی معیت میں رہا ہے بلکہ اکثر و بیشتر مخدوش دین وایمان اور اپنے دروس میں ناکام ہونے والوں نے اس شعبہ کو اپنایا ہے،اسی لئے بلتستان میں اوضح واضحات حقوق ضائع اور تلف ہوئے ہیں اور ہور ہے ہیں خود کو سرکاری عدالتوں سے اونچا دکھاتے ہوئے ان کو حاکم جور کہتے ہیں جبکہ ان سے کہیں گنا جور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ کہیں آپ بھی ضامن علی اور شیخ محمد صادق جیسے قرآن اور سیرت عملیٔ رسول اللہ سے ناآشنا قرآن مخالف قضاوت کرنے والے نہ بن جائیں۔ میں نے ان سے دین کیلئے اعلیٰ اور ارفع کام لینے کیلئے سوچا تھا لیکن انہوں نے اپنی جگہ فیصلہ حتمی اور جزمی کیا ہوا تھا کہ اسلام سے متعلق امور میں حصہ نہیں لینا ہے۔ وہ قم میں رہے جب وہاں بھی متکبرین کے ساتھ رہیں گے اور یہاں بھی یہاں کے حرام خوروں اور بے دینوں کیساتھ چلتے ہیں تو میں کیا کرسکتا تھا۔ جب میں ان کے توسط سے حق

لینا نہیں چاہتا تھا تو سوال ہوگا کہ کیوں نہیں روکا؟ اس کا جواب یہاں دو حالت سے خالی نہیں تھا، یا میرا حق ضائع ہونا تھا یا انہیں بدنام ہونا تھا کہ اس نے اپنے سسر کے حق میں فیصلہ دیا۔ ذلیل حقیر مال دنیا کس مصرف میں جائے گا پتہ نہیں، میں غصہ میں ان کو روک کر خاندان وفڑ وپا کے جاہل و بے دین چچھووروں کے سامنے شرمندہ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا، بے شک جائداد جہاں چلی جائے۔ قارئین کرام میرا حق تمام علماء نے ضائع نہیں کیا ہے اور چند کی جنایت میں تمام علماء کو گرفت میں لینا خود ایک ظلم فاحش ہے جو قابل معافی نہیں بلتستان کے تمام علماء چھوٹے سے بڑے تک اسلام مخالف علماء ہیں حضرت علی کو رسول اللہ پر برتری دینے والا کرخی بضدا دوالے ہیں، شاید حوزہ نجف وقم میں بھی اس کی نظیر نہیں ملتی چنانچہ ولی فقیہ کے نمائندے آغا ساجد نے خود امام خمینی سے چند قدم آگے اختیارات چلاتے ہیں میں چندین بار چلائی ہے جس طرح جنگل میں شیر بادشاہ، بلتستان میں علماء بادشاہ۔ اس میں چند بنیادی نکات ہیں۔

۱۔ حقوق کو دقت وباریکی سے پڑھنا۔

۲۔ بہتر تر سہل تر طریقے سے حل کرنا۔

۳۔ متخاصمین میں سے دونوں طرف کو کوئی شکایت معقول ومشروع نہ رہے۔ میرے اس مقدمے میں شیخ ضامن علی اور قاضی قضات بلتستان نے خلاف اصول مسلمہ قضاوت کے علاوہ قرآن کریم کی بھی مخالفت نہیں جسارت کی تھی۔

شیخ محمد صادق، ضامن علی کی کل اسناد ہر بات پر یہ رہی ہے کہ ایران میں ہوتا ہے مجتہدین کرتے ہیں مجتہدین کہتے ہیں، سوال یہ ہے کہ مجتہدین کو یہ حق کس نے دیا ہے؟

فتاویٰ مجتہدین قرآن اور سنت عملی رسول اللہ سے استناد نہ ہو وہ زخرف باطل ہے۔ شیخ صادق نے کہا قرآن میں ہونے سے فرق نہیں پڑتا ہے، ہم مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں۔ ''بیوہ متعہ کو ارث نہیں ہے'' یہ بھی انہوں نے غلط بات کی ہے کہ فقہ جعفری میں متعہ کی ارث ہے زمین کی قیمت دی جاتی ہے۔ یہ لوگ شریعت مجتہدین چلاتے ہیں جو نص قرآن کے خلاف ہے۔ ﴿نساء۔۱۶۵﴾

آغا محمد طہٰ منڈ و حاجی شکور کے کہنے پر، آغا سعید علی آباد کے یعقوب، عنایت اور مہدی کے کہنے پر چلتے ہیں۔ آغا سعید کو شریعت اسلام کا پتہ ہی نہیں اور جب ان کو پتہ نہیں تو ضامن اور طہٰ کو کہاں سے پتہ ہوگا۔ بدقسمتی سے اس علاقہ پر قہر و غضب الٰہی جو نازل ہونا تھا وہ نازل ہو گیا ہے، ان پر مزید عذاب آنے والا ہے یہ میری بد عا نہیں بلکہ قرآن کریم میں دیئے گئے وعدے کا حصہ ہے۔ برے، جاہل، مادہ پسند اور اغیار کے صدقات کھانے والے مادہ پرست ان پر مسلط ہوں گے۔ یہاں والوں پر عذاب نازل ہو چکا ہے، اللہ سے دوری و روگردانی، وعظ و نصیحت سے گریزی، دنیا سازی میں استغراق، حرام خوری میں عالم، حاجی، زواروں، مجاورین ماتمسراؤں اور عزاداروں کو مسلسل منابر سے جھوٹی کہانیوں کی وجہ سے اور بے چین و بے ضمیر ہونے کی وجہ سے احساس نہیں ہو رہا ہے، انہوں نے عمر بھر بلکہ نسلوں سے منابر سے یاد اللہ، قیامت اور روز حشر و نشر کی کوئی بات نہیں سنی ہے تو کیسے ان کو ہدایت ہوگی؟ قصہ ہا دروغین، شطحیات، خرافات اور خوابات صوفیان سے کسی کو ہدایت ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ دین اسلام کے خلاف رضا کاروں کا نام صوفیان ہے ان کے مورچوں کا نام خانقاہ و ماتمسراء ہے ان کے حامیان روشن خیال دین و اسلام سے چڑنے والے دانشوران

ہیں۔ جو کچھ دین کے نام سے سنتے آرہے ہیں وہ دین سے روکنے کا فارمولا ہے بطور مثال ان کا اصرار ہے کہ علماء سے دین قائم ہے، کونسا دین قائم ہے؟ دین صلیبین، دین مجوسی، دین صوفی قائم ہوگا، دین محمدؐ یا دین قرآن سے تو تمھیں چڑ ہے۔ دین میں کسی کی تعظیم کا حکم نہیں تعظیم براہمہ والوں کی ثقافت ہے جہاں انہوں نے ذات پات کو عزت و ذلت کا معیار قرار دیا ہے یہاں مذہب براہمہ کے اصولوں پر اصرار ہے راجوں اور سادات کی تعظیم واحترام کا جو مظاہرہ نبی اسلام سے نہیں دیکھا ہے، آج جگہ جگہ اس کا مظاہرہ دیکھا جا سکتا ہے علماء کا احترام کرو کا معنی علماء کو بت بناؤ ان کے جھوٹ کو من وعن مانو۔

۲۔ کہتے ہیں اہل بیت سے محبت کرو، پیغمبرؐ سے محبت کرو، یہ کس آیت قرآن میں ہے؟ اللہ نے پیغمبرؐ کی اطاعت کا حکم دیا ہے قرآن میں پیغمبر اکرمؐ کی اتباع آئی ہے پیغمبرؐ سے محبت نہیں آئی ہے۔

۳۔ کہتے ہیں امام حسینؑ کے اسوہ پر عمل کرو امام حسینؑ کے اسوہ میں گھوڑا، تابوت، جھولے، جھنڈے اور کالے دھاگے ہیں یہ شیاطین نے اس راستے پر لگایا ہے؟ اسی لئے ہر آئے دن ذلیل ہوئے، اگر امام حسینؑ کی پیروی کرتے تو عزیز ہو جاتے، تم لوگوں کی وجہ سے یہاں کے لوگ ہر آئے دن دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ ضامن علی اور طٰہٰ رات کو جب سوتے ہیں تو خواب میں میرا بلتستان آنا دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ ضامن نے کہا آغا سے زیادہ لوگ اب ہماری باتیں سنتے ہیں، طٰہٰ نے بتایا آغا کے پیچھے صرف محمد جان تھے اب ہمارے پیچھے تمام کھڑ پنچ حاجی حسن، حاجی شکور، یعقوب اور ایوب وعنایت ہیں۔ یہ دونوں تنہا ہم سے نہیں بلکہ دار الثقافہ سے نشر کتابوں سے بھی ڈرتے تھے یہاں تک کہ ضامن نے

باقر اور میرے بیٹے باقر کے ساتھ پیغام بھیجا کہ آغا کی کتابیں یہاں نہ بھیجا کریں ۔نماز جمعہ کے خطبوں میں کہا اپنے بچوں کو کراچی نہ بھیجیں اس حد تک ان کے دلوں میں میرا خوف ہے کیونکہ وہاں شرف الدین ہے ان کے عقائد خراب ہوں گے،انہوں نے غلط بولا کیا زمان یوسف،فدا علی ،آغا روح اللہ ،قاسم کے عقائد خراب ہو گئے ہیں؟نہیں یہ لوگ ہمیں الو بنانے کیلئے آتے تھے ان لوگوں نے اپنی بغلوں میں چھپے بتوں کو کبھی نہیں چھوڑا وہ لوگ انہی سے ساتھ جہنم جائیگا،جب قرآن ان کے دلوں میں ایمان داخل ہوا ہی نہیں وہ تو دوسروں کو خراب کرنے کیلئے ابلیس سے بھی بے نیازی کی صلاحیت کا لوہا منوا چکے ہیں ۔یہ ہماری بے ذوقی پر مبنی قوم پرستی کا سایہ ہلکا سا ہی کیوں نہ ہو متاثر کرتا ہے، میں ان کی داڑھی یا بلتی ہونے کی وجہ سے انہیں دیندار سمجھتا تھا یہ غلط ثابت ہوا،ایسی کوئی بات نہیں یہاں آنے والے نوکریوں سے واپس آکر پوری رات نیٹ سے لگے رہتے ہیں ۔

بلتستان اسلام نا خواندہ علماء کی جولان گاہ ہے ان میں سے کسی نے بھی سوائے رسالہ عملیہ مجتہدین یا درس شرح لمعہ کے اسلام کے متعلق کوئی عنوان بطور نصاب نہیں پڑھا ہے میں نے محمد سعید اور باقر کو معجم فرق اسلامی جو کہ ایک لبنانی شیعہ عالم خاندان محسن امین کی لکھی ہوئی تھی دیں اس کو پڑھیں لیکن نہیں پڑھی دوسرے دن کمرے میں چھوڑ کے گئے ۔کچھ عربی فارسی یا اردو کی کتابیں پڑھنے کے بعد میدان قضاوت میں کودے ہیں اس میدان میں کودنے والوں کی اکثریت اسلام سے نا بلد تھی اس میں سے خاص کر منصب قضاوت والے علماء زیادہ تر جاہل تھے لہٰذا حقوق اور خاص کر مسائل فروع میں وہ بے دردی و بے پروائی سے کودے ہیں اس میں بلتستان کے شہرت یافتہ ارباب اقتدار والے علماء بھی

امثال آغا علی، غلام محمد غروی، آغا جعفری ورضوی نے آغا خانیوں اور متکبر مذہب اشرا کیت مساوات کو اپنی عباؤں میں تحفظ دیا ہے، ابھی اہل شگر والے اعظم خان یا ندیم کو دیندار کہہ کر ان کے لئے ووٹ بناتے ہیں۔ انہی میں سے میرا حق تلف کرنے والے اسے روکنے والے اور من مانی سے ہٹ دھرمی کرنے والے حیلہ بہانے سے ان کے حضور عدالت سے چھوٹ دینے والے شیخ محمد صادق بھی ہیں جو کہ رشوت ستائی میں شہرت یافتہ رشوت جمع کرتے ہیں۔ ضامن علی اور محمد طہٰ ہیں جنہوں نے اپنی جہالت اور بے دینی سے بھر پور فائدہ اٹھایا، اہالی چھورکا پر قہر وغضب میں سے ایک مادی طمع میں مستغرق علماء نماؤں کے بے سند قیل و قالوں کی ساعت ہے۔ انہیں جو عالم ملا ہے وہ بلعم باعور سامری صفت والے ہیں ان کو اسلام کی الف ب نہیں آتی ہے۔ اس کی ایک مثال خاک کربلا کے ٹکڑے بیت الخلاء میں پھینکنے کی تہمت کے تحت یہ لوگ کسی سنی کے گھر کو جلانے گئے تھے۔ انہوں نے مٹی جامد کے احترام میں انسان مسلمان کلمہ گو کو مارنا، یاران رسول اللہؐ کو منبر سے گالی ودشنام دینا سیکھا ہے یہ افراد بہانے تراش کر عنایت جیسے جاہلوں کا ٹولہ لیکر گلاب پور کے گھروں کو جلانے گئے تھے۔ یہی آغا محمد سعید مجھے خاندان وفزو پا سے درختوں کے حصے کو اس منطق کے تحت محروم کئے ہوئے تھے کہ یہ درخت بعد میں لگائے ہیں لہٰذا یہ درخت لگانے والے کے ہیں جس کی سند وہ رسالہ عملیہ سے للغارس سے دیتے ہیں یعنی پودا لگانے والے کو ملے گا، دوسرا یہ کاشتکاری زمین کیلئے ہے حالانکہ جس مجتہد نے یہ فتویٰ دیا ہے خلاف عقل دیا ہے جبکہ یہ میری اپنی زمین ہے میں نے یہ ان کو کاشتکاری کیلئے نہیں دی تھی۔ سعید نے اس مسئلہ کے تحت میرے سکردو کے پلاٹ میں لگے سفیدوں کو طاہر کو کاٹنے کا کہا ہوگا۔

اس جیسی اور بہت سی وجوہات کی بناء پر ہم نہیں چاہتے تھے کہ آغا محمد سعید یا محمد باقر میرے مسائل و تنازعات میں حصہ لیں، اس کی چند وجوہات ہیں۔ آغا محمد سعید محمد باقر، آغا نثار حسین اور رضا من علی وغیرہ کو دین اسلام کے اصول و فروع کی الف ب بھی نہیں آتی۔ میں نے اپنے اندر ارادہ جزمی کیا تھا کہ آغا علی عباس اور آغا نثار کی خدمت کروں گا لیکن دونوں معیار اسلام کی بجائے ضد اسلام کے حامی و داعی تھے چنانچہ آغا نثار نے طاہر القادری کی تعریف کی کہ اس سے یہاں دین بلند ہو رہا ہے وہ اچھے کام کر رہا ہے جبکہ وہ کمیونزم کے حامی اور فرسودہ صوفیت والے تھے، ابا بکر و عمر سے دشمنی اور طاہر القادری سے محبت میری سمجھ میں نہیں آئی۔ ان کا دین و شریعت توضیح المسائل اور زبانی سنی سنائی باتوں تک محدود ہے۔ کیونکہ اسلام ان کے نصاب میں شامل نہیں وہاں علوم شعوبی سکھاتے ہیں، علوم شعوبی کے مبتکرین اسلام کے مخالف تھے۔ اس لئے جو وہاں جاتے ہیں واپس نہیں آتے کیونکہ وہاں ان کی زندگی صرف عیاشی ہے واپس آ کے کیا کھائیں گے قناعت کی عادت نہیں، وہاں مفت خوری ہے اور مفت خوری کا درس ملتا ہے کہ کیسے ہر چیز مفت حاصل کرتے ہیں ان میں سے اجارہ پر نماز روزے ہیں جو کہ اپنی جگہ کھلا باطل ہے۔ وہاں شرعی کمیشن بنام تحفہ لینے کا طریقہ سکھاتے ہیں۔ اس لئے وہاں جانے والے واپس نہیں آتے ہیں، بیس پچیس سال گزارنے والے سے جب پوچھا جاتا ہے آپ کب مدرسہ یا حوزہ چھوڑیں گے تو کہتے ہیں علم کی کوئی حد نہیں ''**اطلب العلم من المهد الى لحد**'' اور پھر کہتے ہیں بچوں کو پڑھانا ہے۔ ہم کچھ عرصہ سوچتے رہے کہ ہمیں یہاں کب تک رہنا ہے؟ اس عرصے میں کیا کرنا ہے؟ آخر فیصلہ کیا ہم نے جانا ہی ہے تو دیر کرنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی ہے فیصلہ کیا واپس جانا ہے، اس

لئے زوجہ کو طلاق دی کہ انہوں نے ایران چھوڑنے سے انکار کیا تھا چنانچہ میں اپنے بچوں کو اپنے ساتھ لایا اور یہاں مشقت ومصیبت کی زندگی گزار کر بچوں کو پڑھایا، ان کے گمان میں ان کا وہاں رہنا خود ایک دین ہے جو بہت نقصاندہ اور باعث خطرہ ہے۔ وہاں کھڑ پینچ سازی اور گداگری سکھاتے ہیں، وہاں احسان فراموشی اور والدین سے بغاوت سکھاتے ہیں، دوسروں کو زہد اور قناعت کا درس دیتے ہیں خود کیلئے باوقار زندگی بناتے ہیں وہاں تفرقہ و انتشار سکھاتے ہیں۔ انہیں اگر دین آتا ہے محمد باقر، صادق، آغا نثار حسین، سید محمد اور سید عباس و دیگر علماء مغرورین شگر چھور کا اپنے مذہب کی کسی شق اصولی یا فروع کے بارے میں کچھ لکھ کر بھیجیں کہ یہ شق قرآن کریم کی ان آیات سے ثابت ہے۔ دین وشریعت کی سربلندی ان رسومات سے الگ ہونے میں ہے بلتستان کے تمام قضات کے ساتھ مفاد پرستوں کا ٹولہ پیچھے ہوتا ہے۔ ہم چاہتے تھے یہاں ایسے علماء آئیں جو مادیات سے بالا ہو کر رسول اللہ کی دعوت کا نمونہ پیش کریں اور سادہ عوامانہ زندگی گزاریں لیکن بدقسمتی سے انہوں نے دین سے زیادہ عیش ونوش میں دلچسپی لی، میں نے بیس سال پہلے ان کو خط لکھا تھا کہ عیاشی کی زندگی سے گریز کریں وہ ان کیلئے ناگوار گزرا۔ چنانچہ انہوں نے کمیشن اور میری مخالفت دکھانے کیلئے مدرسہ بنایا ہے یہاں رمضان ختم ہونے پر روزہ رکھنے کا جرمانہ لینا سکھاتے ہیں، پچیس کلومیٹر سفر کر کے روزہ کھولنا سکھاتے ہیں اپنی باتوں کو بغیر دلیل منوانا سکھاتے ہیں۔ میں نے آغا محمد سعید سے متضاد حرکات دیکھیں وہ رمضان میں ایران سے کراچی آئے روزے رکھے میں خوش ہو گیا میرا بھتیجا سنجیدہ ہو گیا ہے حکم قرآن کا متجسس ہے لیکن بلتستان پہنچنے کے بعد گمبہ سکردو آیا تو میں نے پوچھا روزہ رکھا ہے تو کہا نہیں رکھا میں

حیران ہوگیا۔ایک دفعہ بچوں کے ساتھ یہاں آیا تو بیٹی نے اپنے گھر میں روزہ قصر کیا۔

۲۔ان کو مقدمات ساعت کرنا نہیں آتے ہیں اس لئے میں نے ان کو دیگران کے مقدمات ساعت کرنے سے روکا ہوا تھا بلکہ میں نے ان کے نام اس بارے میں خط لکھا تھا۔

شیخ محمد صادق نے ہم سے گواہ طلب کیا اصول قضاوت میں گواہ مدعی کے ذمہ ہے مدعی اس کو کہتے ہیں جو خلاف اصل دعویٰ کریں، یہاں مدعی وفڑ و یا والے تھے وہ یہ ثابت کریں کہ ان کی ماں ہم سے نہیں یا ہمارے پاس ہبہ ہے۔ہم تو اپنی ماں کی ارث مانگتے تھے ہم خلاف اصل نہیں تھے، ہبہ والے مدعی ہوتے ہیں کہ ہمیں ہبہ دیا ہے ہم وارث تھے۔نانی کی ارث میں بھی ہم سے گواہی طلب کی کہ آپ دائمی ہونے کا گواہ لاؤ،اس کو دین اسلام کے احکام کے مصطلحات تک بھی نہیں آتے تھے کیونکہ قرآن میں دائمی متعہ نہیں قرآن میں زوجہ آیا ہے،دائمی کی اصطلاح متعہ والوں کی جعل ہے۔اس کو اپنی فقہ کا اصول بھی پتہ نہیں تھا اور یہ بھی پتہ نہیں کہ مدعی کون ہوتا ہے مدعی علیہ کون ہوتا ہے یہ حضرات یہاں کے کھڑ پینچوں سے سنی بات کرتے ہیں۔قرآن میں ارث زوجہ آیا ہے ان سے سوال ہے متعہ زوجہ ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو یہ زنا ہے اگر ہے تو ارث دیں اس طرح اللہ نے اہل بلتستان پر ایسے جاہل از اسلام علماء مسلط کئے ہیں۔خود سعید نے مجھے اس مقدمہ میں خسارے میں ڈالا جہاں اس نے اشجار کی ارث سے مجھے بے دخل سمجھا کیونکہ رسالہ مجتہدین میں لگائے درخت سے مالک زمین کو کچھ نہیں ملتا ہے جبکہ یہ بھی فتویٰ اپنی جگہ غلط دیا ہے کیونکہ درخت زمین کے عناصر چوستے ہیں۔ہمیں ان اشجار مثمرہ وغیر مثمرہ جو جنگل مانند تھے جس سے انہوں نے گھر بنایا ہے فروخت پر ان کو بھی حصہ ملنا ہے نیز گھر کا حصہ بھی ملنا ہے یہ زمین غیر مزروعہ ہے اس

زمین واشجار اور لکڑیوں کی قیمت جو ملنا چاہیئے تھی کم سے کم ایک کروڑ سے زیادہ بنتی ہے۔

۱۔طاہر اور محمد سعید دونوں نے کہا ان کے پاس ابھی کچھ نہیں، گھر خود انہوں نے بنایا، درخت خود انہوں نے لگائے، مجھے یقین ہوا آغا سعید کو قاضی بنا کر محمد طاہر کو وکیل بنا کر حق نہیں مل سکتا ہے،ابو جہل جیسے جٹ ہمارے پاس نہیں ہیں نیچے والوں کے پاس ہیں ڑخانے پر قاضی قضات بلتستان نے ان کو آفرین کہا ابو جہل کے برادر صیغوی فخر الدین، قاضی شیخ صادق، جٹ شکور، محمد رضا نے ان کو صرف انکار پر اصرار سکھایا ہے۔

۲۔آغا سعید ستر سال بعد لکھے جانے والے ہبہ کے بارے میں ایک جملہ بھی نہیں بولا، آج یہ ہبہ کس لئے لایا ہے تم نے کہا ہم حق دینے کیلئے آیا ہے ہم یہاں قضاوت کیلئے نہیں بیٹھنا ہے چلو ضامن علی سے پوچھتے ہیں جو ہبہ آپ نے دیکھا تھا یہ وہی ہے یا کوئی نیا ہے؟ اتنا بھی نہیں بولا آج دکھانے کا کیا مقصد ہے حق دینے آئے ہو یا مقدمہ لڑنے آئے ہو کہہ کے ان کو رخصت کرتے اس سے بھی شکوک وشبہات بڑھ گئے یہ ایک سازش کے تحت ڈرامہ بنائے تھے۔ہم تو اسلئے تیار ہوئے تم دینے کیلئے آئے ہو اس کو علماء کے پاس لے جاؤ۔ایک اور تشویش جو لاحق ہوئی آغا سعید اور محمد طاہر نے ان کی سفارش کر کے مجھے اور میرے بھائیوں کو نقصان پہنچایا۔ان کو حسن وحسین سے زیادہ صاحبان جائداد غریب نظر آئے۔

اس سے ہم دل سے راضی نہیں تھے کیونکہ میرا حق غاصب وظالم وفاسد خاندان وفرد و پا والوں کے پاس ہو یا صاحب ادارہ قرآن وسنت شکور کواردوی کے پاس ہو یا مغوی علماء صاحب کتب خانہ اسلامی حاجی محمد علی کے پاس ہو آپ فسادوں میں جھنڈا بردار تھے کسی

بھی فساد پھیلانے والے کو آپ نے نہیں چھوڑا، آغا ضیاء، جان علی شاہ، اعجاز بہشتی، شیخ نثار، فاسد بے دین پی پی سب کا ساتھ دیا صرف آغا جعفری کے مخالف رہے، نماز جمعہ میں برابر شریک رہے اس کا فلسفہ ابھی تک نہیں سمجھا، اسی طرح خاندان پدری کے برادرزادگان کے پاس ہو جنہوں نے کبھی مجھے اپنا مشفق ومہربان وخیر خواہ کی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ ان کے مفاد کے مخالف جیسا دیکھا جس طرح یہاں کے تایا چچا اپنے برادرزادوں کے خیر خواہ نہیں ہوتے تمام احسانات کے باوجود دو مفلوج بھائی کے بیٹوں کو اپنی خدمت کیلئے خوب استعمال کیا میرے لئے الگ پودا بھی نہیں لگایا، یا میری جائداد کے وکیل محمد طاہر مجھے چالیس روپے بھیج کر ساٹھ روپے اپنا حق زحمت نکالتے ہیں جو بھی مال میرے پاس جمع ہو نگے یہاں چھوڑ کے جانا ہے، میری خواہش ہے کہ مجھے کفن نہ ملے میرے میلے کپڑوں میں ہی دفنائیں، دکھ وپریشانی اس بات پر رہتی ہے کہ خسیس عیش دنیا میں بدنامی اور رسوائی اور آخرت کی بربادی قعر جہنم میں اپنے لئے ٹھکانہ کیوں بنائیں کہ خاندان سادات اہلبیت سے رشتہ رکھنے والے نہ آخرت سے ڈرتے ہیں نہ دنیا کی بدنامی سے ڈرتے ہیں نہ شرف انسانی سے محروم ہونے سے ڈرتے ہیں عرصہ بیس سال سے اپنی پدری املاک کی آمدنیات میں خیانت کاری دیکھ کر دل برداشتہ ہو گیا، میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ لوگ خردل وقفیر کے حساب کے دن اللہ کو کیا جواب دیں گے جہاں اللہ فرماتے ہیں ﴿وَ نَضَعُ الْمَوازِینَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیامَةِ فَلا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئاً وَ إِنْ کانَ مِثْقالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَیْنا بِها وَ کَفی بِنا حاسِبِینَ..،انبیاء۔۴۷﴾ صرف خبث حب مال نے ان کو کہاں پہنچایا، فرق نہیں پڑتا کہ مال ودولت وڈیرو پا کے ابو جہل کے پاس ہو یا ساداتی ابو جہلوں کے پاس ہو وہ

لوگ خود اپنے اندر جہنم کا ایندھن بنا رہے ہیں میرا خواب تھا کہ یہ گھرانہ حلال وحرام کا پاس رکھنے والا ہو جائے آج سے دس پندرہ سال پہلے میری بہن نے مجھے کہا آپ ہمیں اپنے درختوں سے خشک شدہ شاخوں کو کاٹنے کی اجازت دیں میں نے کہا نہیں دونگا کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو مفت خوری کی عادت ہو جائے۔جس ذات نے مجھے عمر سعد اور شمر وسنان مانند اشقیاؤں کے بیچ میں اپنے حفظ و پناہ میں لیا ہے یہ اس کا وعدہ ہے ہماری راہ میں جہاد کرنے والے ہمارے حفظ میں ہیں، سازش کرنے والوں کو چھپنے کے لئے قبر نہیں ملے گی بدنیت بے دین ہمیشہ برے اعمال کے کھڈے میں پھنس جاتے ہیں آج غلام محمد بیوقوف کے دونوں بے وقوف بیٹوں کیلئے ہم آواز اٹھانے کیلئے اٹھے تھے آج ان کے دھوکے میں پھنس گئے۔ان کے بارے میں امام حسین کا یہ فرمان صدق آتا ہے''ہم تمھیں نجات دلانے آئے تھے تم دشمن سے مل گئے''

مجھے خاندان وڑہ و پاحق دے رہا ہے سن کر خوشی ہے نہ غم، بفضل اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں مال کیلئے محبت کی جگہ نہیں کہ اس کی آمد سے خوشی ہو جائے یا جانے اور نہ ملنے سے پریشانی لاحق ہو، چنانچہ قرآن میں یہی آیا ہے ﴿لِكَيْلا تَأْسَوْا عَلى ما فاتَكُمْ وَ لا تَفْرَحُوا بِما آتاكُمْ وَ اللَّهُ لا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتالٍ فَخُور ۔حدید۔۲۳)مال ملنے پر طاغی ہونا اور ملنے پر غمزدہ ہونا ابوجہلوں کی سنت وسیرت رہی ہے۔مجھے اللہ نے مال اور اولاد عزیزوں سے محبت کی جگہ حب اللہ حب قرآن سے نوازا ہے اسی لئے بطفیل قرآن دنیا مخالف ہونے کے باوجود زندہ ہوں۔کلمات قصار۱۱۳ میں امیر المومنین فرماتے ہیں''لا مال اعود من العقل''۔مال کے بارے میں امیر المومنین فرماتے ہیں کتاب ارشاد المومنین ج

۳ص ۵۸ کتب۱۲۲ اسی طرح اسی کتاب میں کتاب ۳۹ص ۱۴۵ میں آیا ہے۔

یہ نہ کہیں کہ پھر اتنے کتابچے اس حق کے حصول کیلئے کیوں لکھے اس بارے میں عرض کرتا ہوں حق طلبی کرنے کے بارے میں فرمان امیرالمومنین کلمات قصار ۲۳ ارشاد المومنین ج ۳ص ۳۰۳ پر آیا ہے "ہمارے حقوق لوگوں کے پاس ہیں اگر نہ ملیں تو ہر قسم کی زحمتیں برداشت کریں اگر اونٹوں کے پیچھے سوار ہونا پڑے" مجھے حقوق ملنا مقصود نہیں حقوق ثابت کرنا مقصود ہے حق کا دعویٰ نہ کرنے پر خاندان وڑ ویا اور میرے برادرزادگان کے نزدیک ذلیل ہوگیا، تجربہ ہوگیا ملے نہ ملے دعویٰ کروں گا، ہر کسی کو حقوق ملنے چاہئیں، ملک میں حرام خوری کا سلسلہ جس شکل وصورت میں ہو، مال حرام کھانے کی سیرت ختم ہونا چاہیئے۔

حب دنیا:۔

﴿وَ جَعَلْنا لَكُمْ فيها مَعايِشَ وَ مَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرازِقينَ. حجر. ۲۰﴾ ﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعاجِلَةَ ☆وَ تَذَرُونَ الْآخِرَةَ. قيامه. ۲۰. ۲۱﴾ ﴿وَ تَأْكُلُونَ التُّراثَ أَكْلاً لَمًّا﴾ ﴿وَ تُحِبُّونَ الْمالَ حُبًّا جَمًّا﴾ (فجر۔۱۹۔۲۰) ﴿الَّذي جَمَعَ مالاً وَ عَدَّدَهُ﴾ ﴿يَحْسَبُ أَنَّ مالَهُ أَخْلَدَهُ﴾ ﴿كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ﴾ (همزه۔۲۔۳۔۴) ﴿ما أَغْنى عَنْهُ مالُهُ وَ ما كَسَبَ﴾ ﴿سَيَصْلى ناراً ذاتَ لَهَبٍ﴾ ﴿وَ امْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ (لہب۔۲۔۳۔۴) ان آیات میں حب دنیا کی سخت مذمت آئی ہے۔

مجھے جب بھائی نے الگ کیا تو ہم تین بھائیوں کیلئے تین کنال زمین ملی تھی، ہم

نے اپنی چچازاد بہن سے کہا کہ یہ جو میرے گھر کے سامنے زمین ہے مجھے اجارے پر دے دیں تا کہ میں گرمیوں میں باغیچہ بناؤں لیکن اپنوں نے سبزی اگانے کیلئے بھی نہیں دی۔ جب میں ایران سے واپس کراچی آیا تو مجھے تکرار سے پیغام بھیجا جلد از جلد یہاں آجائیں اور ہماری جائداد سنبھالیں، اس طرح عباس امیر پا نے اصرار سے کہا آپ آجائیں اور ہماری جائداد لے لیں، میں نے کہا کسی اور کو دے دیں جو یہاں رہتا ہو میں تو دور رہتا ہوں شاید میں آپ سے پہلے مروں تو آپ کیلئے مسئلہ نہ ہو جائے۔ میں نے حاجی یعقوب خائن سے کہا کہ آپ لے لیں تو کہا کہ وہ مجھے نہیں دیتے تو میں نے کہا اگر ہم لے لیں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں کہا نہیں۔ غرض حق انسان کے پریشان ہونے سے ملتا ہے نہ نفرت سے ضائع ہوتا ہے لیکن حقوق ہے حکم شرع ہے لیلیں کسی کو حرام کھانے کا موقع نہ دیں۔

دنیا میں حاصل کردہ مال ومنال سے انسان کو حاصل ہر روز کے لقمات اور پہننے کے لباس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے قیامت کے دن اچھے لباس پہننے اور اچھی غذا کھانے والوں کا استقبال ہوگا نہ ہی کم کھانے، بے مزہ کھانے اور کھدر پہننے والوں کی اہانت ہوگی۔ ﴿فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَ نَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ.. فجر. ۱۵﴾ مال میں فراوانی اللہ کی طرف سے اکرام نہیں اور تنگی مال کو اہانت نہیں بنایا ہے یہ جو عموماً ''هذا من فضل ربی'' کہتے ہیں یہ عام طور پر حرام کھانے والے ہی کہتے ہیں جہاں کہیں فراوانی نظر آئے سمجھ لیں وہاں حرام ہے۔ میرے لقمات حیات و کفالت کا وعدہ اللہ نے اپنی کتاب میں دیا ہے مجھے صبح، دوپہر، شام ملا کے تین چار روٹیوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اللہ کے فضل و کرم سے آسانی سے میسر آتی ہیں۔

میرا خدشہ درست تھا یہ کہیں ڈراما دھوکہ تو نہیں لیکن اللہ نے مجھے اس سازشی ڈرامے سے بچایا لہٰذا الحدید ۲۳ میں آیا ہے ''نہ ملنے پر دکھ افسوس نہ ہو جو تمھارے ہاتھ سے گیا وہ واپس نہیں آئے گا' چنانچہ فوتگی میں جا کر عزیزوں سے کہتے ہیں کیا آپ کے رونے سے مرنے والا واپس آئے گا؟ لہٰذا حکم ربی کے تحت صبر کریں، اسی حکم کے تحت میں مال و جائداد ملنے پر کبھی خوشی نہیں ہونا معلوم نہیں کھانے پینے پہننے کی مہلت ملے گی یا نہیں۔ اپنے مال حلال، کسب حلال سے کفن ملے گا یا نہیں یا بلا کفن بلا قبر گم ہو گیا معلوم نہیں میں نے علامہ غلام مہدی کو کچھ رقم دی کہ یہ میرے لئے کھدر کا کپڑا خریدیں اور میرے کفن کیلئے اپنے پاس رکھیں بعد میں سوچا کیا پتہ یہاں مریں یا باہر کسی جگہ مریں گے، دریا میں غرق ہو گئے تو کفن کہاں سے ملے گا، اس لئے یہ وصیت بھی بے فائدہ ہے۔ مجھے اپنے حق نہ ملنے سے یا کسی کے حیلہ بہانے، چوری، کمیشن اور حق زحمت کے بہانے لینے سے دکھ اس لئے ہوتا ہے کہ یہ شخص کتنا کمینہ خسیس پس انسان ہے کہ جس کو خود کھانا نصیب نہیں ہو گا قیامت کے دن ان سے حساب لیا جائے گا۔

حب دنیا کا خاصہ یہ ہے کہ تمام غلطیوں کا مصدر و مآخذ و برگشت حب دنیا کو جاتی ہے مرحوم باقر الصدر کا آخری درس قرآن اسی عنوان پر تھا، انسانوں میں ایک حد تک دنیا سے گرائش ہوتی ہے جس سے یہ دنیا آباد رہتی ہے لیکن کبھی بعض افراد کے اندر زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ مرنا بھول جاتے ہیں، اللہ بھی ایسے لوگوں کو بھول جاتے ہیں، ان کی منطق صرف یہی حیات دنیا رہتی ہے، سورۃ ہمزہ لمزہ مسدان افراد کے بارے میں ہے۔

﴿وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ (۱) الَّذِى جَمَعَ مالاً وَ عَدَّدَهُ (۲) يَحْسَبُ أَنَّ مالَهُ

أَخْلَدَهُ (۳)﴾

جوافراد مالداری کو اعزاز وافتخار سمجھتے ہیں، حالانکہ سورہ تغابن میں آیا ہے اولاد و زوجات تمھاری دشمن ہیں ﴿یا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْواجِكُمْ وَ أَوْلادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَ إِنْ تَعْفُوا وَ تَصْفَحُوا وَ تَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحيم..تغابن. ۱۴﴾، یہ ایک حقیقت اور واقعیت ہے کہ مال دنیا اور اولاد و زوجات انسان کو گمراہ راستے پر لگاتے ہیں جیسا کہ ابوجہل اور حاجی علی حسین جنہوں نے اپنی لڑکیوں کو ارث سے محروم کرنے کی وصیت کی ہے چنانچہ تاریخ پدر کشی پدر مادر زندانی کے واقعات بہت ہوتے ہیں، کسی لڑکے نے دوسرے لڑکے سے پوچھا تمھارا باپ زندہ ہے تو اس نے کہا ہاں زندہ ہے لیکن دعا ہے کہ وہ عادی موت کی بجائے قتل ہو جائے تا کہ جائداد کے علاوہ دیت بھی مل جائے۔ ایسے تصورات جہل و نادانی سے آتے ہیں، انسان کے پاس دعاؤں سے مال نہیں آتا ''وان ليس الانسان الا ما سعی'' مال کسی ماں کی دعا سے جمع نہیں ہوتا ہے یا مسجد کے پیش امام کی دعا سے بھی جمع نہیں ہوا ہے، سعی وکوشش سے جمع ہوتا ہے اور یہ چوری، ڈاکہ، رشوت، خیانت اور نا جائز طریقے سے ہی زیادہ جمع ہوتا ہے۔ فقر وفاقہ کا ہونا شرف انسانی اور رضا الٰہی میں کوئی دخل نہیں ہے مال چاہے زیادہ ہو یا کم یہ ایک امانت ہے چاہے صحیح طریقے سے کمائی کی ہو یا غلط طریقہ سے کمائی کی ہو جن کے پاس جمع مال کے بارے میں واضح ثبوت نہ ہو یا نا جائز راستے سے جمع کیا ہو وہ عطیہ الٰہی نہیں ہوتا ہے جو مال اللہ کے منع کردہ راستے سے حاصل کیا ہو اس سے قیامت کے دن حساب ہوگا (نہج البلاغہ خطبہ ۸۲) مال غلط طریقہ سے جمع کرنے والے اپنا حشر سب سے پہلے انہی کے صنف مال

جمع کرنے والوں کے ہاتھوں دیکھیں گے چنانچہ پاکستان میں غلط طریقہ سے مال جمع کرنے والوں کا حشر کہاں تک پہنچا ہے ان کو کتنا ذلیل کیا ہے اس جرمان کو مصطلح قرآنی میں سنت تدافع کہتے ہیں یعنی خود جیسے قدرتمند کوان پر مسلط کرتے ہیں، ہر گھرانہ جلدی جلدی انہی کے تناسب میں دیکھے گا ایک عالم دین سے منصور دوانیقی نے اپنے لئے وعظ کرنے کی درخواست کی تو اس نے آیت قرآن وسنت رسولؐ سے نہیں کیا بلکہ ایک چشم دید واقعہ سے کیا اس نے منصور دوانیقی کو بتایا کہ عمر بن عبدالعزیز یکے از سلاطین بنی امیہ تھے وہ سلطان بننے سے پہلے سلطان کی طرف سے مدینہ کے والی تھے جب سلطان بنے تو اپنے پاس جمع ذخائر کو بیت المال میں جمع کیا، دوسال سے کچھ تھوڑا عرصہ گزرنے بعد بستر بیماری پر حالت احتضار میں پڑے ۔مسلمۃ بن عبدالملک قائد لشکر ہونے کی وجہ سے غنیمت سے بہت کچھ دولت بنائی تھی انہوں نے عمرو بن عبدالعزیز سے کہا کہ آپ نے اپنے بچوں کیلئے کچھ نہیں چھوڑا ہے، ابھی آپ ان کو کسی کے سپرد کریں تو انہوں نے کہا اللہ کے سپرد کرتا ہوں ۔آج ہم سلاطین امیہ کے شہزادوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ کتنے صاحب عزت وآبرو تھے لیکن حقیقی عزت و برکت سے محروم رہے ۔

مال کے نہ ملنے یا مال کھو جانے سے پریشان ہونا خلاف عقل ہے ۔سورہ حدید آیت ۲۳ کا مفہوم ہے ﴿ جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جو مل جائے اس پر مغرور نہ ہو کہ اللہ اکڑنے والے مغرور افراد کو پسند نہیں کرتا ہے ﴾ مفت میں دوسروں کا مال کھانے کی عادت جیسی خبیث عادت کوئی نہیں یہ دنیا و آخرت دونوں میں دردناک مکافات، رنج ومصیبت کے علاوہ شرم آور اقدامات تک لے جاتی ہے، دیکھیں تھوڑا سا مال

بچانے کی خاطر غلام رضا نے باقی وڈہ وپا والوں کو بھی روک کر ان کے حرام خوری میں بھی اپنا حصہ ڈالا، اس بارے میں خاندان وڈہ وپا میں مثل تھوکمو مرادتر وپا عباس، حاجی یعقوب جیسا بدنام زمانہ بن گیا، حق روکنا حق سے محروم کرنا اس کی فطرت میں ہے اس وجہ سے اس نے اپنی عزیز بیٹیوں کو بھی محروم رکھنے کا حیلہ شیطانی کیا ہے۔

اگر آغا سعید کے دل میں میرا مقام ہوتا تو وہ اپنی اور سید محمد کی بہنوں کے ارث کو برملا دینے کا اعلان کرتے۔ میں نے ان سے کہا تھا مجلس میں اعلان کریں ہم اپنی بہنوں کی ارث دیتے ہیں آپ سب بھی دیں کیونکہ آج عالم اسلامی جن مسائل سے دوچار ہے وہ عدم ازدواج ہے خود عدم زواج اپنی جگہ چند عوامل رکھتا ہے۔

۱۔ پڑھائی کے نام سے عفت دری، نامحرموں سے آزاد مکالمہ، دوستی و آشنائی۔

۲۔ جہیز ۳۔ سادات وغیر سادات ۴۔ رسومات زواج

خواتین کو حق نہ ملنا اور مراسم زواج غیر شرعی رسومات ہیں، عقل و قرآن نے ازدواج کیلئے صرف ایمانداری کی شرط لگائی ہے تعلیم کی شرط نہیں لگائی ہے یہ شرط استعماری ہے قرآن میں جن معیارات کو اٹھایا ہے دین و ایمانداری، شرافت مندی اور غیرت کو بنیاد بنایا ہے، اگر مسلمان ان معیارات کو بنیاد بناتے تو کوئی لڑکی بغیر شوہر نہیں رہتی، معاشرے سے فساد اخلاقی کے جرائم کا خاتمہ ہوتا، میں نے اس راہ میں کودنے کا جرم اس لئے کیا تھا تا کہ اسلام کے زریں اصول خانوادگی کا احیاء کروں۔ ان میں سے ایک جہیز ہے، جہیز عورت کی تذلیل ہے گویا لڑکا اشرف وافضل ہے لڑکی کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو پڑھی لکھی کیوں نہ ہو، اس کی کوئی حیثیت نہیں، تنہا لڑکا ہی نہیں بلکہ لڑکی خود بھی یہی سوچتی ہے کہ دین و

دیانت، شرافت و فضیلت وغیرہ کوئی چیز نہیں، لحاف، بستر، لوٹا، صندوق بھر کے گوبر لے جانا، ہار چوڑی بالی میری عزت ہے، میں ذلیل و حقیر ہوں یہ ان کا احسان ہے کہ انہوں نے مجھے زوجیت کیلئے قبول کیا، آج تک سننے میں نہیں آیا ہے کہ کسی لڑکی نے یہ کہا ہو کہ میرے میں کوئی عیب و نقص نہیں تا کہ اس کو پورا کرنے کیلئے میں سونا بھی ساتھ لے جاؤں۔ میرا اپنی بیٹیوں کو جہیز نہ دینا محمد سعید و علی عباس، روح اللہ اور عابد کیلئے ناسور بنا ہے۔ سب سے پہلے مجھے اقدام میں ہمت شکنی کرنے والا میرا روشن خیال داماد سید محمد سعید اور عزیز بیٹیوں نے بھر پور طریقے سے نا قابل افہام کی بات کی اور کہا کہ ہم اپنی جاہلیت پر جئیں گے مریں گے۔ ہار اور زیورات کے بارے میں یہ تصور ہے کہ جس طرح پاکستان میں جاری بدعت قربانی کی بکری، اونٹ یا بیل کو پھولوں کے ہار سے سجا کے رکھتے ہیں لڑکی بھی بکری گوسفند یا کھانے کی مرغی جیسی ہے لہٰذا اس کو سجا کے لڑکے کے گھر بھیجیں تا کہ لڑکے کی نظر پڑے۔

بیٹیوں بہنوں کے ازدواج رکے ہوئے ہیں اس راہ میں چند مسائل حائل ہیں۔

۱۔ جو لڑکی غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہے وہ جہیز نہیں دے سکتی ہے لہٰذا وہ ازدواج سے محروم رہتی ہے۔

۲۔ وہ لڑکی جو غریب گھرانے سے ہے امیر گھرانے والے اسے پسند نہیں کرتے۔

۳۔ وہ لڑکی جو امیر گھرانے سے تعلق رکھتی ہے وہ غریب گھرانے پسند نہیں کرتی ہے۔

۴۔ سید خاندان کی لڑکی غیر سیدوں کو پسند نہیں کرتی ہے۔

ہمارے دو بھتیجے طاہر اور سید محمد اور ایک بھتیجی کی رخصتی پر میں آغا سعید سے وعدہ کر

کے وہاں آیا تھا کہ کھانا ایک دیں اس کے جتنے اخراجات ہوئے ہم دیں گے۔ آپ سامان کا چوشار کی دکان سے لے لیں تو اس نے مجھے ذلیل کر کے واپس کیا۔

محمد باقر اور آغا محمد سعید سے دین عزیز اسلام جس کا منہج قرآن اور اسوہ محمدؐ ہے دنیائے کفر والحاد شرق و مغرب وجنوب والوں کی آنکھوں میں کانٹا بنے ہوئے ہیں میرا یہ بیٹا اور داماد اس کو اٹھائیں گے۔ محمد سعید میرے بھائی کی یادگار تھے چچا زاد بہن کے نور دیدہ تھے، میری عزیز فاضلہ جامعہ زہراء بیٹی کے شوہر تھے۔ میرے پروردہ تھے خاندان میں محترم تھے۔ حماسہ امام حسین کی تیسری جلد اور قاموس قرآن کو ترجمہ کرنے کے بعد اور امیدیں نظر آنا شروع ہوگئیں۔ باقر بمعہ اہلیہ بھی قرآن سے متعلق کتب ترجمہ کر رہے تھے۔ گھر کو اس طرح بنایا تھا کہ نیچے ہر قسم کے دروس دیں گے، بہو بیٹیاں محلے کے لڑکے لڑکیوں کو قرآن، اصول دین اور فروع دین پڑھائیں گے، ہر کوئی دین کو اٹھائے گا، سب نے اتفاق سے مجھ سے اور میری کتابوں سے نفرت وکراہت کی یہاں تک کہ ان سب کی نظر میں ایک گمراہ ہے وہ خود ہدایت پے نہیں، میرے پیچھے نماز باطل ہے کا مظاہرہ کیا امیدیں سراب ہوگئیں، محمد حسین کاشف الغطاء نے فلسطین میں عالم اسلامی کانفرنس کے شرکاء سے خطاب میں کہا ''کیا کروں کچھ سمجھ نہیں آتا امت اسلامی نے اتفاق کیا ہے کہ ہم متحد نہیں ہونگے'' میرے عزیزوں نے یکے بعد دیگرا اتفاق کیا ہے کہ یہاں دین کی آواز بلند نہیں ہونے دیں گے، لڑکیاں اور دامادوں کے استحقار سے بھی محظوظ نہیں رہا۔ اگر ان کے پاس دین ہوتا تو سوکھی روٹی کالی چائے سے زندگی گزارنے کیلئے عزم وارادہ کر کے اپنے ملک میں واپس آجاتے، ان کی زوجات چاہے کتنی ہی عابدہ زاہدہ، عالمہ فاضلہ ہی کیوں نہ ہو ان کے سنے دروس

اور علماء کا لیکچر ہوتا ہے جوان کے جذبات ونفسیات کو ابھارنے کیلئے دیا جاتا ہے کہ انہیں زندگی کیسے گزارنی ہے، باورچی خانہ کیسے چلانا ہے۔اب تو جامعہ زہراء جیسے مدارس میں شوہروں کے دوش بدوش برابری پر چلنے کا درس دیا جاتا ہے، حجاج بن یوسف سنی ہونے کی وجہ سے غالیوں کے اعزاز وافتخار سے محروم رہا ہے، جبکہ مختار ثقفی کی سفا کی کو یاد کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔اسلام کا فہم شوہروں کو نہیں خواتین کو کہاں سے آئے گا، کتنی ہی فاضلہ کیوں نہ ہو، اس نے ہار چوڑی بالی دے کر دین نہیں لینا ہے دین تو ان کے شوہروں کو نہیں آتا ہے ان کو کہاں سے آئیگا، عورتیں عورتیں ہوتی ہیں انہیں دین نہیں چاہیئے انہیں چوڑی ، بالی چاہیئے ان کو علم سے بھی دلچسپی نہیں ہوتی ہے وہ پسند کے شوہر کی خاطر پڑھتی ہیں چنانچہ آج کل خواتین کی پڑھائی کی بنیادی وجہ ازدواج بتائی جاتی ہے، جتنی پڑھائی جس درسگاہ سے بھی کریں ازدواج کی راہ میں ممانعت ثابت ہوگئی ہے چاہے دنیوی ہو یا نام نہاد دینی ہے، بلکہ اچھی شکل وصورت والے شوہر بھی نہیں چاہیئے ہوتے ہیں انہیں کھاتا پیتا گھر چاہیئے انہیں آسائش سے پر خانہ چاہیئے ، دین وایمان وشرافت اور نسب وحسب بھی نہیں چاہیئے اگر کھاتا پیتا گھرانا مل جائے تو سادات کی شرط ختم ہو جاتی ہے۔قم جانے والے دین لانے کیلئے نہیں گئے ہیں وہ تو محسن نجفی، آغائے جعفری والی عیش لینے کیلئے گئے ہی۔انہیں آغائے محمد علی شاہ، شیخ سلیم اور آغائے رضوی جیسی زندگی چاہیے چنانچہ جامعہ زہراء کی فارغ تحصیلات آج کل اسمبلیوں میں پہنچنے کو اپنا افتخار سمجھتی ہیں قم سے یہاں اسمبلی ممبر بننے کیلئے آتے ہیں تف واف ایسے دین نماؤں پر، حاجی محمد علی صاحب نے کہا علماء کو انہی کھڑ پینچوں سے ملکر کام کرنا ہے ساز باز سے کام کرنا ہے چنانچہ آغائے رضوی نے فرمایا ہے، ہم نے انہی

کے ساتھ رہنا ہے۔آغا محمد سعید کی بھی یہی حکمت عملی اپنائے ہوئے ہیں۔

میں نے سعید کو اس لئے نہیں روکا تا کہ خاندان وفڑ وپا کے جاہل بے دینوں اور غاصبوں کے سامنے وہ شرمندہ نہ ہوں گر چہ اس نے مجھے اپنے بھائیوں کی رسم از دواج سے منہ کے بل گرا کے واپس کیا تھا۔میں اس مقدمے میں ان کا کردار نہیں دیکھنا چاہتا تھا لیکن ان کے بقول سنا کہ خاندان والے حق دینے کیلئے آتے ہیں لیکن جائیداد تقسیم در تقسیم ہونے کی وجہ سے ان کے پاس پورے حق دینے کی گنجائش کم ہے رعایت کی درخواست کی تو میں نے کہا چلو فساد کی جڑ ختم ہو جائے ایک دو اشخاص کے جرم و جنایت اور زیادتی سلح وآشتی کی راہ میں مانع نہ ہو،میری عمر بھی آخر کو پہنچی ہے میرے بعد ان کے لئے مشکلات کا سامنا نہ ہو لیکن دونوں بھائیوں کے انصاف کا یہ حال ہے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔محمد طاہر وسعید کو اپنے دو مفلوج چچا حسن وحسین دونوں امیر نظر آئے تھے جبکہ محمد بشیر،جعفر،احمد حاجی عیسیٰ کے بیٹے انہیں غریب وفقیر نظر آتے ہیں مجھے خاندان وفڑ وپا سے صرف اشجار اور گھروں کی قیمت میں ایک کروڑ ملنا تھا لیکن ان تنازعات کے خاتمہ کی خاطر میں نے اشجار اور گھروں کے حصہ کو آخری حد تک کم کیا اور سب سے دست بردار ہو گیا زمین کے حصہ میں بھی مجھ سے حقد و کینہ عداوت رکھنے والے،بتائی گئی قیمت پر راضی ہو گئے،حسن اور حسین کو سب جانتے ہیں میرے حال واحوال بھی سب جانتے ہیں میرے دونوں بھتیجے ایک میرا وکیل دوسرا منصف کے انصاف پر راضی ہونے کے علاوہ مجھے کیا چارہ تھا لیکن پھر بھی اللہ کا شکر کیا ابوجہل ابھی تک اپنی ہٹ دھرمی پر باقی تھے تا کہ اپنا عار وننگ بھی اپنے بچوں کے نام چھوڑیں عداوت و دشمنی لیکر جہنم جانا چاہتا ہے اپنے بچوں کی آبرو بچانے کیلئے آمادہ نہیں

ہوئے خود کیلئے جہنم، اولاد کیلئے عار وننگ وذلت وخواری نسل بہ نسل حرام خوری کا بندوبست کیا۔حرام خور غلام رضا عرف ابو جہل کے گھرانے سے متعارف رہینگے ۔

۲۔جب مذہبی خرافات سے پاک خالص اسلامی ادارہ نشر ثقافۃ مات اسلامیہ پاکستان باطنیہ کے غیض وغضب کا نشانہ بننا شروع ہوگیا، ادارہ ناپسند کرنے والوں نے میرے خلاف مہم شروع کی ،اس وقت ضامن علی یہاں عالم بن کے پہنچے تو ان کو کہا گیا علی شرف الدین کو بھول جاؤ اپنے آپ کو الگ ثابت کرو، ہم آپ کے پیچھے ہیں۔ جتنا ہو سکے شرف الدین کیلئے ماحول بگاڑ دو کسی بھی حوالے سے ان کا نام نہیں آنا چاہیئے ۔یہاں سے شیخ ضامن کی آنکھوں میں آغا سعید میں میرا فوٹو نظر آنے لگا جیسے یہاں جن زدوں کو نظر آتا ہے اور وہ ڈر گیا اور انہیں چیر نے والا درندہ تصور کر کے منہ موڑنے لگے حقارت وذلت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا ،اس سے آغا سعید پریشان ہوگیا کہ کیا ہوا ہے مجھے کیوں نفرت و کراہت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے؟ واپس کراچی آکر محمد باقر سے کہا آغا کی وجہ سے ہماری زندگی تباہ ہورہی ہے ہمیں مثل یونس کشتی سے نکال کر پھینک رہے ہیں۔دونوں نے فیصلہ کیا تھا کہ آغا کی سیرت پر نہیں چلنا ہے، ہم نے انہی منافقین کے ساتھ جینا اور انہی کے ساتھ مرنا ہے، ضامن علی، حاجی عنایت، ایوب، حاجی یعقوب، حاجی علی امن یا آغا خانیوں کے میزبان یوسف سب کو لے کے چلنا ہے لیکن مزید اس سے آگے کیا کرنا چاہیئے شبیر وعمار بھائی سے پوچھتے ہیں شبیر اور عمار ہوٹلوں میں لیجا کے مرغنیات ومشروبات ومشویات سے تواضع کے بعد ان کیلئے درس امراءالفقراء دینا شروع کرتے کہ آپ لوگ علماء ہیں ہم کیا بتا سکتے ہیں لیکن ہم معاشرے کے علماء ہیں آج کل معاشرہ دین کی بات سننا پسند نہیں کرتا جتنا

ہو سکے اللہ کا نہیں عوام کی خوشنودی ضروری ہے آغا سعید تو پہلے سے ان کے دروس سے متاثر تھے لیکن باقر کو کچھ تر ددتھا بعد میں وہ بھی مطمئن ہو گیا شبیر اور عمار کے سامنے عہد کیا کہ وہ اور بیوی دونوں آغا کا ساتھ نہیں دیں گے۔

شبیر و عمار دونوں نے اس بارے میں تدابیر و تجاویز وہدایات یہ دیا بہتر ہے کہ دونوں فی الفور جتنا جلدی ہو سکے کشتی شرف الدین سے مثل فرزند نوح نکل جاؤ، دونوں اعلان کرو کہ آغا کے نظریات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں جس طرح حجاج بن یوسف نے عبداللہ زبیر کے بیٹوں سے کہا تھا جلدی سے ہماری طرف آجائیں ورنہ باپ کے ساتھ غرق ہو جائیں گے۔ جس طرح اسلام مخالفین نے فرزند نوح سے کہا تھا اس کشتی میں سوار ہو جاؤ گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔ آغا محمد سعید تو پہلے مرحلے میں ہم سے برأت کئے ہوئے تھے لیکن جب نام نہاد علم دین پڑھنے والوں نے اعلان برأت کیا تو باقی بنین و بنات جن کی سرپرستی قادیانی و آغا خانی کر رہے تھے اور جنہوں نے ان کو اچھی طرح سے سمجھایا تھا ان کو یقین ہو گیا کہ ہمارے کرم فرماؤں کا کہنا درست تھا۔ آغا محمد سعید کو انصاریان نے بھی کہا ہوگا کہ آپ بھی شرف الدین سے برأت کرو جس طرح باقر نے کیا ہے۔

ہاں آغا محمد سعید، محمد باقر، طیبہ اور معصومہ سے بہت سی آرزوئیں و تمنائیں باندھی تھیں میں چاہتا تھا یہ میرے ادارے کو آئندہ رونق دینگے وسعت دینگے اردو کتابیں فارسی میں ترجمہ کریں گے لیکن ان کا میرے ساتھ رویہ اس آیت کریمہ کا مصداق رہا ﴿ **وَ لا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ** ﴾ (بقرہ۔۴۱) سب سے پہلے مجھے "**وانذر عشیرتک الاقربین**" کہنے سے پہلے "**انا بکم کافرون**" سننے دیکھنے میں آیا ہے، انہی کی زبان

سے میری کتابوں کو ضالہ قرار دیا گیا، میرے وہم وخیال میں بھی نہیں تھا لیکن میں نے عملاً بغیر کسی تفسیر مفسر خود سمجھا، ہر چیز اپنی خواہش کے مطابق نہیں ہوتی اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے ﴿ وَ عَسىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئاً وَ هُوَ شَرٌّ لَكُم...بقره ۲۱۶ ﴾، میں نے جس کسی سے دل باندھا اپنے لئے نہیں اسلام کیلئے باندھا اس سے بری طرح سے کاری ضربت کھائی چونکہ سعید کا ذکر آیا تو چند اور چاہنے والوں کا بھی ذکر کرتے گزر جاتے ہیں۔علماء بلتستان میں مجھے ظاہر وباطن سے چاہنے والے شیخ حسین کچوراں اور شیخ علی جواہری شگر تھے، دونوں میرے ہم زلف ہیں، دونوں اپنے دور کے مفسد و بے دین کے گرویدہ مروج نکلے، میرے گھر پر ان دونوں کے بچوں کا قبضہ رہا۔شیخ حسین کے دو بچے امتیاز اور اعجاز کا زیادہ بوجھ تھا، دونوں آغا خانی نکلے لہٰذا ان پر وہاں کی ہدایات بھی اثر انداز تھیں ان کی پڑھائی اور ٹیوشن کی فیس ادا کی ،نوکری تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ گھر میں انگریزی ہی کو افضل اشرف اعمال تلقین کرتے تھے بچوں کے ذہن میں بھی بٹھاتے تھے اور ہمارے تعاون کے باوجود گھر میں فساد کا بیج بوتے تھے ایک وقت ایسا آیا کہ میرے اس باعزت وشہرت یافتہ ادارے کو بند کرنے کی نوبت آئی ۔میں واہ میں تھا تو مولانا مظہر کاظمی صاحب، غلام عباس، عرفان حبیب، بابر اقبال، یعقوب صاحب واہ پہنچے جناب مولانا نے چھوٹی سی تمہید کے ساتھ فرمایا ہم پریشان ہیں کہ آپ اپنے ادارے کو ان برادران کے سپرد کریں، میں نے کہا یہ ادارہ میں نے بنایا ہے میرے ساتھ مرے گا ضروری نہیں کہ ادارہ زندہ و باقی رہے ۔پھر ایک دفعہ ان کے ساتھ کراچی میں کوئی کہتا فلاں کو دے دیں کوئی کہتا ولی فقیہ کے نمائندے کو دیں، میں پریشان ہوگیا چند جاننے والوں کو بلایا ان کے حضور میں کہا یہ میرا ادارہ ہے کسی سے چندہ

لیکر عطیہ لے کر یا کسی مرجع سے رقم لیکر نہیں بنایا ہے میری اپنی زحمت سے بنا ہے ۔میرا یہ بیٹا باقر حوزے میں پڑھ رہا ہے میرا یہ بھتیجا حوزہ میں پڑھ رہا ہے یہ دونوں میری عربی کتابوں اور ادارہ کے جانشین ہونگے یہ دونوں چلائینگے ،جونہی یہ بات دوسرے کمرے میں امتیاز فرزند شیخ حسین تک پہنچی جو میرے گھر میں قیام پذیر تھے انہوں نے اپنی خالہ سے کہا آپ جا کر بتائیں گی یا میں جاؤں ۔اندازہ کریں نا خلف ونا مراد پروردہ کتنا نمک حرام نکلتا ہے میرے امور میں مداخلت کرنا شروع کیا میں نے شیخ حسین سے ان کی شکایت کی کہ آپ کے فرزند گھر میں میرے لئے مسائل پیدا کر رہے ہیں اسی طرح شیخ علی حسن جواہری سے کہا آپ اپنے فرزند کو یہاں سے نکالیں ان کی حرکات وکردار برا ہے لیکن توجہ نہیں دی ۔آغا محمد سعید اور باقر اس دن سے آج تک میری تالیفات کو ممنوعہ کتب ضالہ حساب کرنے لگے انہوں نے میرے ہر اقدام اصلاح سے نفرت وکراہت کرنا شروع کیا اس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہی نہیں بڑھ رہا ہے ۔میرا خیال غلط تھا کہ یہ دونوں عالم دین بننے والے ہیں ہم اس وقت علوم شعوبی پڑھنے والوں کو عالم دین سمجھتے تھے جو کہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلط فہمی تھی ۔جس طرح کہ ہم انگریزی بولنے والے کو دانشور سمجھتے تھے ان کا کمال صرف یہ نکلا ہے کہ دین سے کراہت ونفرت کریں جبکہ بلتستان میں انگریزوں کے بار اٹھانے والے بھی انگریزی بولتے ۔علم صرف ونحو معانیٔ بیان جیسا غرور وتکبر آور علم نہیں ہے اس سے اسلام کیلئے کسی قسم کے خیر کی توقع بے جا تھی ۔آج تک ہم نے آغا سعید محمد باقر ،آغا نثار وضامن علی اور دیگر اسماعیلیوں کے صدقات خوروں سے اسلام کے بارے ایک جملہ تک نہیں سنا ہے ان کی ساری باتیں پاکستان میں علماء کے اختلافات ،تماشیات ،تشاجرات اور این جی اوز کے

صدقات کی تقسیمات کے علاوہ ان سے کوئی بات سننے میں نہیں آتی ۔اسلام دشمنی میں روح اللہ اور مہدی اور داماد آغا روح اللہ، آغا عابد، باقر وسعید، نثار وعباس اورلڑکیوں میں کوئی فرق نہیں دیکھا نہ ہی سنا، سب کو اپنی سیادت خود ساختہ مجھولہ شاہ اسماعیلی پر غرور ہے، یہ لوگ سادات مغرور ہیں لیکن مسلمان نہیں ۔میں یہاں یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ادارے کو کوئی موقوفات ہے نہ کوئی بنک میں رقم تھی، کیونکہ ادارہ سازی کے بارے میں کوئی چندہ نہیں کیا تھا، یہ صرف ادارہ کا نام اسلام ہونا دوسرا میری امام حسین سے متعلق کتابوں کو اپنی خود ساختہ کہانیوں کیلئے دیمک محسوس کرتے تھے ۔نام گرامی امام حسین سے فکر خوارج، فکر فوضوی ''یعنی ہر کوئی اپنی جگہ حاکم ہے'' ہمیشہ حکومت مخالف حکومت دشمنی کے نظریات پھیلاتے تھے کہ'' جان دیں بیعت نہ کریں'' امام حسین کے نام سے مقلاص اسدی کا اختراع کردہ مذہب پھیلاتے تھے ۔

قرآن کریم میں آل واصحاب دونوں میں محسن وظالم راہ اللہ پر چلنے والے راہ اللہ سے روکنے والے دونوں نکلے ہیں ۔آغا محمد سعید نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے تو مسجد ضرار کی مخالفت کی ہے لیکن وہ مسجد ضرار میں مسلسل جاتے تھے ان کی تائید کرتے تھے اور طہ کی مسجد و کھور حاجی محمد علی کی مسجد میں امامت کی، اپنے گھر سے ملی مسجد میں دونوں ضراری سے تعاون کیا ہم سے دس ہزار بلا جواز لیا ہے اس کے علاوہ میری زمین بھی شامل کی ہے اس کے باوجود انہوں نے معرفی والوں سے پیسہ لیا ہے ۔میری مخالفت شدید کے باوجود حاجی علی اور شکور نے ان کے گھر میں ان کی اقتداء میں نماز پڑھی، میں نے ان سے کہا ان دونوں سے کہیں مسجد کو گرائیں ہم نئے سرے سے بنائیں گے ان کو یہ پیغام تک نہیں پہنچایا ۔

آغا محمد سعید اور محمد باقر نے جامعہ خونسار سے علم الجمود میں کامیابی حاصل کی ہے اس سے پہلے محمد باقر جامعہ جعفریہ کراچی میں مشہور اعلیٰ درسگاہ اور آغا محمد سعید جامعہ مہدیہ قرمطیہ کے فارغ التحصیل تھے استاد مکرم قرمطی کا بھی اصرار تھا آپ خود عالم ہیں خود اپنے استقلال کا اعلان کریں۔ سعید ۲۵ سال اور باقر کا دورانیہ علم اٹھارہ انیس سال ہے۔ آغا نثار جامعہ امام خمینی کے فارغ التحصیل ہیں۔ کراچی اور قم کے فضلاء آغا سعید کے علمی معیار کی داد دے چکے ہیں، دونوں کی شان میں علماء قرامطہ نے کہا ہے۔ محمد سعید اور محمد باقر ان کے باپ اور سسر سے زیادہ بڑے عالم ہیں۔ میں اعتراف کرتا ہوں اس میں کوئی شک وتر دد نہیں یہ میرے عزیزان علم صرف ونحو، منطق، اصول فقہ، خود فقہ، فلسفہ، معانی بیان بدیع کے ساتھ، بدعت خرافات پسندی، علم خوش خوری خوش پوشی میں اعلیٰ درجہ اجتہاد پر فائز ہیں۔ بے دینوں اور خرافات پرستوں کے اساتید کے دوش بدوش چلتے ہیں لیکن قرآن وسیرت محمدؐ سے انجان ہیں۔ اسلام کو جو یہاں کے سیکولر نوچ رہے ہیں اس کا ذکر کرنے سے احتیاط برتتے ہیں۔ کہنے والے جو بھی کہنا چاہیں کہہ دیں ہر باپ اپنی اولاد کو اپنے سے کم علم وکم قابلیت کم لیاقت کا حامل دیکھنا نہیں چاہتا اور اس کو جاہل وان پڑھ بھی رکھنا نہیں چاہتا بلکہ اعلیٰ مرتبہ کی تمنا رکھتا ہے وہ ایم بی بی ایس پر قانع نہیں ہوتے بلکہ اسپیشلسٹ بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے بیٹے کو بلدیاتی چیئرمین یا وزیر اعظم بنانا چاہتے ہیں، کیونکہ اس وقت علم، اعلیٰ اقدار، معنویت، شرافت اور دین وطن کی سربلندی کی بجائے اچھی درآمد والے روزگار کی خاطر حاصل کرتے ہیں، لیکن پڑھائی دور استعمار سے لیکر الیٰ یومنا ھذا مسلمان والدین کا سرکار سے یہی جنگ وجدال رہا ہے کہ ہماری اولاد کو تعلیم کے نام سے بے دین نہ بنائیں

ہمیں ایسی تعلیم نہیں چاہیئے ۔ ہماری لڑکیوں کو ۱۴ فروری، ۸ مارچ کے دن منانے والے نہیں چاہئیں ۔

میرا ان کے ساتھ کوئی برا سلوک ہے تو بتائیں تحریر میں دیں ۔ انکا مقصد حقیقت بتانا نہیں تھا ان کو میرا باغی بنانا مقصود تھا ۔ آغا سعید مجھ سے چند زاویے سے نسبت رکھتے ہیں میری یکتائی ہمشیرہ کے نور دیدہ ہیں میری بڑی عزیز بیٹی کے شوہر ہیں نام نہاد علوم دین میں اچھا مقام حاصل کرنے والے ہیں اسی وجہ سے میں نے ان سے علیحدگی کا باقاعدہ اعلان کرنے میں بیس سال تاخیر کی کیونکہ ان کا رویہ ظاہری طور پر تواضع اور اندر سے ہر موڑ پر میرے خلاف سمت اختیار کرتا رہا تا کہ جن کی نظروں میں وہ محترم تھے ذلیل نہ ہو جائیں، اگر ان کا یہ اقدام اچھا ہوا تو ان کا میرے اوپر مادی احسان ہوگا جبکہ مادی احسانات کی اب کوئی وقعت نہیں رہی اگر مجھے میرا پورا حق جتنا بنتا ہے مل بھی جائے تو مجھے ذلیل و مطعون دیکھنے والے وارثین کھائینگے، ایک ظالم نمک حرام ناشناس سے لے کر دوسرے اہانت و ذلت کی نگاہ سے دیکھنے والے کھائیں گے مجھے اس سے کیا فائدہ ہوگا؟

ہم محمد سعید اور محمد باقر سے دین مقدس اسلام کی سربلندی کیلئے امیدیں آرزوئیں وابستہ کئے ہوئے تھے جس طرح ان سے پہلے ضامن علی سے ایک مثالی و نمونہ عالم دین کا کردار ادا کرنے کا خواب دیکھا تھا ۔ تینوں نے میری امید و آرزو کو بیداری میں اضغاث واحلام ثابت کیا ہے ۔ ضامن نے کھلی وسیع مسجد کے برابر میں مدرسہ بنانے پر اصرار کیا ۔ اس میں درس خارج کیلئے آیت اللہ شیر کو معین کیا ۔ ماتمسرا ء میں درس خارج غلو اور دروغ گوئی کیلئے مخصوص کیا اس نے اپنا کمیشن بنایا ۔ آخر میں تیسرا مدرسہ محمد سعید نے جامعۃ الزہراء کی

طرز پر بنایا اسلام وقرآن ومحمدؐ سے خالی دروس کا آغاز کیا ازدواج میں طول دینے، شوہر سے بغاوت کی تلقین آخر میں نعمت ازدواج سے محروم کرنے کیلئے بنایا۔

آغا محمد سعید نے جب دار الثقافۃ اسلامیہ کی مقبولیت میں روز افزوں اضافہ دیکھا پاکستان میں کتاب فروشوں میں اسے زینت بنتے دیکھا تو مجھ سے کہنے لگے ہمیں بھی کچھ کام دیں تو میں نے انہیں قاموس قرآن دی کہ اس کا ترجمہ کریں، بیٹی کو عزاداری میں تحریفات کی کتاب دی کہ اس کا ترجمہ کریں، باقر کو قاموس فرقان کا ترجمہ لکھنے کا کہا۔ جب دیکھا دار الثقافہ کو باد خزاں لگ رہی ہے تو جلدی سے دار الثقافہ سے منہ موڑ کر اف کرنے لگے۔ مثل فرزند عبداللہ زبیر جلدی سے دشمن سے مل گئے ان سے نصائح لینے لگے۔ ان کے کہنے پر قاموس قرآن کی تیسری جلد روک دیا، جھوٹ اتنی روانی سے بولتے ہیں گویا ماں کے دودھ میں پیا ہے۔

سعید نے کوئی موقع محل نہیں چھوڑا ہے کہ یہ ثابت کرنے میں دیر نہیں کی کہ ہم شرف الدین کے نظریات کے خلاف ہیں، چن چن کے جن سے ان کا کوئی ارتباط نہیں صرف میری مخالفت پر شیخ علی جوہری، حاجی محمد علی، محمد علی شاہ کیلئے خاص تعظیم وتوقیر کرنے لگے۔ حاجی محمد علی نے میرے گھر میں تکرار سے کہا کہ ہم قم میں آغا سعید کے مہمان تھے، ہمارے اعزاز میں دیگران کو بھی بلاتے تھے۔

سعید نے باقر سے کہا آغا کی وجہ سے ہمارا مستقبل خراب ہو رہا ہے لوگ ہمیں کراہت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ جس نے ان کو کراہت کی نظر سے دیکھا تھا آج وہ ان کے عزیز بن گئے ہم ذلیل ہو گئے۔ سعید نے یہ بات شبیر سے کہی کہ آغا کی وجہ سے ہم ذلیل

ہو رہے ہیں اس کیلئے کیا کرنا چاہیئے تو شبیر وعمار دونوں نے باقر سے اعلان کروایا کہ ہم اور ہماری بیوی آئندہ آغا کا کام نہیں کریں گے۔ میں نے آغا سعید کے ذریعے پیغام بھیجا ان سے کہا باقر کو سمجھاؤ میرے گھر کو چڑیا خانہ نہ بناؤ، مجھے برداشت نہیں ایک بات بھی نہیں کی اور نہ یہ کہا کہ یہ کام برا ہے۔ آغا سعید مجھے بمعہ میری تصنیفات میرے ادارے کو کراہت سے دیکھتے تھے۔ سعید دو دفعہ طیبہ کو مجھ سے مناظرے کیلئے لائے تھے، میری کتابیں ان کی نظر میں تیر سہ شعبہ تھیں، گویا ان کتابوں کے لکھنے پر فرد جرم عائد ہونے والی ہے، انہیں مجھ پر بہت غصہ تھا جتنی عداوت اور نفرت ان کو میری کتابوں سے تھی کسی اور سے نہیں دیکھی اور میں نے یہ محسوس کیا۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ میرا مقدمہ ان کے حوالے کریں تا کہ وہ وڈ ویا والوں کو چت کر کے اپنا تاریخی شجاعت جرأت مند قاضی ثابت کریں اور خود کو دوٹوک فیصلہ کرنے والا ثابت کریں ہم نے ان کو موقع نہیں دیا آخر میں حرام خوری کی مذمت کرنے والے فتویٰ دینے والے اپنے کھڑ پینچوں سے مل کر ساز باز کر کے اس کیلئے ایک ڈرامہ تیار کیا اور ان کی نئے جعلی ہبہ کے بارے میں کسی قسم کی مذمت کے بغیر حسن وحسین کو بے نیاز و بے محتاج اور جعفر اولاد غلام رضا کو غریب بنا کر فیصلہ ان کے حق میں دیا، میں نے مال دنیا کو تف کر کے ان کی عزت بچائی میں نے ان سے نہیں کہا تم کس کی اجازت سے اس میں کود رہے ہو۔

باقر کو جب حوزہ میں تھا وہاں کا تکیہ کلام ''درس حوزہ مقدمات اولیہ را خوب بخوانید تا کہ ملا شوی '' یہ جملہ دل پر نقش حجر بنتے ہیں۔ ازدواج کے بعد زوجہ محترمہ کی شعاعیں ان پر سایہ فگن ہوئیں دین سے متعلق ہمارے پاس کوئی بات

کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے ان سے کہا تم عصمت ائمہ کے معتقد ہو عصمت کا کیا فارمولا ہے؟ جواب نہیں دیا، سعید تو میرے پاس کوئی بھی بات کرنے کی جرأت و ہمت نہیں رکھتے تھے۔ ان دونوں کو شبیر کوثری نے یہاں رہنے سے خوف زدہ کیا یہاں کیا کرو گے آغا کے ساتھ رہو گے تو مزید بدنام ہو جاؤ گے۔ ان کو یہاں دنیا تیرو تار دکھائی۔ سعید کے دل میں یہ بٹھایا تھا کہ کسی بات کا جواب ہی نہ دیں۔ دنیا میں دو قو میں ہوتی ہیں، دو نوع کے انسان ہوتے ہیں ایک وہ ہے جو بولتا ہے کیا بات ہے اس کا بتاؤ ماضی درخشاں ہے۔ دونوں میں سے ایک قصوروار ہے تو دوسری طرف نے قصور ہوتا ہے وہ بولتا ہے جواب طلبی کرتا ہے۔

آغا عابد کی نظروں میں دینی تعلیم کے اخراجات دینے والے مبغوض و مطعون ہونے کی وجہ سے وہ کبھی ہم سے محبت سے نہیں دیکھتے تھے صرف مداراتی چہرہ دکھاتے رہے، آپ نے کہا بچے کہتے ہیں ہمیں انگریزی پڑھنے نہیں دیتے، کیا عرب ممالک اور ایران کے تمام بچے انگریزی پڑھتے ہیں؟ انسان شرف انسانیت کی پرواہ کرتے ہیں۔ اب اگر آپ دانشمند ہیں تو کیسے پڑھنے نہیں دیتے ہیں آپ کو انگریزی آتی ہے تو بتائیں اس انگریزی سے آپ نے کیا ترقی کی؟ انگریزی زبان علم نہیں ہے، دنیا میں کوئی بھی زبان کو علم نہیں کہلاتا ہے لہٰذا سب کہتے ہیں عربی دین نہیں انگریزی علم نہیں۔ دین اسلام جس کے ستون جبال ہمالیہ سے محکم اصولوں پر استوار ہیں اس کو علم سے کوئی خطرہ نہیں علم کو دین سے خطرہ ہے کہ کہیں فہم دین کے بعد لوگ ہمارے تخمینوں مظنون خیالات و وہمیات کا مذاق نہ اڑائیں، کبھی بھی کسی بھی وقت ادنیٰ فرد نے بھی علم کی مخالفت نہیں کی ہے مسلمانوں کو علم کے نام سے زبان، بے دینی، عریانی و فحاشی، تبدیلی جنس، حرام خوری، جنسیات سکھائے جاتے

ہیں یا جب اس سے بھی سکون نہیں ملا تو غصہ میں الحاد سکھانا شروع کیا۔ یہاں بلتستان سے تعلق رکھنے آرٹس میں بھی نقل کر کے ڈگری لینے والے بھی خود کو پڑھا لکھا ثابت کرنے کیلئے دین کا مذاق اڑاتے رہے ہیں یہاں معرفی مطہری ہوسٹلوں والوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ وہ علماء کو مشکل سوالات میں پھنسا کے شرمندہ کریں۔ تم لوگ اپنے جرم و جنایت کی وجہ سے اتنے ڈرپوک ہوگئے ہو کہ ہم جیسے حوزات کے فیل عمامہ پوش سے بھی ڈرتے ہو کہ کہیں یہ اسلام کا مسخرہ کرنے پر ہمارا مقابلہ نہ کریں۔ معلوم نہیں میرے بچوں نے کہا ہو ممکن ہے نہ کہا ہو لیکن احتمال قوی ہے آپ نے خود کہا ہو تین سال گھر سے دور واہ میں ہجرتی زندگی گزارا تھا؟ تم لوگوں کے دلوں میں میرے لئے بغض و نفرت ہے کیونکہ میں نے تم لوگوں کے حق میں کوئی ایسا کام یا عمل نہیں کیا ہے نہ زبان کھولی ہے اور یہ تمھارے دلوں میں جو اتنا غصہ ہے یہ تمھاری غلاظت خوری کی وجہ سے ہے، میں اسی وجہ سے تم لوگوں کی طرف سے کئے گئے دین کے خلاف پروپیگنڈے اور تہمتوں کے خلاف کتاب لکھتا ہوں آپ نے ایک دن کسی کی زبان سے نقل کے طور بتایا، شرف الدین امام زمانہ کے خلاف بولتا ہے یہ بات غلط ہے آغا نثار بھی اسی طرح بولتا ہے قم میں فلاں نے یہ کہا ہے یہ قومی اسرار ہیں فاش نہیں کرنا چاہئیں۔ اگر امام زمانہ ہے تو ایک گھنٹہ اس پر تقریر کرو پچاس صفحات لکھ کر نشر کرو، اپنے علماء کو بلا کر خطاب کریں میں نے دو سو صفحات لکھے ہیں ضرورت پڑی تو ہزار صفحات لکھ سکتا ہوں۔ کبھی ان کے منہ سے اسلام کی بات نہیں سنی، عمران خان کے بارے میں میرے پاس بیان کرتے تھے۔ آغا روح اللہ کے استقبال میں رکھے گئے ولیمہ میں میں نے ایک قرآن کے انگریزی ترجمہ میں ایک خط اپنی طرف دستی لکھ کر قرآن میں رکھ کر پیش کیا تھا اس میں لکھا

تھا یہ میری بیٹی اللہ کی میرے پاس امانت تھی میں اس کو آج ان کے سپرد کرتا ہوں وہ چند دن گزرنے کے بعد بمعہ خط میرے گھر میں کتابوں کے بیچ رکھا ہوا تھا ایک انسان حصول تعلیم میں چند سال گزارنے سے کتنا مغرور ہوتا ہے کتنا دین سے دوری اختیار کرتا ہے میں نہیں سمجھا تھا، یہ دونوں اتنے دین سے الرجک کیوں ہیں انہیں دین سے اتنی کراہت کیوں ہے ؟ دونوں نے میرے بچوں کو کیوں یہ سمجھایا کہ وہ دونوں خیر خواہ ہیں میں ان کا بدخواہ ہوں ۔

بہر حال ''عدو شود سبب خیر'' خاندان وفرؤ وپا کی طرف سے اجتماعی طور پر ستر سال تک میرے حق مادری پر غاصبانہ قبضہ کا اعتراف کر کے ابو جہل کیلئے چھپنے کیلئے قبر نہیں رہی ۔ یہ سازش تھی جوان کے شیطانی بھائیوں نے سکھائی تھی یا ان کے دلوں میں خوف اللہ آیا تھا، شیطان نے ان کے دلوں کو پکڑ کر روک دیا تھا۔ مجھے خاندان وفرؤ وپا کے ارث دینے آنے سے خوشی تھی نہ اب حیلہ بہانے سے پریشانی لاحق ہوئی مجھے پہلے سے اندازہ تھا کسی نے سازش کا منصوبہ بنایا ہے ۔ مجھے مال سے اکتاہٹ ہے جو رقبہ یا زمین ملے ہیں، حسن اور حسین کو دی ہے ہم نے کچھ بھی نہیں لیا ہے، اگر ہم لے سکے تو ابو جہل سے لیں گے اگر نہیں لے سکے تو ان کی اولاد حرام خور خاندان کے لقب سے معروف ہو گی لیکن جو ہوا اس سے چند چہرے بے نقاب ہو گئے، ایک یہ نیا ہبہ جو ستر سال حجاب مجوب میں رہنے والا باہر نہ نکلنے والے ہبہ تھا کی کھل کر منادی ہوئی امام مہدی نے اعلان کیا آپ کی جگہ آپ کے نائبین ہوں گے یہاں چند زاویہ سے سوال طلب ہے ۔ پہلا سوال ضامن علی سے پوچھنا چاہیئے جس ہبہ کو آپ نے دیکھا جس میں ایک گواہ کا ذکر تھا اس میں تین گواہ ہیں کیا یہ کوئی نیا ہبہ تھا؟ یا اس کی فوٹو کاپی تھی، اس فوٹو کاپی میں اور دو کا اضافہ کیا ہے، اس میں سنا ہے حاجی

علی حاجی پا کا نام ہے، جس نے اپنی دو بہنوں سے ایک چادر دے کر ہبہ لیا ہے یا ویسے ہی لیا، ایک نبی، عباس اور خدیجہ کی ماں ہے اس کو کس نے لکھا تھا؟

ضامن علی میری نظر میں منفور اس لئے نہیں کہ وہ وڈو وپا والوں سے نہیں کہا کہ آغا کی ماں کا ارث دے دیں بلکہ وڈو وپا والوں پر مقدمہ بنانے سے پہلے میں نے ان کو قم میں سعید کے گھر میں ڈانٹا تھا، اس نے ممبر پر خرافات کہانیاں زہد و تقوائے صوفیان مخرب دین امام حسین اور آپ کی آل اطہار پر تہمت وافتراء سے قیام مقدس امام کو مسخ کیا ایک طرف خود قاضی بن کر تاریخ قضاوت میں بیک وقت دو بدعتیں چھوڑیں۔ ایک طرف از خود قاضی بن کر قضاوت کی دوسری طرف گواہ واحد پر اکتفاء کر کے حکم صادر کرنے کی بدعت ایجاد کی۔ کیونکہ مجھے یقین کامل تھا کہ وہ اگر کہتے بھی تو وہ نہیں دیتے کیونکہ وہ ابوجہل سگلدو ہے وہ اسی طرح مریں گے۔ میرے معیارات دین ہیں عزیز واقارب نہیں، میں علماء کو ل چند اکچورا چھتروں شگر سے نہیں کہ مسجد محراب وراثت میں دے دوں۔ اگر میرے پاس یہ اصول ہوتے تو اپنے مرحوم بھائی سے زیادہ ضامن علی کو نہیں اٹھاتا، میں نے ان کو اپنے بھائی سے زیادہ دیندار سمجھ کر اٹھایا تھا لیکن مجھے پتہ نہیں تھا وہ حب شہرت اور شکم پرستی میں اتنے ڈوبے ہوئے انسان ہیں کہ مسجد ضرار کی امامت کیلئے جہاں سے پیسے ملیں لے لیں۔ اسی لئے ان کے خاندان سے وابستہ عباس، یعقوب، حسن وغیرہ آنکھوں میں غصہ بھرے دیکھے ہیں اپنا ہبہ باہر قابل دید نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک کسی کو دکھایا نہیں دس سال مقدمہ میں ابوجہل نے نہیں بتایا کہ ہمارے پاس ہبہ ہے، ابوجہل جس ہبہ سے شرمندہ ہے لیکن شیخ ضامن علی نے توثیق کی ہے انہوں نے ان کو مشورہ دیا ہے کسی کو نہیں دکھا

ئیں پس آپ ہمارے اوپر اعتماد کریں ہم نے دیکھا ہے ایک گواہ بھی کافی ہے۔ابھی وارثین خود لینے کی دعوت دینے آئے تھے معلوم نہیں کہیں سازش ودھوکہ دہی تو نہیں ہے یا اللہ نے بھیجے تھے۔وہ خود ارث دینے کیلئے آیا تو ایک ہبہ بھی ساتھ لائے تھے،اس پر دو اور گواہوں کا نام لکھا ہوا تھا۔ایک نام جاننے والا تھا ان کا نام حاجی علی تھا جس نے اپنی دو بہنوں سے ہبہ لے کر ان کی اولادوں کو محروم کیا تھا،ان میں دولڑ کے ہمارے ماموں زاد بھائی عباس اور نبی تھا معلوم نہیں وہ اس نا قابل اداء ہبہ کی نقل تھی یا ایک نیا ہبہ بنایا تھا،جس کا مشورہ دینے والے شاید کوئی جاننے والے ہونگے جو وارثین کو محروم کر کے ہبہ بنانے میں مہارت رکھتے ہیں،ان کا نام حاجی حسن ہے،حج کو گیا تھا،حج ان کے نزدیک بلٹ پروف جیسا ہے کہ جس کو پہن کر حرام خوری،خورد برد، بے دینی،الحادیوں سے تعلقات اور ہبہ سازی میں انسان معتبر شخصیت متعارف ہوتا ہے۔جس نے ہماری زوجہ محترمہ کو باپ اور ماں دونوں کی ارث سے محروم کیا تھا کچھ کہہ نہیں سکتا۔مجھ سے عداوت ونفرت کرنے والوں کو ان کی حمایت حاصل ہے۔اور میرے پلاٹ پر برابری پر گھر بنانے کی خاضعانہ درخواست پر ہم نے ان کے حاجی ہونے کی بنیاد پر پلاٹ دیا بدلے میں ہمیں ناقص ونا کارہ تعمیرات کے خسارے میں مبتلاء کیا۔

مجھے ابوجہل اوراس کے بھائی زادوں سے حق مغصوب ملنے پر کسی قسم کی خوشی و مسرت نہیں کیونکہ یہ میرے گھر میں جمع کچرے کے ڈھیر میں کچھ اور کچرہ جمع ہونے کی مانند ہے۔

جہاں مغرب کی ہدایات پر شوہروں سے برابری اور گھر کے کام پر انہیں استحقاق

اجرت کی تدریس دی جاتی ہے، مجھ سے عورتوں کا مہر یہ زیادہ کرنے اور سجدہ گاہ کے بارے میں مناظرہ ومجادلہ کرنے آئے تھے لیکن جیتنا انہی کو تھا کیونکہ فتویٰ پیش کرنا تھا لیکن ایک لڑکی شوہر کرنے کے بعد اپنے گھر میں آجائے تو وہاں اس میں نماز روزہ قصر کرنا سمجھ میں نہیں آیا، آغا محمد سعید کی تو کوئی فقہ نہیں وہ یہاں کبھی قصر کرتے تھے کبھی پورا کرتے تھے وہ اس گھر کو اپنا گھر نہیں سمجھتے تھے، شاید فقہ قرمطی میں ہو، لیکن ہم نے ان سے کہا تمھیں دین نہیں آتا کیونکہ تم نے دین نہیں پڑھا ہے تم اپنے مذہب کے اصول وفروع کے بیان کرنے سے قاصر وعاجز ہو تو چپ رہتے ہیں کوئی جواب نہیں دیتے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے کچھ پڑھا نہیں اچھی سند ملی لیکن انہیں درسی کتابوں کے علاوہ کوئی اور کتاب پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ چوری ڈاکہ والا مذہب ہے اسی لئے وہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ان کے بعد ان کی چھوٹی بہن نے ایرانی سکول سے بارہ جماعت پڑھنے کے بعد قم میں جامعہ زہراء میں فلسفہ اورعرفان میں ڈاکٹری کی، ان کے ازدواج میں لباس وزیورات میں کوتاہی نہیں کی گرچہ میں بیٹیوں کیلئے زیورات کے حق میں نہیں تھا مجھے اپنے گھر میں بلکہ کسی بھی گھر میں ہاتھ میں زرد رنگ والے زیور دیکھنا گوارا نہیں کیونکہ اسلام اپنے دشمنوں کو یہ زیورات دکھا کر مقابلہ نہیں کرسکتا ہے، اسلام میں مسلمان کے ذلیل وخوار ہونے کی وجہ انہی مستورات ومومنات کے دکھاوے کے زیورات اور مراسم جاہلانہ زواج ہیں، خاص کر نام نہاد علم دین کا دعویٰ کرنے والے عالم کی بیٹیوں کے زیورات وولیمہ میں عیاشی اور نام نہاد سیادت کے دعویداروں کی عیاشی اسلام کے چہرۂ نورانیت کو بے رنگ دکھاتی ہیں، پتھر کے دانے بھی گلے میں دیکھتا ہوں تو برا لگتا ہے لیکن میں نے ازدواج سے فاسد رسومات زیورات جہیز اور ولیمہ

کے غیر اسلامی ہونے کے بارے میں جو دعوتی کارڈ بنایا تھا دونوں بہنوں نے آنکھ کھول کر نہیں دیکھا۔ محمد صادق نے ایرانی سکول سے میٹرک کرنے کے بعد تین چار سال کمپیوٹر کورس کیا اس میں فیس وغیرہ بغیر کسی جھجک کے ادا کی ۔اس نے کتابوں کی کمپوزنگ میں اپنے خالہ زاد بھائی یسین کو ساتھ ملا کر فلم دیکھنے کیلئے کیبل کھولی تھی، آخر میں نے اس کے خالہ زاد کا یہاں آنا بند کیا، یہاں تک کہ ان کو ایران میں ان کی ہمشیرہ کے پاس بھیجا۔ وہاں مدرسہ امام علی میں سلمان نقوی کے پاس کام کرتے رہے بعد میں ہادی ٹی وی میں کام کیا۔ ان کے کہنے پر ان کی امی کو دوبارہ عقد میں لیا تا کہ وہ خوش ہو جائیں، اس کے عوض میں چاروں بھائی بہنوں نے مجھے سے جو سلوک اپنایا وہ اپنی جگہ لیکن وہ یہاں دو دفعہ آئے، ہم نے کھلے چہرے سے استقبال کیا محسوس ہونے نہیں دیا کہ میں ناراض ہوں لیکن دو مہینہ یہاں رہے لیکن میری کتابوں کو مس تک نہیں کیا گویا کہ میری کتابیں شام کو نشر ہونے والی اخبارات جیسی بیہودہ ہیں اگر ایسا ہی ہے تو یہاں کے بڑے بڑے علماء کی نظروں اور حوزات کے مغرور و متکبروں کی نظر میں خار چشم کیوں بنی ہیں؟ کیوں ان کتابوں کے صفحات نکال نکال کر عوام کو دیں اور ان کو بتائیں کہ شرف الدین کے نظریات یہ ہیں۔

میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آغا سعید میری ماں کی ارث لینے میں اس حد تک جذباتی کیوں ہوئے؟ ان کی خود زبان سے سنا ہے کہ اس نے اس میں بھی سیاست کھڑ پینچی کھیلی ہے، اس کی کیا ضرورت تھی؟ نہ میں نے ان کو قاضی بنایا ہے نہ وکیل مقرر کیا تھا نہ میں نے ان سے کہا کہ میرے اس حق کے بارے میں آواز اٹھائیں، میں تو پہلے دن سے آپ سے اس میں بے دخلی کا خواہاں تھا۔ اگر ہر انسان کو اس کی ماں کی ارث ملنا چاہئے تو وہ اپنے پڑوس

میں شکور ولد ابراہیم سے اس کے بھانجہ زادوں کو لے کر دیتے،اس کے بھائی کو صنف اناث کی ارث دی ہے صنف ذکور کی ارث دیں ۔عبد اللہ سکورا کے بیٹے کو ماں کی ارث دلاتے ،اخوند محمد کے بچوں کو حاجی علی امن پا سے ان کی بہن زادوں کا حق دلاتے ۔سید محمد اپنے بھائی بہنوں کے حق کو اطمینان سے تناول کر رہے ہیں لیکن میری خواہش کے باوجود وہ بہانہ تراشی کی لیت ولعل بناتے رہے ۔کہا وہ لینے کیلئے تیار نہیں،اس لئے تیار نہیں ہے لینے کے بعد چھپنے کیلئے قبر چاہیئے ہوتی ہے ۔اگر آپ کی نظر میں میری کوئی حیثیت تھی تو اپنے کاموں میں مجھ سے مشورہ لیتے ،رسومات فاسدہ کی اصلاح کے بارے میں اقدامات کرتے ،میری مدارس کے بارے تند و تیز مخالفت کے برخلاف یہ مدرسہ نہ بناتے لیکن آپ نے یہ مدرسہ اس لئے بنایا ہے کہ شرف الدین کو ظاہری طور پر متواضع دکھائیں لیکن کام اپنا کریں،پاؤں تلے دبا کے چلیں۔

لیکن جو اپنے خاندان میں عدالت نہیں کر سکتے اگر ان کے دل میں میرے لئے مقام ہوتا تو وہ یہاں کی مساجد ضرار میں نہیں جاتے ،اسد عاشورہ جو کچھ حد تک مذموم قرار پایا تھا ٹھنڈا پڑا تھا آغا خانیوں نے نئی جان جھونکنے کیلئے شگر کے سینہ مار پیٹ ماروں کو سکردو بریانی کی دعوت دی اور کھانے کا اہتمام کیا،پچھلے چند سال سے علماء شگر چھور کا کو بھی انہوں نے دعوت دی تھی کہ آپ لوگ بھی شامل ہو جائیں گزشتہ سال اس جلوس کی قیادت آغا محمد سعید نے کی ۔آپ جیسے چند عمامہ عبا پوشوں کی قیادت ضروری تھی؟

۳۔یہاں قضاوت کرنا بڑے عالم ہونے کی دلیل نہیں بلتستان میں جتنے بھی قاضی بنے ہیں ہم جیسے اپنے علوم میں فیل والے کرتے ہیں جیسا آغائے سید احمد،اخوند غلام

حیدر بوالسید مہدی، آغا حسین، شیخ محمد علی نے دین کے دوسرے صفحہ کو کھولا ہی نہیں انہوں نے بھی کی، جنہوں نے مدرسہ و مسجد اپنی جائداد سے نہیں مومنین محلّہ والوں سے نہیں کمیشن کی رقم سے مسجد و مدرسہ بنایا ہے۔ اسی طرح حاجی محمد علی وکہور حاجی حیدر، حاجی علی شکور نے بھی بنایا ہے طٰہٰ، ضامن علی اور آغا محمد سعید نے بنایا ہے دین کی سربلندی کیلئے نہیں بلکہ کمیشن بنانے کیلئے بنایا ہے یہاں قضاوت کرنے اور مدرسہ و مسجد ضرار بنانے پر زور دینے والے یہاں کے کھڑ پینچ، منافقین اور کمیشن خور ہوتے ہیں، اس کی مثال بڑے شہروں میں اداکار خواتین علماء سے کہتی ہیں آپ اجتہاد کریں تا کہ دین میں بے دینی آزادی سے داخل کریں، ہم آزاد ناچ گا سکیں۔ آپ کے ہاں کے علماء صوفیوں کی کرامت الف لیلائیں سناتے ہیں منبروں پر جھوٹ در جھوٹ کہانیاں سنانا ترویج دین نہیں ہے۔ ضامن علی کیسے میری ماں کے ارث دینے کے بارے میں بات کریں گے کیونکہ وہ خود اپنی بہنوں کی ارث روکے ہوئے ہیں۔ آغا محمد سعید اوران کے بھائی سید محمد عالم بن کے آنے والے ہیں وہ بھی اپنی بہنوں کی ارث روکے ہوئے ہیں۔ سعید کہتے ہیں وہ خود نہیں لیتیں۔ ہم کہتے ہیں جاتے وقت دو ہزار ہاتھ میں دیں لیتی ہیں یا نہیں؟ سفیدوں کی قیمت دس ہزار دیتے تو کیا نہیں لیتیں؟ کیا حواء، طاہرہ کیلئے ان کے اپنے بیٹے عزیز ہیں یا طاہر کے بیٹے عزیز ہیں؟ حواء رباب کیلئے اپنے بیٹے عزیز ہیں یا سید محمد کے بیٹے عزیز ہیں۔ یہ تمام سفیدہ فروخت کر کے شہر عیاشی میں عیاشی کریں گے، کس منطق شرعی کے تحت کھاتے ہیں؟ کہتے ہیں لیتی نہیں یہ بات صحیح ہے کیونکہ لینے کے بعد جینے نہیں دیتے اس لئے نہیں لیتی ہیں۔ آغا محمد سعید، ضامن علی اور طٰہٰ ان تینوں کی عباء میں چھپے چند ابلیس عنایت، یعقوب، ایوب، شکور حاجی علی امن پا

منہ بناتے ہیں۔ میں کیسے خوش ہوں کہ آغا سعید نے میرا حق مادری وڈو وپا والوں سے لے کے دیا، میں اس وقت زمین کی تہہ میں گم ہونے والا ہوں اس دو کنال کے ملنے کی خوشی کس کو سناؤں۔ میں کس لئے خوش ہو جاؤں کیوں نافرمان وسرکش و طاغی اور بے رحم ونمک حرام عمر سعد وشمر مانند شقاوت وکراہت سے دیکھنے والوں کیلئے دولت بناؤں۔ روح اللہ سے بیس سال سے الگ رہے ہیں اس نے کمرے میں نیٹ رکھا ہوا ہے، چندین دفعہ ساتھ کھانے کیلئے کہا ایک دو دفعہ آ کے چھوڑ جاتے ہیں، مجھ سے پوچھے بغیر حرام خوری وخیانت کاری والی نوکری کے موضوع کو پڑھا، پاس ہو گیا، مجھ سے پوچھے بغیر نوکری میں گیا ایک سال وہاں رہا ایک دفعہ فون تک نہیں کیا، روح اللہ اور آغا سعید کے دوست ہمارے مخالفین ہیں، میرے دوستوں اوران کے دوستوں تک ملاپ نہیں۔ مہدی چند دفعہ ملک سے باہر گیا ایک دفعہ فون نہیں کیا، اگر ان سے بات کرنے ان کے کمرے میں جاؤں تو منہ بناتے ہیں۔ یہ مال اولاد کی ارث میں جائے گا یا اسماعیلیوں سے وابستہ دامادوں کے قبضہ میں جائے گا جو مجھے اپنے باپوں کی نظروں سے دیکھتے تھے وہ اور مزید عیاش ہو جائیں گے۔ ملے تو یہ کھائیں گے نہ ملے تو بھی نمک حرام و بے دین کھائیں گے۔

۳۔ ان لوگوں نے عیش دنیا کیلئے قرآن اور نبی کریم محمدؐ کی ضد میں بذہب کی خاطر خانیوں کو خوش کرنے کیلئے ہم سے علیحدگی کا اعلان کیا ہے لہٰذا ان کے فیصلے سے ملنے والا حصہ میرے لئے لقمہ حرام ہوگا، اس لئے میں نے سعید کے توسط سے ملنے والے حصہ کو اپنے دو مفلوج و بے زبان بھائیوں کو چھوڑا۔ میں اپنا حصہ غلام رضا عرف ابوجہل اور ان کے بھائیوں سے لوں گا چھوڑوں گا نہیں۔ بے دین حرام خوروں کو خود جیسا حرام کھانے، قیامت

پر ایمان نہ رکھنے والے مولوی ہی ملتے ہیں چنانچہ فخر الدین نے علامہ مہدی سے کہا تھا آغا کو یہ حصہ بھولنا چاہیئے قیامت کیلئے چھوڑیں، مجھے قیامت میں ان سے کیا چیز ملے گی جہاں ان کے نامۂ اعمال میں فسق وفجو رستر سال غریبوں کے حقوق پامال کرنے کے علاوہ سر تا پا بخل و زنجیر میں ڈوبا ہوگا اس کے پاس زرہ بھی نہیں ہوگا میں اس کو کہاں تلاش کروں گا وہ قعر جہنم میں ہوگا۔ ان کے نامہ اعمال میں کوئی خیرات درج ہی نہیں، ابوجہل کے نامۂ اعمال میں سوائے بے دینی وفسق وفجو روشر وراور ستر سال تک کی حرام خوری کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے لہٰذا میں ایسا اہتمام کر کے جاؤں گا کہ وہ مجھے یا میرے وارث کو دینا ہی پڑے گا۔

میں خود تو نہیں بخشوں گا یہ معاشرہ نفاقی کلمہ ''معاف کرو''، کلمہ ''سوری'' جیسا ہے یہ کلمہ ایک سنت جاریہ رسمی بنی ہوئی ہے کہتے ہیں خوبانی شہتوت کھایا ہے میں معاف کرو، بوٹی روٹی گھی کھایا ہے، میزبان کو نقصان پہنچایا ہے اس کا ذکر نہیں کریں، اپنی بہنوں اور ماؤں کے حقوق غصباً حقداً کھا رہے ہیں اس کی معافی نہیں مانگیں گے یا رسمی وجبری مانگیں گے، تمام جرائم وموبقات کے مرتکب ہونے کے بعد کہتے ہیں معاف کیجیے اللہ بھی معاف کرتے ہیں جھوٹ بولا ہے اللہ بار بار تکرار سے گناہ کرنے اور حرام کھانے والوں کو معاف نہیں کرتے زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ دوبارہ اعادہ کرتے ہیں، یہ سنت ابھی تک جرائم و موبقات کیلئے وسیلہ وذریعہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ میرا مال پیسہ یا کوئی اور ملکیت طریقۂ سرقت، دھوکہ دہی یا حق زحمت کے نام سے جس کسی نے لیا ہے چاہے محمد باقر، صادق، محمد سعید، یا سید محمد محمد طاہر ہو یا روح اللہ یا مہدی ہو یا بیٹیاں ہوں یا آغا روح اللہ یا عابد یا اہلیہ یا مولانا کو اردوی ہو یا کتب خانۂ اسلامی ہو دھاندلی و دھوکہ دہی سے لیا ہے

یا خاندان وفو وبا میں سے ایسے تمام افراد کو بغیر کسی استثناء کسی صورت میں ولو پچاس روپے ہی کیوں نہ ہوں معاف نہیں کروں گا کیونکہ یہ حرام خوری کا ایک طریقہ ہے، اس طرح حرام خوری میں مدد ہوگی یہ بھی حرام ہے، حرام خوری کا یہ طریقہ دین کو ہلکا و بے وقعت ثابت کرنے اور دین سے مذاق جیسا ہے اس کی اجازت بالکل نہیں دوں گا نہیں دوں گا۔ ان قسی، شقی اور سیاہ قلب حیلہ بہانہ سے حرام کھانے والوں کو نہیں چھوڑوں گا، حضرت محمدؐ سے خطاب میں اللہ فرماتے ہیں ان منافقین سے اگر راضی ہو جائیں ہم راضی نہیں ہونگے ﴿یحلفون لکم لترضوا عنھم فان ترضوا عنھم فان اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین ..التوبہ ۹۶﴾ اگر دنیا میں مظلوم اور بے یار و مددگار رہا تو روز قیامت تو ضرور حساب ہوگا۔ میری غلطی کی وجہ سے نہیں بلکہ میرے دین کی وجہ سے لادینوں نے ان سے ایسا کروایا ہے۔ یہ دنیا ہے یہاں سے ہر ایک کو جانا ہے، شقی و سعید دونوں کو جانا ہے، ہم دنیا میں دکھ و مصیبت اور پریشانی و مصیبت اور حزن و اندوہ میں لقمات حیات ہضم کرتے رہے، ہماری مصیبت کے ایام میں وہ عیش و نوش و خوشی کے ایام گزارتے رہے۔ نفرتوں اور کراہتوں کے دور کے بھی ایام و لیلائی بغیر نیند لحاف اوڑھ کر۔ ''یا رب الیک توکلت و الیک انبت و منک رجائی لامعبود سواک'' میں گزارتے رہے۔

یہ باتیں نہیں کہنی چاہئیں، یہ بات غلط ہے عمران ۱۴۸ کی تلاوت کریں، نساء ۹۷ میں آیا ہے ظلم سہنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے خالق کائنات نے اپنے مبعوث انبیاء پر مظالم کے واقعات قرآن میں نقل کئے ہیں، نبی کریم محمدؐ کے بیت میں نبی سے ناروا سلوک کا ذکر سورہ طلاق میں آیا ہے، نوحؑ کی بیوی ناشزہ کی، ہودؑ و لوطؑ کی بیوی کی خبر دی ہے۔ حضرت محمدؐ

کی زوجات کی خبر دی ہے ۔ام المومنین پر عائد تہمت کو قرآن میں اٹھایا ہے۔ بہت سے مدعیان مسلمان ام المومنین عائشہ وحفصہ کا نام کس زبان غلاظت سے لیتے ہیں کیا نبی کریمؐ اورابوبکر وعمر سے کوئی اور غیرت مند بن سکتا ہے، کیا فاطمہ زہراء دختر رسولؐ کا مجالس میں نام نہیں لیتے ہیں کیا زینب وام کلثوم کا نام نہیں لیتے ؟ کیا اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو چھپا کر رکھوں؟ تا کہ میرے مرنے کے بعد مجرمین معصوم بن جائیں اور معصوم مجرم بن جائے۔

میں بیس سال سے بلتستان سے لیکر پاکستان کے گوشہ و کنار میں اپنے خلاف چلائی جانے والی مہم میں تمام علاقوں سے زیادہ بلتستان اور بلتستان سے زیادہ اہل چھورکا اور ان سے زیادہ اپنی زوجات اور اولادوں کے نرغے میں آٹھ بچوں کے باپ لاولد کی زندگی گزار رہا ہوں ۔انہوں نے سب لوگوں سے کہا ہے ہم ان کے ساتھ نہیں ہیں، اور اپنی برأت کا اعلان کیا ہے ۔میرے ادارے سے میری تالیفات سے میرے کتابخانہ سے بغیر کسی استثنا نفرت وکراہت کی ہے ۔آج اگر میں اس کا اظہار نہ کروں تو کیا مجھے آخرت میں اجر ملے گا ؟ نہیں بلکہ عتاب وعقاب ملے گا ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قالُوا أَ لَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ واسِعَةً. نساء-۹۷﴾ نیز وہ کونسی ضمانت ہے کہ میرے مرنے کے بعد اسماعیلیوں سے قرب کی خاطر میری کتابوں سے اہانت وجسارت نہ کریں۔

میرا گھر ویران ہو گیا، کیوں ہو گیا ؟ اس لئے ہوا کہ یہاں دو گروہ پلانٹ لگانا چاہتے تھے ۔ایک مالک خانہ علی شرف الدین ولد محمد جو دو بیویوں کے شوہر آٹھ بچوں کا والد ہے، وہ چاہتے تھے یہ خانہ اسلام بنے ،گھر کا ماحول اسلامی ہو، دینداری وایمانداری۔

یہاں باہر کی گندگیوں سے پاک رکھیں گے۔ دوسرا اتحاد یہ قادی وخانی اہلبیت کے نام اسلام سے چڑ رکھنے والوں نے بنایا، جن میں سسرالی خاندان سالے، سالیاں، ان کی اولادیں اور ان کے پیچھے دشمن اللہ، دشمن اسلام، دشمن قرآن، دشمن محمد منافقین دوست نما اہلبیت اسلام کو یہاں روکنے کیلئے سرتوڑ سرگرم تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص مشکوک آیا میری تعریف کی پھر اشارتاً کہا تاریخ میں آیا ہے کنٹرول نہ ہونے والی شخصیات کو اندرون خانہ سے کنٹرول کر سکتے ہیں۔ میں پریشان ہوگیا اور یہ بھی سمجھا کہ یہ خود چاہتے ہیں کہ میں خود گھر میں فساد کی بنیاد ڈبویوں یا فساد میری زبان سے شروع کروں بہر حال یہ بات سچ ثابت ہوگئی۔ ان میں حاجی صادق ولد حاجی عباس جو دوسری زوجہ کے گھر کے محرم راز تھے میرے بھی آشنا تھے آج کل کویت میں این جی او کے دفتر میں ڈرائیوری کرتے ہیں، اس نے اپنے بیٹے کو چند سال میرے گھر میں تعلیم کیلئے چھوڑا، اس نے ایک دفعہ مجھے عیدی کے نام بیس ہزار کا چیک بھیجا میں نے اس کو واپس کیا جمع نہیں کیا۔ یہ شخص ظاہری طور پر بدنیت نظر نہیں آتے خود کو دیندار دکھاتے ہیں لیکن ان کی بے دینی کو آسمان تک لرزہ براندام کرنے میں ان کا مرکزی کردار رہا ہے۔ دو دفعہ ان کو خط لکھا آپ نے میرے گھر کو ویران کیا تو کوئی جواب نہیں دیا۔ بہر حال ان کے علاوہ کراچی سے کوئی ان کی مدد کرنے والا واضح نہیں لیکن ان کے اسراف وتبذیر لباس اور ہر آئے دن مجھ سے ضد ونفرت بتاتے ہیں وہ کثیر الفوائد والے ہیں۔ لیکن بے قصوری کے باوجود باپ کو نظام خانہ سے بے دخل کرنے والوں کی منطق شرم آور تھی اگل نہیں سکے۔

میں صراحت بلا اجمال بلا ابہام نا قابل تاویل بولتا ہوں تم سب اپنے عقائد و

فروعات میں جاہل ونادان ہواور ضال وگمراہ ہو۔تم لوگ ایسے حالات میں مروگے تمھیں توبہ وانابۃ نصیب نہیں ہوگی تم لوگ خلاف قرآن زندگی بسر کررہے ہو۔

ا۔کیامیں نے ان میں سے کسی کا حق جووالد کے ذمہ یا شوہر کے ازروئے شرع واجب ہوتا ہے روکا تھا۔

۲۔کیامیں نے ان کے دوران طفولیت میں کفالت کوتاہی تقصیر کیا تھا،ان کے لباس غذا دینے میں بخل کیا تھا؟

۳۔کیامیں نے ان کو بنیادی تعلیم دلوانے میں کوتاہی کی تھی؟

۴۔کیامیں نے ان کی ازدواج کرنے میں لعل ولیت کیا تھا؟

۵۔کیااولاد کیلئے صرف والد کی ذمہ داری ہوتی ہے ان کے ذمہ باپ کیلئے کوئی حق نہیں تھا؟

۶۔کیاحقوق یک طرف ہوتے ہیں دوسری طرف حقوق سے استثنا ہوتا ہے؟ یہ اللہ سبحانہ کیلئے بھی نہیں ہوتا ہے کیااللہ پر بندوں کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے؟

۷۔کیا یہ لوگ اللہ سے بھی بالا ہیں؟

۸۔کیامیں نے کھانے میں ان سے ہٹ کر کوئی الگ کھانے کھائے ہیں؟

(خطبہ۹۳ص ۶۷)(خطبہ۴۳ص ۷۰)(خطبہ۹۲)(صفت دنیا خطبہ۸۲ص ۹۸)(اسباب ہلاکت خطبہ ۸۸ص ۱۱۹)(خطبہ۹۰ص ۱۲۰)(خطبہ ۹۶ص ۱۴۲)(خطبہ ۹۷ص ۱۴۳)(خطبہ۱۰۸ص ۱۵۹) میں دنیا وآخرت دونوں میں متمسک قرآن ہوں ''حسبنا اللہ ھونعم الوکیل نعم المولیٰ نعم النصیر''

۹۔گھر میں منہیات شرع انجام دیں ،شر کی کام انجام دیں تو میرے اوپر نہی از منکر واجب ہے،اگر میری بات نہ مانیں اور یہ اعمال جاری رکھیں تو کیا لوگ یہ نہیں سمجھیں گے کہ اپنے گھر والوں کو آزاد چھوڑا اور دوسروں کو روکتے ہیں کیا میرے مخالفین ان کے اعمال سے استناد نہیں کرینگے، مجھے طنز نہیں کریں گے مجھے جہاں کوئی بات واضح کرنا ہوتی تھی ہمیں بتانا تھا لیکن یہ لوگ نہیں مانتے تھے۔

۱۰۔کیا گھر میں عزیز و خیر خواہ بن کر فساد پھیلانے والے خالہ زاد بھائیوں، امتیاز ،اعجاز، یسین کی خیانتوں کا ذکر کرنا ناجائز ہے؟

۱۱۔کیا میرے گھر خیر خواہ بن کر فتنہ کی آگ جلانے والے شبیر کوثری اور حاجی صادق کی خیانتوں کا ذکر کرنا ناجائز ہے؟ میں نے ان سے تو کوئی زیادتی نہیں کی تھی یہ عدوانہ شیطانیہ سلوک کیوں اور کس لئے کیا تھا۔ یہ دلیل ہے تم لوگ مذہب فاسد پر قائم ہو،تم نے یہ سب باہر والوں کے کہنے پر کیا ہے۔

۱۲۔میں کب تک ان کی خیانتوں کے بارے میں خاموش رہوں، میں نے بہت برداشت کیا ہے۔اگر برداشت والے ہیں تو یہاں بھی برداشت کریں۔اس مظلوم و محصور کی صورت حال یہ ہے کہ میرے گھر میں جاری فتنہ و فساد پر اپنے گھر میں گھر والوں نے بھی کبھی میرا حال احوال نہیں پوچھا بتائیں کسی نے ماجراء پوچھا؟ ہم سے گندہ ترین سلوک روا رکھا ہے یہ سید محمد طاہر، آغا سعید، سید محمد، ہاشم، کاچو نثار، یہ انور، یہ بشارت کیا ان کو پتہ نہیں گھر میں میرے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے مجھ پر کیا گزر رہی ہے؟

میری دنیا تو برباد ہوگئی ہے ایک بڑا سرمایہ اولاد ہے اولادوں نے زندگی میں ہی

فاتحہ پڑھی ہے، برأت واعلان بیزاری کیا ہے لاتعلقی کی ہے، مرنے کے بعد ان کی دعا میری مغفرت کیلئے ہوگی یا اپنے کشف چہروں کو چھپانے کا نقاب ہوگا؟ اب مرنے کے بعد کیا کیا کریں گے یہ اللہ جانتا ہے، مجھے ذراسی بات کا ہے کہ میری خاموشی وسکوت کی وجہ سے میرا دین گونگا ثابت نہ ہو، لیکن میرے مرنے کے بعد میرے چہرہ کا رخ اللہ کی طرف ہوگا، اہل محشر کی طرف ہوگا، دنیا کی طرف نہیں ہوگا۔ ان کے ہاتھ نہیں لگے گا۔ اگر اہل دنیا نے میرے چہرے کو مزید مسخ کیا حقیقت کے خلاف پیش کیا تو وہ مجھے کہاں سے پتہ چلے گا؟

جو بھی ہے میرا عمل واضح ہے، میری نیت بھی واضح ہے میں نے اسلام کو اٹھایا ہے، قرآن کو اٹھایا ہے، محمدؐ کو اٹھایا ہے، ابوبکر و عمر کو اٹھایا، علی کو اٹھایا ہے، یہی میرا چہرہ ہے۔ اگر میں عقل وقرآن وسیرت محمدؐ کے خلاف ان کی ضد دین سرگرمیوں، عزائم اور مجھے مخدوش کرنے کے کاوش گروں سے پردہ نہ اٹھاتا تو میرے مرنے کے بعد یہ تہمت وافتراء کی لمبی فہرست بناتے اور کسی کو دین اٹھانے کی جرأت مندی سے روکتے۔

اللہ سبحانہ سے دعا ہے کہ کسی بھی مسلمان کو اپنے خاندان، اپنے عزیزوں اولادوں اور اہل خانہ کے خلاف ان کی ناانصافیوں اور غلط کاریوں کے خلاف بولنے لکھنے کے روزگار کا سامنا نہ ہو۔ یہ میری اور ہر خاندانی نجابت چاہنے والوں کی دعا ہے۔

ا۔ میرا خاندان دینی حوالے سے دیگر تمام خاندانوں میں خاص کر علماء سے بہت برا نہیں ہے، میں پاکستان کے بہت سے علماء کی اولادوں کے بارے میں جانتا ہوں۔ یہ نماز پڑھتے ہیں ہیں روزہ رکھتے ہیں، شراب پینے جوا کھیلنے محافل رقص وسرود میں شرکت کرنے کی خبر نہیں سنی ہے یہ ایک بات ہے۔

۲۔ایک ادارہ کا بانی ہونے کے علاوہ دیگران مجھے ایک نام نہاد عالم دین کے طور پر جانتے ہیں،ایک عالم دین کے گھرانے میں پہلے مرحلے پر اس کی اولادوں کا رہنا سہنا اور بودوباش غیر اسلامی دیکھیں تو دیگران کے دین وایمان پر اثر انداز ہونا ایک امر فطری وعادی ہے۔قرآن کریم میں بھی آیا ہے ﴿قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً.. تحریم۔٦﴾ اپنے اہل وعیال کو عذاب جہنم سے ڈراؤ، یہ اللہ کی طرف سے مجھے حکم ہے۔

۳۔قرآن کریم میں ایک سلسلہ امر بالمعروف نہی از منکر ہے مجھے ان کی برائیوں کو روکنے واجبات کی ادائیگی کا حکم کرنے کا حق حاصل ہے۔یہ تاریخ بشریت میں معمولی رہا ہے ایک بچہ جو بے دینوں کے ساتھ بودوباش کرتا ہو خاص کر قادخانی نوجوانوں کے بے راہ روی،آوارگی کی راہ پر میرے بچوں کی بودوباش خوش خوری،خوش پوشی میرے لئے اور باہر سے آنے والوں کی نظر میں مخدوش تھی ،چنانچہ واہ میں ہمارے ایک دوست جناب ملک مسعود نے مجھے بتایا''اچھا اس کا معنی یہ ہے کہ آغا صاحب بچوں کے بارے میں بے بس ہو گئے ہتھیار ڈالے ہیں''۔ایک مسلمان کو یہ حالات دیکھنے کے بعد قرآن کیا ہدایت دیتا ہے میں ان کو متنبہ کرنا چاہتا تھا اس طرح سے میں باہر والوں کی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے بھی محصور تھا۔

۴۔قرآن میں اس فریضہ میں اپنے اہل وعیال کو نظر انداز کرنے کی ممانعت آئی ہے۔لہٰذا قرآن کہتا ہے تمھیں دوسروں کی برائیاں نظر آتی ہیں اپنے کو بھول جاتے ہیں۔

لہٰذا میں اپنے بچوں کے لباس، جوتے، بال، بے دین لڑکوں سے دوستی پر تکرار رو

اصرار سے منع کرتا رہا ہوں لیکن وہ باز نہیں آئے۔ مسلمات دینی کا پاس رکھنے کا خواہشمند تھا جسے ان لوگوں نے بڑی جسارت سے مسترد کیا۔ ہر ایک کا رویہ برائی میں مختلف تھا بود و باش لباس وبال بناتے تھے جیسے کسی کھلاڑی کپتان کی اولاد ہوں، یہ مناظر میرے اوپر کیسے گزرے ہونگے؟ ان کے جوتے میری آنکھوں میں خار تھے۔ میرے بچوں کی خرابی کی ذمہ داری ان کے خالہ زادوں نے اپنے لئے ہوئی تھی جو عمداً انہیں میری ضد میں میرے خلاف اکساتی تھیں مجھے ان کا واحد دشمن متعارف کراتی تھیں۔

مجھے پہلے یہ خواہش تھی نہ ابھی ہے کہ خاندان وفرد وپا سے حق ملے تو عیش کروں گا، میں نے عیش ہی سے روزہ رکھا ہوا ہے کیونکہ امیر المومنین نے فرمایا "مال دنیا کے حلال میں حساب ہے حرام میں عقاب ہے شبہات میں عتاب ہے میں کیوں عیش کروں" مجھے جانوروں جیسی عیش نہیں کرنی ہے، مجھے آغا سعید، باقر، روح اللہ و دیگران جیسا شرف انسانیت چھوڑ کر بہیمیت اختیار نہیں کرنی ہے، حضرت امیر فرماتے ہیں [مجھے اس لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ جانوروں کی مانند ہو جاؤں کہ وہ بندھے ہوئے ہیں تو ان کا کل مقصد چارہ ہوتا ہے اور آزاد ہوتے ہیں تو کل مشغلہ ادھر ادھر چرنا ہے جہاں گھاس پھوس سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں اور انہیں اس بات کی فکر بھی نہیں ہوتی کہ ان کا مقصد کیا ہے] (نہج البلاغہ مکتوب۔۴۵) آخری سالوں میں حج کو جاتے وقت چند دفعہ دل میں آیا یہاں میرے مخالف لوگ ملیں گے دشمنوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے کیلئے کوئی لباس خریدوں پھر ذہن میں آیا میں کیوں دشمنوں کو تنگ کرنے کیلئے اللہ کو ناراض کروں، میں گنا ہوں میں ملبوس انسان ہوں اسی حالت میں طواف کروں گا۔ مال انسان کے پاس امانت ہے اس کو اس کے اصلی

مقدار ضرورت سے زیادہ صرف کرنے کو قرآنی اصطلاح میں اسراف کہتے ہیں۔ اسراف ضرورت سے باہر صرف کرنے کو کہتے ہیں، ضرورت سے باہر صرف کرنے کی تحلیل اس طرح کرتے ہیں۔

۱۔ اگر اپنی مقدار ضرورت سے زیادہ خرچ کریں زیادہ کھائیں قیمتی کھائیں زیادہ کھلائیں تو یہ اسراف ہوگا چنانچہ اس بارے میں آیت میں ہے ﴿كُلُوا وَ اشْرَبُوا وَ لا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ (الاعراف ۔۳۱)

۲۔ دوسروں کو دے دیں دوسروں کو دینے کے دو تصورات میں سے ایک محتاج مند کو دینا ہے دوسرا غیر محتاج مند کو دینا ہے۔ احتیاج سے باہر دینا چاہے اولاد ہو یا صلہ ارحام ہو یا اجنبی فرق نہیں، کسی کو حد سے زیادہ دینا اسراف ہے۔

۳۔ جو چیز شریعت میں نہیں آئی ہے اس میں صرف کرنا اسراف ہے۔

۴۔ اسلام مخالف منصوبوں میں خرچ کرنا جیسا کہ آغاخانیوں کے کہنے پر مسجد ضرار اور مدرسہ ضرار کیلئے چندہ کیا تھا کیونکہ یہ ان کی دیرینہ سنت رہی ہے کہ وہ ہمیشہ گناہوں پر چادر چڑھا کر حصہ لیتے ہیں تا کہ فساق فجاراں سے خوش ہو جائیں ﴿يُنفِقُونَ أَمْوالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (انفال ۳۶)

۵۔ دین کی سربلندی میں خرچ کرنا ہے۔

۶۔ اسلام مخالف مذہب کے فروغ و اشاعت میں صرف کرنا اسراف ہے۔ ہمارا گھرانہ اسراف و تبذیر میں مبتلاء ہے، اسراف و تبذیر کا معنی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ ﴿وَ هُوَ الَّذِى أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشاتٍ وَ غَيْرَ مَعْرُوشاتٍ وَ النَّخْلَ

وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفاً أُكُلُهُ وَ الزَّيْتُونَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشابِهاً وَ غَيْرَ مُتَشابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذا أَثْمَرَ وَ آتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصادِهِ وَ لا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْمُسْرِفِين ۔انعام ۔۱۴۱﴾ ﴿يا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَ كُلُوا وَ اشْرَبُوا وَ لا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۔اعراف ۔۳۱﴾ میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے سے منع کیا ہے۔﴿وَ كَمْ أَهْلَكْنا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَها فَتِلْكَ مَساكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلاً وَ كُنَّا نَحْنُ الْوارِثِينَ۔قصص ۔۵۸﴾ میں ضرورت سے زیادہ عیاشی کرنے والوں کی آخرت خراب ہونے کی تہدید کی ہے۔

۷۔آپ کے پاس جو مال ہے وہ مال ہر حال میں امانت ہے اس کا خرچ، کھانا، دوسروں کیلئے چھوڑنا دونوں احتیاج سے زیادہ دینا حرام ہے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

ہماری بہن نے ہمارے درختوں کی خشک شدہ شاخیں کاٹنے کی اجازت مانگی ہم نے اجازت نہیں دی اس کا حساب کر کے مجھے بھیجو تاکہ مفت خوری رواج نہ پائے۔ہماری ساس اللہ ان کو اپنے الطاف و عنایتوں سے نوازے زبیدہ بنت سید اکبر شاہ نے مجھ سے خاندان وفڑ وپا کے تحفہ تحائف لینے کی اجازت مانگی میں نے کہا اجازت نہیں ہے تاکہ حرام خوری میں استثنا نہ ہو جائے۔

۳ بلتستان کراچی اور قم کے اسماعیلیوں نے پوری کوشش کی کہ میری اولاد میرے دین کی طرف رغبت نہ کریں وہ اس میں بہت کامیاب رہے یہاں میرے ساتھ امام حسین کے اس فرمان کے مصداق کا بھرپور مظاہرہ کیا ''مصیبت کی گھڑی میں مجھے چھوڑ کر دشمنوں کا ساتھ دیا'' میری اولاد میرے خلاف ہوگئی، گھر میں باپ کو ذلیل دشمن کو مشفق و مہربان قرار

دیتے ہیں۔ جو اعتراض یہ میرے اوپر کرتے ہیں کیا امام صادق پر کر سکتے ہیں۔ میرے داماد خود کو مشفق اور باپ کو بدخواہ پیش کریں تو کیا کہہ سکتے ہیں۔ باہر والوں نے سرمایہ کاری کی لیکن میں نے کبھی ان کو پیسہ نہیں دیا ہے۔انہوں نے چند دفعہ چوری کی تو میں نے احتیاط کی ۔ مجھے بتائیں اس پاکستان یا ایران میں کس عالم دین کے بچے ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں،سلمان نقوی کے بیٹے کتنی بار جیل گئے لیکن وہ جھوٹ بولتا ہے تابع دار ہیں۔ گھر کی بات باہر نہیں نکلنی چاہئے لیکن یہ ابتدائی دور ہوتا ہے جیسا کہ آیات تنازع بین زوجین میں آیا ہے، سکالرشپ خوردہ دنیائے الحادی کاسہ لیسی کرنے والا ان کی اطاعت کرتا ہے، اللہ کے بندے اللہ کی اطاعت کریں یہ حکم اللہ ہے اگر بیوی اطاعت نہ کرے تو اس کو پھول ماریں،نواز شریف اقتصاد خواں کو اسلام کا قرآن کا کیا پتہ یہ کہاں ہے کہ بیوی کو مار کر نکال دیں ۔ریاض الجنۃ میں نفل پڑھنے والے کو کیا پتہ جس نے قرآن کھولا ہی نہ ہو اسے احکامات وتصنیفات قرآن کا کیسے پتہ چل سکتا ہے۔

یہاں عشرہ محرم پڑھانے کیلئے پڑوس سے علماء لاتے ہیں، یہاں جن کے دلوں میں ہندوستان سے محبت ہے وہ ان کو لاتے ہیں گرچہ دین سے کھیلیں،جس اسلام سے حسین نے دفاع کیا اس کا دفاع نہیں کرتے وہ سائنس مغرب سے دفاع کرتے ہیں لوگوں کو مغربیت کی خوبیاں بیان کرتے ہیں کہتے ہیں پھول ماریں، بتائیں دنیا میں کہیں بھی کسی عاصی وسرکش کو پھول مارتے ہیں؟ عاصی وسرکش کو پھول مارو یہ کس کا ترجمہ کیا ہے؟ یہ کونسا دین ہے کہ جس میں انسان مسلمان کو اپنے گھر میں اپنے بچوں کو ہدایت کرنے کی بھی اجازت نہیں، باغی وطاغی کو پھول مارنے والے کو گولی کیوں نہ ماریں۔

مال ودولت منطق عقل میں:۔

انسان کو کس حد تک جمع مال میں حریص رہنا چاہیئے اس بارے میں بعض حقائق نا قابل انکار وتر دید کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔

ا۔ہر ایک کو یہاں سے جانا ہے مال ودولت انسان کی موت کو نہیں روک سکتا ہے ﴿ما أَغْنَى عَنْهُ مالُهُ وَ ما كَسَبَ ۔تبت ۔ ۲﴾ موت بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کی نشانی ہے ﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَياةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ ۔۔ملک ۔ ۲﴾ قرآن کریم میں دنیا سے وابستہ لوگوں کی مذمت آئی ہے،ابولہب،ابوجہل کو قیامت کے دن مال واولا دقہر وغضب سے نہیں بچا سکتے ۔مومنین کو یہاں سے جانا ہے تو زیادہ کس لئے جمع کریں ،ملحدین اپنے مال کو کتوں اور بلیوں کے نام کر کے جاتے ہیں،جمع مال میں حریص یا عیش ونوش کرنے والوں کا ایمان بآخرت کے ساتھ نہیں جڑتا ہے۔اولاد کیلئے جمع مال بھی غیر منطقی ہے کیونکہ انسان کی سعادت اس میں ہے کہ وہ خود کسب کر کے کھائے دوسرے کے کسب سے کھانا عار وننگ بنتا ہے لہٰذا بے دین انسان بھی اپنے بھائی پر بھروسہ کرنا پسند نہیں کرتا ہے۔جو اشخاص باپوں کی کمائی پر بھروسہ کر کے کھاتے ہیں وہ لوگ تاریخ میں عیاش نکلے ہیں ،لہٰذا انسان کو اپنی زندگی کی ضرورت کی حد تک کمانا چاہیئے ،اس سے زیادہ باعث مصیبت و پریشانی ہوگا۔باپ کو بیٹے کی دنیا بنانے کا حکم نہیں آیا ہے بلکہ خود اس کو کام کرنے کی تلقین کرنا چاہیئے تا کہ عزت کی زندگی گزارے مفت خوری سے باز رکھیں مفت خور انسان آخر میں فاسد ہوتا ہے۔انسان مسلمان کو چاہیئے وہ کسی کا دست نگر نہ ہو چاہے فرزند عزیز کیوں نہ ہو یا زوجہ باوفاء ہی کیوں نہ ہو کسی کے نیازمند نہ ہو جائیں

میرے پاس کوئی صاحب مال و دولت آئے پوچھا ادارہ کیسا چل رہا ہے، میں نے کہا چل رہا ہے اصل میں مجھے مال سے نفرت ہے تو اس نے کہا پھر تو آپ عارف ہو گئے، میں نے کہا نہیں، میں عاقل ہو گیا ہوں کیونکہ جب دینے والا ہاتھ کھینچے گا تو میں کہاں جاؤں گا ؟ جب میری کتابوں پر پابندی لگی تو میں نے اپنے اخراجات کو نصف سے بھی نیچے گرایا، میں آپ کو واضح اور صراحت میں بتاتا ہوں میں زاہد نہیں رہا ہوں عابد بھی نہیں رہا ہوں عالم نہیں رہا ہوں، جاہل مطلق بھی نہیں رہا ہوں لیکن سوچنے اور تعقل کو کبھی نہیں چھوڑا چنانچہ اس بنیاد پر میری ماں کی ارث جو بہت مالیت کی تھی اس کے حصول میں کودا نہیں کیونکہ اس میں بہت زحمت و مشقت اور آخر میں حسرت و ندامت دیکھتا تھا بلکہ نظر انداز کرنے پر اکتفاء کرتے رہے تو اس سے آسودہ خاطر رہا، میرے بھائی کی والدہ صاحب جائداد تھی ان کی وفات کے بعد ان کی جائداد کا ایک چوتھائی میرے والد کو حق زوجیہ ملنے والا تھا، اس چوتھائی میں ہم چار بھائیوں میں تقسیم ہونا تھا اس کا ذکر ہی نہیں، بلتستان میں جب زندگی مشکل ہوگئی تو ایران گیا وہاں جب محسوس ہوا زندگی صرف خورد و نوش میں گزر رہی ہے تو چھوڑ کر دوبارہ اپنے دیار میں فاقہ کشی کرکے گرا تو پھر کراچی آیا تب بھی اس مقدمے میں نہیں کودا لیکن ان دونوں کو یہ احساس نہیں ہوا کہ فلاں نے ہم سے ارث کا مطالبہ نہیں کیا تو ہمیں بھی ان سے اچھا سلوک رکھنا چاہیئے یہ احساس ان میں نہیں آیا پھر بھی ہماری عقل نے اجازت نہیں دی کہ مقدمہ لڑوں، مقدمات لڑنے سے پہلے ان پر لاگت، خرچہ اور فوائد کو نظر میں رکھنا ضروری ہوتا ہے، بلتستان جہاں گواہی روکنا یا دینا دونوں سستا ہوتا ہے غریب انسان کو وہی سستا مہنگا پڑتا ہے مختصر سے فائدہ کیلئے گواہ بنتا ہے وہاں قاضی بھی سستے دام میں فیصلہ دیتا ہے یہاں نام نہاد

دوستداران اہل بیت والوں کو حلال سے زیادہ حرام میں لذت آتی ہے،بطور مثال شیخ محمد صادق کو ہم ایک انسان خوددار و بامروت سمجھتے تھے آپ نے مجھے کافی نقصان پہنچایا تھا لیکن میں نے ذلیل حقیر مالیت کی خاطر ان کو شرمندہ کرنا اچھا نہیں سمجھا اس کے باوجود میں نے مقدمہ ان کے پاس درج کیا آپ نے ایک وکیل متعارف کروایا دس ہزار حق اجرت کہا، میں نے نہیں دیا کیونکہ ان وکیلوں کا دین وایمان نہیں ہوتا ہے مدعی ومدعا علیہ دونوں سے پیسہ لیتے ہیں میں نے یہ حق کسی اور کو ہبہ نہیں کیا جس طرح حاجی محمد علی پرہ یا غلام محمد عیسیٰ پر کی کو ہبہ دیا تھا مجھے کیا فرق پڑے گا وفڑ وپا کھائیں یا کوئی اور کھائیں ۔جو کسی صورت میں اللہ کی رضایت میں نہیں ہوتا ہے کسی دیندار کے فائدے میں نہیں ہوتا ہے ان کیلئے شرف الدین اس وقت اچھا تھا جب اس دار الثقافۃ اسلامیہ کی کتب پاکستان کے کتب فروشوں کی زینت تھیں ابھی تو یہ ادارہ مطعون ومعتوب ہو گیا ہے جتنا بھی مال سے دوری اختیار کریں اچھا ہے ۔میرے ادارے پر ملک کے طول وعرض میں پابندی لگائی گئی تو ایسے میں کرب و اضطراب میں مالداروں اور دکانوں کے چکر نہیں لگائے ،کسی کو فون کر کے اپنی فقر و نیاز نہیں بتائی چہ جائیکہ اظہار امداد کروں ،لیکن اپنے ماہانہ اخراجات کو پچاس فیصد تنزل دیا لباس اور جوتے تک نہیں خریدے،بیس سال سے چھوٹا گوشت نہیں کھا رہا ہوں ،ہم نے پابندی کا مقابلہ قناعت سے کیا۔

یہاں انسان کو جتنا رہنا ہے اتنی مقدار میں کمائیں کہیں ایسا نہ ہو کسی دن غیروں کے محتاج ہو جائیں،غیروں کو تو چھوڑو،بیٹے بیوی بھائی کے مال سے کھانے کی امید نہیں رکھنا چاہیئے،انسان کو اپنے مستقبل کیلئے اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے ۔

۲۔بعض کا خیال ہے مہمان نوازی کیلئے بھی کچھ جمع کرنا ضروری ہے یہ جو کہتا ہے وہ دین علماء سے لیتا ہے یہ شرک کبیر ہے سورۃ توبہ آیت ۳۰،۳۱ میں آیا ہے یہودی اپنے علماء کی پیروی کر کے شرک کرتے ہیں یہودیوں کو مشرکین میں شمار کیا گیا ہے یہودیوں نے نبی کریمؐ سے پوچھا ہم تو علماء کی پرستش نہیں کرتے ہیں نبی کریم نے سوال کیا تم لوگ دین کو علماء سے من وعن بغیر دلیل نہیں لیتے کہا ہاں،تو فرمایا یہی شرک ہے۔شرک کی تین قسمیں ہیں اور تیسری قسم کے تحت اللہ کے بتائے بغیر کسی کی اطاعت دینی کرنا نص قرآن کے تحت شرک ہے،آپ کے نام نہاد روشن خیال تمام فرسودگیاں من وعن چلاتے ہیں یہاں روشن خیال اسلام پھلتا پھولتا پسند نہیں کرتے ہیں۔مسلمانوں کی بدبختیوں میں سے ایک غیر اسلامی قدیم وجدید اقوال وکردار وافعال ہیں جنہیں وہ اسلام کے نام سے انجام دیتے آئے ہیں مہمان اگر کوئی مسافر مسلمان ہو تو اچھا ہے فاسد کھڑ پینچوں کو کھلانے کا کوئی اجر وثواب نہیں، مہمان اگر ابن سبیل ہو تو اچھی بات ہے اگر اسی شہر کا ہو تو ضیافت دینا اچھی بات نہیں ہے لوگوں کو مفت خوری سے دور رکھنے کی عادت کو رواج دیں کھانا پینا،یا لفافے میں رقم دینے کی سخاوت اچھی نہیں ہے اس کی دلیل بعد میں عرض کرتا ہوں پہلے قارئین کے ذہن میں موجود قصوں کے بارے میں عرض کرتا ہوں ائمہ کے بارے میں آیا ہے وہ ذوات جودوسخا کی مالک تھیں دستر خوان بچھاتی تھیں،امام حسن کے دستر خوان کا ذکر کرتے ہیں،حضرت علی کے اشرفیوں کے تھیلے دینے کا ذکر کرتے ہیں۔اچھے برے کی ناپ سیرت رسول اللہؐ ہے جہاں قرآن میں آیا ہے''ولكم في رسول الله اسوة حسنه'' کائنات میں نبی کریم محمدؐ سے زیادہ کوئی افضل واشرف،فضائل پر عمل کرنے والا نہیں آیا ہے نہ آئے گا،تاریخ میں نہیں آیا

ہے کہ آپ کسی مہمان کیلئے دسترخوان کا اہتمام کرتے تھے بلکہ آیت ہے کہ زیادہ بذل نہ کریں ﴿وَ لا تَجعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إلى عُنُقِكَ وَ لا تَبْسُطْها كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوماً مَحْسُوراً ۔ الاسراء ۔ ۲۹﴾ ۔ قرآن میں آیا ہے'' ﴿وَ فِي أَمْوالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَ الْمَحْرُومِ﴾ (زاریات ۔۱۹) انسان کے پاس جمع مال اللہ کی امانت ہے اس امانت کو جہاں اللہ نے حکم دیا ہے وہاں خرچ کریں ﴿أَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ﴾ (حدید ۔۷) حکم ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو ﴿وَ أَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (بقرہ ۔۱۹۵) جہاں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع آجائے اگر خرچ نہ کریں تو ہلاکت ہوگی، اور قیامت کے دن جلایا جائے گا ﴿وَ أَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ لا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَ أَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۔ بقرہ ۔ ۱۹۵﴾ جو مال جمع ہوتا ہے اس کے تین حصے ہیں، ایک حصہ اپنی ذات اور اپنے ذمہ واجب نفقہ عیال پر خرچ کریں اسراف نہ کریں مسرفین کو اخوان شیاطین کہا گیا ہے ۔

انفاق فی سبیل اللہ کیا اور کتنا؟

قرآن کریم میں انفاق ان آیات میں آیا ہے، بقرہ ۔۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۵، بعض دین وشریعت روکنے کیلئے خرچ کرتے ہیں، انفال ۳۶، نساء ۱۶۱ ۔ مسلمانوں کو بے کار و بے روزگار و گمراہ بنانے اور دین سے برگشتہ و فاسد و فاسق بنانے اور ووٹ بنانے کیلئے انفاق فی سبیل الطاغوت کفر ہے انفاق کتنا کرنا ہے؟ کس کو کرنا ہے کب کرنا ہے؟ ضرورت کی مقدار میں کرنا ہے یا زیادہ، غلط جگہ پر خرچ کرنا اجر و ثواب نہیں گناہ میں شریک ہوں گے، کیسے پتہ چلے گا، مفت کے صدقات دینے والوں کیلئے آسان ہے جس طرح کمانا آسان دینا بھی

آسان ہے، سوچنے کی کیا بات ہے اگر علماء سے پوچھیں تو علماء کی کہانیاں سنی سنائی بغیر استناد آیت قرآن وسنت عملی رسول اللہ ہوتی ہیں یہ سب گمراہ کن ہیں جہاں علماء کی ہدایت کی باتیں ہیں وہاں ان کا لوگوں کو گمراہ کرنے کی باتیں بہت ہیں، ان کی رائے تو ہر دن بدل جاتی ہے، وہ بلتستان میں جو باتیں کرتے تھے ابھی ان سب کے خلاف بولتے ہیں کس پر عمل کریں سمجھ نہیں آتی ہے سچ کہتے ہیں، کیونکہ وہ سمجھنا نہیں چاہتے ہیں ان میں سے بعض نے کہا ہے کتابیں پڑھنے سے نیند آتی ہے وقت ہی نہیں ملتا ہے ہم ہر کام علماء سے پوچھ کر کرتے ہیں گناہ اور حرام خوری بھی ان سے پوچھ کر کرتے ہیں، لیکن میں خود کہتا ہوں کیا شرف الدین سب جانتے ہیں نہیں نہیں وہ خود کو بغیر دین پڑھے عالم فرض کرکے بہت سی غلط حرکتیں کرتے تھے، امام مہدی کی ولادت مناتے تھے جلسہ گاہ کی تزئین چراغاں کرتے تھے اب کہتے ہیں امام مہدی ہے ہی نہیں، اب عوام بیچارے تو چھوڑیں ہم دانشوران مغرور و متکبران کی بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ میں خود کہتا ہوں میری کتابوں میں تضاد و تناقض بہت پایا جاتا ہے جب سے فتاویٰ مجتہدین کو قرآن اور سنت سے متضاد و متناقض پایا تو مجتہدین کے فتاویٰ کے خلاف بولا تو تضاد ہو گیا، جب پتہ چلا حدیث قرآن پر حاکم ہے تو اسے غلط پایا، پتہ چلا ہے احادیث میں بہت جھوٹ ہے اصل قرآن ہے تو حدیث اور قرآن میں تضاد ہو گیا۔ ہمیں جو دین ملا ہے وہ دین صوفی ہے جیسا کہ ہمارے محترم دانشمند جناب ڈاکٹر حسن خان نے فرمایا تھا یہاں اسلام صوفیوں نے پھیلایا ہے، صوفی فرزند باطنیہ ہے، باطنیہ دختر ثالوثیہ، یہود، صلیب اور مجوس ہے، باطنیہ کی دو بیٹیاں ہیں۔ ان کا کام اسلام کو مسخ و فسخ و نسخ کرنا تھا لہٰذا جو تعلیمات اس وقت شیعہ سنی میں پائی جاتی ہیں وہ ناسخ اسلام والی ہدایات ہیں

، ان کی انفاق کے بارے میں یہ ہدایات ہیں۔ جتنا دے سکتے ہیں، جس کو دینا چاہتے ہیں، چھپ کے دیدیں، صلہ ارحام کیلئے جود وسخا کریں۔ مزارات کی تعمیر اور ماتمسراؤں کیلئے وقف کریں۔ ہر ایک کی کہانیاں اور قصے ہیں جو قرآن اور سیرت محمدؐ سے متصادم ہیں۔

میرا ایک معالج تھا آج کل امریکہ میں مقیم ہے، وہ جن دنوں میں واہ میں تھا مجھ سے ملنے آیا تھا ایک مسئلہ پوچھا، میں نے پندرہ سال روزہ نہیں رکھا اب اس کا کفارہ دینا ہے وہ کتنا بنتا ہے اور کس کو دینا ہے، میں نے کہا میں نہیں جانتا ہوں کس کو دینا ہے، دوسرے علماء سے پوچھیں، نجف وقم میں مراجع سے پوچھیں، آغا سیستانی اور مکارم شیرازی کو میل کیا آغا مکارم نے جواب دیا اگر آپ کے پاس مستحقین نہیں ہیں تو ہمیں بھیجیں، گویا پاکستان کی بنسبت ایران فقیر ملک ہے وہاں فقراء بہت ہیں، کس حد تک جلب مادیات کیلئے سنجیدہ ہیں۔

مسلمانوں کو جو اس وقت صورت حال درپیش ہے اپنے مال کو اللہ کی راہ کی بجائے بیہودہ کاموں پر خرچ کرنے، اسراف کرنے اور معصیت میں خرچ کرنے کی وجہ سے ہے انہیں اس لئے اس برے حال کا سامنا ہے، انفاق فی سبیل اللہ میں دین، اقامہ صلاۃ، آتے ہیں، انفاق غیر فی سبیل اللہ میں امام بارگاہ، خانقاہ ومزارات، اعیاد وماتم، مشاعرہ مجلس ونعت پر خرچ کرنا اور اولاد حرام کی کفالت آتی ہے۔ اگر سید وسیدہ کے زواج میں جہیز کے نام سے بستر، لوٹا، چارپائی، فرج، غسالہ، سلائی مشین کچرہ ڈالنے والی ٹوکری، صندوق کیلئے سیدہ کا باپ اغنیاء کی دکان کے چکر لگاتا اور انواع واقسام کی غذا کا ولیمہ اسراف ہے جو چیز غیر ضروری ہو غیر مفید ہو وہ اسراف میں شمار ہوتی ہے۔ مسجد کے کنارے مسجد، مسجد کیساتھ ماتمسراء، مدرسہ کے ساتھ مدرسہ اسراف ہے جنہوں نے کیا ہے وہ کار شیطانی کیا ہے۔ میں

نے اپنے گھر سے ملی مسجد بنانے کا ارادہ کیا پھر سوچا یہاں تو ہم چار چولہے ہیں اوپر کی مسجد بناتے ہیں مسجد کی تعمیر میں میرا خون دل علی آباد والوں کی خباثتیں دیکھ کر مایوس ہوا علاقہ چھوڑنا پڑا پھر خیال آیا کہ مسجد کس پر چھوڑیں تو ایک دیندار و اسلام شناس عالم ہونا چاہیئے، ہمارے مرحوم بھائی پانچ جماعت سے زیادہ نہیں پڑھے تھے، انہی ژہوقبون کے واعظ جیسا، ضامن علی کے دس جماعت پڑھنے اور خاموش طبع کو دیکھ کر اس کو ایران لے گیا وہاں چند سال گزارنے کے بعد ان سے کہا آپ جائیں علاقہ سنبھالیں، انہوں نے یہاں مسجد میں قرآن اور سنت محمدؐ کی جگہ صوفیوں کی کہانیاں تعویز اور جن نکالنا شروع کیا ہے۔ امام حسینؑ اور ان کی اہلبیت کی شان میں جھوٹ وافتراء پر مبنی کہانیاں سنائیں۔ کسی نے ضامن سے پوچھا آج فاطمہ صغراء کا مرثیہ پڑھوں یا نہیں تو کہا پڑھو جو ایران میں چلتا ہے۔ مرتضٰی مطہری نے حماسہ میں لکھا ہے ہندوستان سے کسی نے محدث نوری کو ہندوستان میں مجلس عزا میں دروغ گوئی کی شکایت کی کہ آپ اس کی اصلاح کریں تو انہوں نے لکھا اس بیچارے کو پتہ نہیں ساری جھوٹی کہانیاں ایران سے صادر ہوتی ہیں۔ ضامن نے میرے لئے پیغام بھیجا کہ اپنی کتابیں یہاں نہ بھیجیں جوانوں کے عقائد خراب ہو رہے ہیں۔ جب معاملہ پیسے پر پہنچتا ہے تو بولی لگتی ہے، اسماعیلیوں کی بولی زیادہ ہوئی۔ میں نے ان کو مدرسہ بنانے سے منع کیا اور کہا کہ مسجد میں پڑھائیں۔ ماتمسراء بنانے سے منع کیا اور کہا کہ مسجد میں مجلس پڑھیں، محمد سعید کو مدرسہ بنانے سے منع کیا تو شدومد کے ساتھ بنایا۔

انفاق صلہ ارحام میں:۔

ارحام اگر بے دین ہو غیر محتاج ہو یا ضرورت سے زیادہ دیا جائے بے دین و

عیاش ہوتو ان پر خرچ کرنا اسراف ہوگا، مال امانت ہے پھر انہیں جوٹوکری میں پھینکیں گے مال وہاں خرچ کریں جہاں اس کی افادیت دنیاوآخرت دونوں میں ہوحضرت سے منسوب کلام میں آیا ہے''اگر یہ مال خالص میرا ذاتی بھی ہوتا تب بھی برابر تقسیم کرتا''غرض دین و ایمانداری کے ساتھ نیازمندی اور مقدار ضرورت کونظر میں رکھنا ضروری ہے۔ارحام سے نیک سلوک کریں۔

مجھے مسجد بنانے پر ان کی خیانت دیکھنے کے بعد یہاں سے نفرت تھا نہیں آتا تھا، بھائی کی علالت کے بعد ان کو لینے کیلئے پہلی بار آیا۔پھر ان کے جنازے کو لے کے آنا پڑا۔ ہم نے بھائی کے بچوں کی ماؤں سے کہا زمین اجارے پر دیں بچوں کو پڑھانے کیلئے کراچی لیجائیں نہیں مانے ،ان کی ازدواج کرنے کا کہا ازدواج کو یہاں پاکستان کی اصطلاح میں شادی کہتے ہیں شادی خوشی کو کہتے ہیں اکثر وبیشتر والدین مفلس ہونے سے رخصتی ہونے تک خوف وہراس میں ہوتے ہیں، جوخوشی کا مظاہرہ کرتے ہیں دل پریشان رہتا ہے کہ کہیں کوئی مسئلہ کھڑا نہ کریں۔ مجھے پہلے سے احساس تھا یہ خوشی کا دن نہیں یہ مصیبت کا دن ہے۔ میں نے حاجی غلام حیدر کے بیٹے کی زواج کی دعوت پر کہا لڑکے کو کراچی بھیجو میں ازدواج کر کے بھیجوں گا لیکن ان بچوں کیلئے آنا پڑا، میرے اور بچوں کے آنے جانے کے علاوہ صرف ولیمہ کے اخراجات میں ۳۵ ہزار خرچ ہوا، آخر میں خوشی سے واپس نہیں ہوا ذلت و خواری کے ساتھ واپس آیا۔میں کلمہ''شادی''کوزبان سے ذکر کرنے کو جملہ ناگفتنی دکھ آور سمجھتا ہوں، اس وقت اپنی گفتگو میں اس کلمہ کی بجائے زواج استعمال کرتا ہوں، مجھے کبھی حیرت ہوتی ہے اعلیٰ پائے کے عالم دین اور دانشور بھی شادی کہتے ہیں الفاظ وہ صحیح ہیں جن

کاپس منظر عقل وشریعت میں اچھا ہو،لیکن اعلیٰ مرتبہ پر فائز علماء بھی کلمہ شادی استعمال کرتے ہیں باہر حقیقت کا خیال نہیں رکھتے ۔اس کی ایک مثال فاحش نکاح خواں علماء عقد نکاح میں ''انکحت'' کہتے ہیں کلمہ نکاح کلمہ ذو معنی ہے اس کا ایک معنی شرم آور ہے قرآن میں کلمہ ازدواج آیا ہے۔

میری چھوٹی بیٹی کی رخصتی میں میں نے سنت جاریہ'' **بدعیہ خوفا عن الذلہ** '' کے تحت ہار چوڑی جو پہلے لڑکیوں کیلئے خریدا تھا ان کیلئے بھی خریدنا تھا لیکن انہوں نے کہا ہم نے زیورات نہیں بنانے ہیں،زہراء باجی کی انگوٹھی کو واپس کیا میں خوشی سے اپنے لباس میں نہیں سما سکا اس لئے اس کو شربت خودکش سمجھ کر پیا تھا کیونکہ یہ لڑکی کی زینت تھی یہ ایک قسم کی بے وقوفی تھی کیونکہ قرآن میں آیا ہے﴿**وَ أَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى**..نجم. ۳۹﴾﴿**وَ الْعَصْرِ** ☆**إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ** ☆**إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ**..العصر.۱.۲.۳﴾ مرد ہو یا عورت دنیا و آخرت میں دونوں کی عزت کام سے ہے کام کے بغیر زندگی گزارنے والے چور، ڈاکو اور خائن ہی ہوتے ہیں میں نوکری کیلئے پڑھائی کرنے والے کو بیوقوف سمجھتا ہوں کیونکہ آج کل نوکری پڑھائی والوں کیلئے نہیں ہوتی ہے انسان کو فنون وہنر سیکھنا چاہیئے،ایسا نہیں تھا کہ میں بخیل تھا لیکن یہ حیران کن بات میرے لئے ایمان کش حیلۂ شیطانی ثابت ہوئی لڑکی کیلئے زیورات بن گئے تھے، کہ وہ اپنی شرافت وعزت کو صرف مال میں سمجھتی ہے ۔ایک دن ایک بزرگ سید میرے پاس آیا ایک کاغذ تھمایا دیکھا اس میں لمبے وسائل زندگی زیورات وغیرہ لکھا تھا اور لکھا تھا سیدانی کی عزت کا مسئلہ ہے۔لیکن انسان غیرت مند کیونکر گدائی کرکے جہیز دیں؟ یہ جہیز

بدعت اغنیاء وامراء وسرمایہ داران ہے، شرافت اگر اس کی دہلیز و چوکھٹ پر بھی آجائے تو اس کو لات مار کر اندر دسترخوان پر بیٹھ کر کے تنوع غذائیں کھائیں گے ہوش میں نہیں آئیں گے ہم نے شرافت کو ذلیل کر کے کیوں بھگایا؟ میری بیٹی نے یہ نہیں کہا کہ آپ مصیبت و مشکلات میں ہیں مجھے فلاں نے ہار بھیجا ہے، دوسرا حاجی صاحب کو بھی اپنے مال کا احسان جتانا تھا محرم راز ہونے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ باپ کی جگہ باپ بننا چاہا، مجھے بتایا نہیں کہ مجھے حاجی صادق کو فروخت کئے تھے۔ ابھی میں اپنے گھر میں چوکیدار کی حیثیت سے ہوں اس دن سے آج تک میں کلمہ شادی استعمال نہیں کرتا ہوں۔ میں نے تمام تر تکرار و اصرار کے ساتھ کہا کہ ازدواجی مراسم میں غیر دینی مراسم کو ختم کریں مجھے منہ کے بل گرا کر واپس کیا، اور کہا کہ آج ہمیں یقین ہوا ہمارا باپ نہیں ہے، احسان کی بجائے کہا انہیں یقین ہوا ہے ہمارا باپ نہیں۔

۲۔ انسان کی جیب میں مال زیادہ بھی نہ ہو جو موت آتے ہی اس کے ورثاء اشقیاء شقاوت سے نکالیں۔

میں ان وارثین علی اللہی بے دین نمک حرام، ناشناسوں کیلئے کیوں مال جمع کروں اور جو جمع ہے اس کا پھینکنا حرام ہے، ان جیسے بے دینوں کیلئے دینا بھی حرام ہے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا محل نظر نہیں آتا ہے کہاں خرچ کروں کسی کے پاس اطمینان بخش نسخہ ہے تو بتائیں؟ میں اس پر عمل کروں گا، اس وقت جس انسان کو مستحق و شریف سمجھتا ہوں وہ فاسق و بے دین نکلتا ہے، بس مال نہ ملنے کی وجہ سے پرہیز گار بنا ہے اگر موقع ملے گا تو نوش جان کرے گا۔

مال انسان کہاں خرچ کریں کدھر خرچ کریں میری عمر اس وقت اسی سال کو پہنچی ہے دن رات قابض الارواح کے انتظار میں رہتا ہوں کہ کب تشریف لائیں گے، میرا انیس اس وقت میری کتابیں بنی ہوئی ہیں باقی اولاد بنین و بنات ، اہلیہ و داماد، دوست احباب کراہت ونفرت سے مطعون ومعتوب اور مجرم جیسا ہی دیکھتے ہیں ۔میں وفرد وپا سے ملنے والی جائداد کہاں اور کدھر خرچ کروں؟

آیا کسی ماتمسراء میں خرچ کروں جو کہ مسجد کے خلاف بنے ہیں جہاں اللہ اور رسولؐ بلکہ اپنے مولاؤں علی وامام حسین پر افتراء اور جھوٹ بولتے ہیں۔ یہاں سے حاصل رقم سے دین کی سربلندی کیلئے خرچ کرنے کی نیت سے ضامن علی کو ایران لے گیا تمام اخراجات پورا کرنے کا وعدہ دیا، آغا محمد سعید، محمد باقر، علی عباس اور جامعہ زہراء کی فارغات پر خرچ کرنے کی نیت باندھی تھی لیکن ان کے دل میں دین نہیں عیش تھا بقول ڈاکٹر حسن خان عیش ہی عیش تھی ، قادیانیوں اور اسماعیلیوں نے ہم سے زیادہ بولی لگائی ۔مسجد و مدرسہ بناؤں تو اب یہ اسلام مخالفین کا مورچہ بنتے ہیں ہفتہ میں ایک دن چندہ جمع کرنے کیلئے کھولتے ہیں نوکری و کاروبار چلانے والے تعلقات اور میل ملاقات کیلئے رسمی نماز پڑھنے آتے ہیں ہر آئے دن دین کا مذاق اڑاتے ہیں کس پر بھروسہ کروں؟ حاجی علی حکیم یا شکور ولد ابراہیم، حاجی حیدر جیسے سرمایہ دار پرانی جائداد والے نے بھی کمیشن پر مسجد ضرار بنائی ۔حج بیت اللہ کے لیے جاؤں آپ تو بوڑھا ہونے کی وجہ سے چل نہیں سکتا ہوں ۔زیارت پر جاؤں وہ تو کعبہ توڑنے کیلئے بنائی گئی ہے، مفاتیح الجنان کی تمام زیارات شرکیات پر مبنی ہیں ۔

چونکہ اس وقت میں خود دنیا سے رخصت ہونے کی تیاری میں ہوں ظالم و جابر وارثین کیلئے مزید دولت کا خواہاں نہیں ہوں ۔میرے لئے اسوقت قابضین سے حاصل دولت روح اللہ ،مہدی ،آغا روح اللہ ،آغا عابد،علی عباس اور سعید کھائیں یا ابو جہل وجعفر کھائیں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔حسن وحسین کے پاس کوئی جان نہیں کہ ان سے مقدمہ لڑیں ۔ان سے کون لڑے؟

اب ۔ام ۔اولاد:۔

حیوانات میں ماں مرنے سے بچے یتیم ہو جاتے ہیں،جبکہ انسانوں میں باپ مرنے سے بچے یتیم کہلاتے ہیں،یہ منطق انسانی تھے یہ بات اسلام آنے سے پہلے تھی جو اسلام آنے کے بعد ایسا ہی رہا اس اصول کے تحت میرے بچے میری حیات میں یتیم ہو گئے تھے اور میں آٹھ اولاد ہوتے ہوئے بھی بے اولاد ہوں ۔

خاندان کے سرپرستوں کو بھی مسائل درپیش ہیں،ان مسائل کی وجہ سے اپنی اولادوں کی صحیح تربیت نہیں کر سکتے ہیں لیکن جو مسائل درپردہ خاندانوں کو درپیش ہیں وہ مسائل حکومتوں کو درپیش ہیں ان کیلئے بھی پشت سے دخل اندازی والے ہیں صرف تعداد، نوعیت، طاقت وقدرت ومخالفت میں فرق ہے آیئے ذرا جائزہ لیتے ہیں ۔

ا۔اولادوں اورزوجات کے بارے میں ذمہ داریاں قرآن کریم میں آئی ہیں ۔
باطنیہ قادی خانی کے لشکر اتحادیہ نے مسلمان گھرانوں میں داخل ہو کر مردوں کی سرپرستی کو معطل کر کے اس کی جگہ احادیث مجہولہ کے ذریعے ہدایات جاری کی ہیں،اولادوں کو اپنے حال پر چھوڑو نیز باپوں کی سرپرستی سے نکال کر ماؤں کی سرپرستی میں دیا ہے قرآن میں

والدین کا ذکر آیا ہے حدیث مجہولہ میں واجب الاطاعت ماں کو بنایا ہے جو کہ ہر قسم کی قدرت مدیریت سے عاری ہے، نفوذ شیطانی کیلئے آمادہ رہتی ہے، قدرت مقابلہ کا فقدان رکھتی ہے، ہم نے اس سلسلے میں ایک کتاب بنام مذکر و مونث لکھی ہے۔ اس کیلئے ماؤں کی شان میں احادیث ان کی سند کے ساتھ متن بھی عقل و وجدان اور حقیقت و قرآن سے متصادم پایا ہے۔ عورت کے پاس اولاد کی تربیت یہی ہے کہ وہ مرغن غذا سے بچے کو حیوانات جیسی زندگی گزارنے کی تلقین کرتی ہے جس سے بچے غذاخور بن جاتے ہیں جن کی نشو و نما حیوان جیسی ہوتی ہے لہٰذا تجربات مکرر دیکھنے میں آئے ہیں کہ ایسی اولادوں کو توازن جسمانی میں خلل کے ساتھ ساتھ مفت خوری تساہل اور طرح طرح کی بیماریاں عارض ہوتی ہیں۔ عام طور پر دنیا میں سربراہ بننے والا یا بڑی نامور عالم دین بننے والی شخصیات شہروں سے نہیں دیہاتوں سے نکلتی ہیں۔ حضرت علی نے بھی اسی طرف نشاندہی کی ہے، چنانچہ یہ بچے اگر پڑھیں گے تو حرام خوری کا درس پڑھیں گے جس طرح ان ماؤں نے ملک کے حرام خور چور حکمران تربیت کئے ہیں۔

باپ کی ذمہ داریاں احادیث مجہولہ میں آئی ہیں۔

۱۔ بچے کیلئے اچھے نام رکھیں پہلے تو یہ کوئی ذمہ داری نہیں ذمہ داری اس کو کہا جاتا ہے جو کسی نہ کسی طرح بوجھ ہو بھاری محسوس کریں، مسلمان بچے کا نام شرکی نہیں ہونا چاہیئے، نبی کریمؐ صرف شرکی نام بدلتے تھے، اب تو علماء سے پوچھ کر خاص شرکی نام ہی رکھتے ہیں جیسے عبدالرسول، عبدالعلی، غلام عباس، غلام حسین، غلام مہدی، غلام علی جبکہ اللہ نے انسان کو صرف اللہ کا بندہ کہا ہے کوئی انسان رسول کا بندہ نہیں ہے چہ جائیکہ غیر رسول کا بندہ

ہوجائے۔

۲۔تعلیم سکھائیں،تعلیم سے مشنری یا نیم مشنری سکولوں میں پڑھانا مقصود ہے مولویوں سے بسم اللہ پڑھاتے ہیں باقی الف انار،اے ایپل،سے لے کر اللہ،قیامت اور شریعت سے انکار اور اہانت وجسارت کے علاوہ جنسیات،عشق،خرافات اور بت پرستی کو دین کے نام سے سکھاتے ہیں سابق زمانے میں سرکاری سکول میں صرف امور دنیا ہی سکھاتے تھے۔اب تو المصطفیٰ،المرتضیٰ کے نام سے علم پرستی،ذوالجناح پرستی،لڑکے لڑکیاں گھل مل کر ساتھ پڑھائی کرنے کیلئے بھاری بھرکم سکول بیگ اور ہاتھ میں انٹرنیٹ والا موبائل ساتھ دے کر سکول بھیجتے ہیں۔اساتید میں دین وایمان کی شرط نہیں ہوتی ہے،مسیحی استانیاں بھی ہوتی ہیں۔تعلیم سکھانا باپ کی ذمہ داری نہیں تعلیم حاصل کرنا اپنی ذمہ داری ہے۔

۳۔ان کا زواج کریں،معاف کریں میں نے کلمہ شادی نہیں لکھا،میں پہلے شادی کہتا تھا جب میری تیسری بیٹی کی رخصتی ہوئی تو معرفی والوں کی مداخلت سے سرپرستی سے ہٹا کر حاجی صادق نے چھین لی تھی۔اس وقت سے میں کلمہ شادی زبان پر لانے سے گریز کرتا ہوں۔ایک طرف سے کہتے ہیں لڑکا لڑکی خود ایک دوسرے کو پسند کرکے انتخاب کریں والدین کو یہ حق حاصل نہیں ہے تو دوسری طرف سے جہیز،ہار،صندوق بھر کے جوڑے اور ،ولیمہ والدین کی ذمہ داری بنادیتے ہیں۔

اولاد اور والدین میں ربط:۔

دنیا بھر کے انسانوں میں اولاد اور والدین میں ربط خالص مادی ہے،بے دین

گھرانوں میں چونکہ اللہ، رسولؐ، انبیاء، ایمان بمعا نہیں ہوتے تو ان کیلئے کوئی پریشانی نہیں ہوتی جبکہ مسلمان گھروں میں اس کے بچے داڑھی منڈوا کر بے دین سرگرمیوں میں ملوث ہوتے دیکھنا تو مصیبت ہوتی ہے۔ خالق انسان نے از خود تکوینًا والدین کے وجود کے اندر یہ حس ایجاد کی ہے۔ یہ اسکی ذات کا حصہ جزء و ٹکڑا ہیں۔ انسان جس طرح بھوک پیاس سردی گرمی میں اپنا دفاع کرتا ہے بچے کا بھی اسی طرح دفاع کرتے ہیں اس کیلئے بچے کی دیکھ بھال کی ہدایت کے اوپر سے آنے کی ضرورت نہیں بلکہ منع آجائے تب بھی والدین نہیں مانیں گے۔ جوان ہو جاتے ہیں مستقل ہو جاتے ہیں خاص کر بچوں کے باپ بن جاتے ہیں تو انکی گرائش کم ہو جاتی ہے اب والدین کیلئے صرف احترام باقی رہ جاتی ہے لیکن والدین اپنے بڑھاپے اور بے بسی سے مرنے کا انتظار کرتے ہیں کہ ہم نے اس دن کیلئے اس بچے سے لگاؤ رکھا تھا۔ کسی لڑکے نے دوسرے لڑکے سے پوچھا تمھارا باپ زندہ ہے تو اس نے کہا ہاں زندہ ہے لیکن میری خواہش ہے وہ طبعی موت نہ مریں بلکہ کسی کے ہاتھوں قتل ہو جائیں تا کہ مجھے ارث کے علاوہ دیت بھی مل جائے۔ خاص کر جن معاشروں میں مراسم فوتگی ہے اسے اپنی نظر میں رکھتے ہیں اوران کے ہر قسم کے نازنخرے برداشت کرتے ہیں انکی بے اعتنائی کو بھی برداشت کرتے ہیں لیکن قرآن کریم نے اس رابطے کو اولاد کے حد بلوغت تک رکھا ہے۔

۲۔ بالغ ہونے کے بعد دونوں کے درمیان کفالتی سرپرستی ختم ہو جاتی ہے اگلی ذمہ داری رشتہ داروں کے صلاح مشورے تو افق سے ہوگی، نیا رابطہ جاگزین ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے، ابراھیم نے باپ کو دین کی طرف دعوت دی (صافات ۸۵)

لیکن باپ نے نہیں مانا تو اللہ نے حکم دیا اس رابطہ کو توڑ دیں۔ وہ آیات جن میں والدین کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیا ہے صرف انکی ضرورت مادی حد تک ہے۔ ہمارے ساتھ اسکے برعکس ہوا انھوں نے ہم سے رابطہ توڑا ہے کیونکہ وہ مجھے غیر مسلم نہیں قرار دے سکتے کیونکہ میں نے کسی بھی اسلام کی شق کا انکار نہیں کیا ہے۔

بیوی بچوں کو باپ کی سرپرستی سے آزاد کرنے کی منصوبہ بندی معاشرے کو دین و شرافت واقدار سے آزاد کرانے کیلئے مغربی الحاد کا منصوبہ ہے۔ باپ اولاد پر سختی نہیں کر سکتے۔ میں نے قصص عرب ج ۴ ص ۳۹۹ سے نقل کریں۔

ہمارے اور بچوں اور برادرزادوں اور دامادوں کے درمیان اختلاف کا ریشہ کس انداز سے پیش کروں۔ ایک تحریر ادبی عقلی یا خطاب کی تلاش میں تھا۔ حالت کشمکش میں رہا کہیں برے نتائج کا سبب نہ بنیں کہیں میرے مخالفین کے لئے تمسکات نہ بن جائیں۔

''الحمدللہ من کان مع اللہ کان اللہ معہ'' کے تحت یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ بروز بدھ ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ کو صادر اخبار دنیا کے کالمی صفحات میں ایک کالم کا عنوان ہے ''منزل کی طرف پہلا قدم''

یہ کالم کالم نگار حبیب اکرام کا لکھا ہوا ہے وہاں دیکھیں میرے اور ہمارے پورے معاشرے کو درپیش مسائل کا حل اس کالم میں آیا کہ ہمارے ہاں گھروں اور معاشرے میں برائی کیسے پھیلتی ہے۔ ہمارے ملک میں روز افزوں مسائل بڑھتے جاتے ہیں لوگ خود کو روشن خیال اور کھلے خیالات سے آزاد و خود مختار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہیں بھی جائیں عقل و خرد دین و دیانت شریعت کی طرف گرائش کا فقدان نظر آتا ہے۔ اس کا واضح ثبوت

پرویز مشرف کے مقدمات کا فیصلہ آنے کے بعد اس کے خلاف بیانات ہیں۔

ا۔میرے اور میری اولادوں میں نفرت وکدورت ان کے خالہ زادوں کی صحبت بے دینی سے شروع ہوئی تعجب آور حیرت اور کی بات یہ ہے آج کل بے دینی والحاد کا ٹھیکہ سکولوں کالجوں میں اسکالرشپ پر پڑھنے والوں کو دیا ہے۔

۲۔بلتستان سے تعلق رکھنے والے قاسم، روح اللہ، حسن تقی وغیرہ ان سے خصوصی نشست رکھتے تھے، انھیں کیا سکھاتے معلوم نہیں۔ایک دن قاسم نے ہم سے کہا بچے کہتے ہیں کیا ہم بچے ہیں۔ادھرادھر نہ جائیں۔

تمیں ہزار ماہانہ میں خرچ کرتے تھے لیکن ان کی تربیت امتیاز، اعجاز، انور، قاسم، روح اللہ اور مہدی وغیرہ کرتے تھے۔ان کی عیاشی کا بجٹ ان کے محسن حاجی صادق دیتے تھے اور میں انکی طرف سے گھر کا چوکیدار بنا تھا، ابھی تک مجھ سے نافرمان، بے کار، ان پڑھ اور نادان چوکیدار جیسی بات کرتے ہیں۔میں نے انھیں کبھی نہیں کہا پڑھائی مت کرو، انگریزی مت سیکھو گرچہ مجھے یقین قانع تھا، میں یہاں یہ واضح کرتا چلوں کہ عالم دین سے لیکر جاہل مومن تک نے انگریزی سیکھنے سے منع نہیں کیا ہے، اس جملے میں فلسفہ ورموز ہے ایسا مجھے سکردو والے ڈاکٹر اشرف اور آغا عابد نے بقول ان کے مہدی سے نقل کر کے بتایا ہے علماء انگریزی سیکھنے سے منع کرتے ہیں یہ بڑا جھوٹ افتراء والی بات ہے یہ جملہ فعل خبیث وخیانت ہے جو سادہ عوام کو مغرب کے نزدیک مسلمانوں کو تنگ نظر دکھانے کیلئے کہتے ہیں، زبان سیکھنے میں کیا قباحت ہے یہ خیانت ابلیسی ہے، مسلمان صرف بے دینی کے خلاف بولتا ہے زبان میں کیا ہے زبان تو صرف زبان ہوتی ہے تعلیم نہیں ہوتی ہے۔اچھی

تعلیم کی خاطر بیٹے اور بیٹیوں کو غیر مرضی اللہ سکول، مہنگی فیس گاڑی و دیگر سہولیات فراہم کیں ماہانہ خرچہ تیس ہزار بنتا تھا اسی طرح گھر کا خرچہ الگ تھا۔ واہ میں سرکاری سکول میں پڑھایا، گھر خالی چھوڑا واہ میں کرائے پر مکان لیا، انکی پڑھائی کیلئے مصیبتیں جھیلیں۔ رائج تعلیم سیکھنے والے تنہا بے دین نہیں ہوتے بلکہ ملک وملت کا خزانہ لوٹنے فحاشی کا اڈہ چلانے، شراب و چرس کا کاروبار کرنے ملک کی دولت باہر بھیجنے اور ملحد و مسلم ساتھ چلنے کی تحریک چلانے والے ہوتے ہیں۔ کیا قاسم، حسن، تقی، آغا عابد، آغا روح اللہ جو دین سے چڑتے تھے کیا آج یہ لوگ خود بے دین نہیں ہیں؟ کیا ندیم اور کاچو امتیاز نے ایک ووٹ کیلئے تین کروڑ نہیں لئے، سکولوں میں یا علی مدد کو کون رواج دیتا ہے؟ کیا یہاں کے لوگوں کو پی پی کیلئے فروخت کون کرتے۔ [بقرہ ۲۳۳، مائدہ ۱۱۰، مریم ۳۲، والد، لقمان ۳۳، والدی ابراہیم ۴۱ نحل ۱۹، احقاف ۱۵، ۲۸، لقمان ۱۴، والدین بقرہ ۸۳، ۱۸۰، ۲۱۵، نساء ۳۶، ۳۵، انعام ۱۵۱]

میں نے انکی کوئی حق تلفی نہیں کی ہے، اگر اہانت وجسارت کی ہو تو بتائیں، میں بغیر کسی تردد ان سے معافی مانگوں گا، میں نے اپنی اولاد کی خاطر اپنی آخرت برباد نہیں کی اور نہ ہی کرونگا۔ میری اور ان کی مثال امام حسین کا وہ خطاب ہے جو آپ نے اہل کوفہ سے صبح عاشورا میں فرمایا ''میں تمہاری فریاد کو پہنچا تو تم اپنے اور میرے دشمن سے مل چکے تھے'' تم نے ہمارے خلاف جنگ کی آتش افروختہ کی۔ میری اولاد اور ان کے دوست اس آیت کا مصداق ہے ﴿أَ لَمْ تَرَ إِلَى الَّذينَ نافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوانِهِمُ الَّذينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ لا نُطيعُ فيكُمْ أَحَداً أَبَداً وَ إِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَ اللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكاذِبُونَ. حشر ۱۱﴾ آج دونوں ضد دین میں

میرے مخالف ہیں، دشمنی ونفرت صرف بدشکل باپ سے نہیں بلکہ اپنے دل میں دین سے نفرت کا ثبوت دیا، آج تم مصیبت میں ہو تمھارے دوست کہاں ہیں ۔میرے خلاف ان عزیزوں میں سے بعض کو علی آبا د والوں نے ورغلایا تھا کیونکہ انہیں بھی ذلیل کرنے کا موقع ملا۔بعض کو خاندان کے دوستوں نے کا چو کہا تھا،بعض کو قم اور کراچی میں علم دین کے نام سے دنیا چلانے والوں نے اپنے رحم وکرم پر چھوڑا۔

حقوق والدین واولاد:۔

اس وقت امۃ اسلامیہ کو جو مسائل درپیش ہیں وہ استعمار مغربی سے نہیں بلکہ استعمار داخلی سے ہیں بعض دین اسلام جیسا کہ قرآن میں آیا ہے خالص من عنداللہ تھے لہٰذا اوامر ونواہی جو قرآن میں ہے وہی واجب الاتباع تھے ،نبی کریم جیسا کہ آیات میں ہے آپ شارح ومبین قرآن تھے لیکن اسوقت قرآن کریم پر دفعات متعدد لگا کر اس کو اندرخانہ کر کے نبی کریم سے منسوب احادیث کو ناگزیر کیا ہے آپ ایمان باللہ ،ایمان بآخرت اقامہ صلاۃ صوم وحج زکوٰۃ ،تعلقات عامہ جیسے حقوق والدین واولاد،میاں بیوی سے لیکر ارحام اقرباء،ہمسایہ،برادر دینی تک احکام قرآنی کی جگہ احادیث مرسلات مقطوعات ضعیفات موضوعات خلاف قرآن ضد قرآن کو احکام متعارف کیا ہے۔

مسلمانوں کی بدبختی وبدقسمتی کا نقطہ آغاز کہاں سے ہوتا ہے اگر صداقت امانت داری سے لکھی ہوتو ہماری بدبختی کا آغاز مغرب کی تسلط سے نہیں بلکہ باطنیہ سے ملتا ہے باطنیہ نے قرآن جو کہ اللہ نے جبرائیل امین کے ذریعے محمد ص پر نازل کیا تھا ہر قسم کی گزند تحریف سے محفوظ رکھنا اپنے ذمہ رکھا تھا اس کتاب پر چند دفعات لگا کر نظروں سے ہٹایا اور

اسکی جگہ،اہلبیت ،اصحاب ،تابعین وتبع تابعین اسلاف ومتقدمین حاضرین میں جاگزین کیا حقوق والدین اوراولاد کے بارے میں وارد اکثرمنقولات قرآن وعقل دونوں کے خلاف ہے جس باطنیہ نے اللہ کی اطاعت کوکم رنگ ہلکا دیکھانے نیز والدین کوخوش کرنے کے لیے گرمایا ہے۔

ایک انوکھی حیرت انگیز فلسفہ تراشی فلسفہ سازی ہے اس پر مدلل بحث کرنے کی ضرورت ہے،جس طرح احبار یہود آیات تورات کوثمن قلیل ،حقیر مالیت کے لیے فروخت کرتے تھے علماء باطنیہ نے بھی احادیث سازی کی ہے منجملہ احادیث میں سے ایک عورتوں کی آزادی اولاد کے حقوق میں قصہ کہانیاں پیش کیں ہیں تا کہ مسلمانوں کو ذہنی کرب و اضطراب میں مصروف رکھا جائے ۔کسی انسان کوکسی کے اوپر بالادستی نہیں ہوتی ہے اللہ سبحانہ اپنے حقوق کو پامال کرنے ،لات مارنے والوں کوآزاد چھوڑتا ہے کیونکہ کوئی بھی طاغی اس کی مملکت سے فرارنہیں کرسکتا ہے ۔ہر چیز کی ایک معین مقدار وحدود ہوتی ہے کہ اس کی حدود میں ہو، نہ اس میں زیادہ پایا جانا احسن ہے نہ اس میں کمی ونقص پایا جانا حسن رکھتا ہے ۔نہج البلاغہ میں آیا ہے جس کے ذمہ حق عائد ہو اس پر بھی دوسروں کے ذمہ حق ہوتا ہے علی نے اپنے فرمان میں فرمایا میرا کچھ حقوق تمھارے ذمہ ہے جس طرح تمھارے حقوق میرے ذمہ ہے، جس طرح اللہ کے حقوق ہمارے ذمے ہیں اسی طرح بندوں کے حقوق اللہ پر ہیں اگر ہمیں خلق کرنے کے بعد ہماری ارزاق کا اہتمام نہ کیا ہوتا تو اللہ کے لیے ہمارے ذمہ حق عبادت واطاعت نہ ہوتا ہر ایک میں دقت وباریکی پائی جاتی ہے ۔بچہ جب پیدا ہوتا ہے اسکی تزریق وتربیت ماں باپ کی طبیعت اورغریزہ میں رکھا گیا ہے بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے تو وہ

دیکھتا ہے کہ ماں باپ کا اسپر کتنا الطاف وعنایت ہوتا ہے، والدین کے ذمہ جو حق ہے وہ قانون فطرت بغیر کسی ہدایت حکم کے ادا کرتا ہے لیکن جب اولاد جوان ہو جاتی ہے اور خود صاحب اولاد ہونا نظر آتا ہے اسوقت اسکے والدین ضعیف العمری مخلوق ناقص عاجز و دیکھتا ہے تو ان کو کراہت سے دیکھتا ہے یہاں انکی فطرت میں گرائش مادی ہے لہٰذا اللہ تعالی انکو اپنے بچپنے کی یاد دلاتے ہیں۔تمام ممکنہ احسانات نیک سلوک انکے ساتھ کریں اللہ کی حکمتی تعبیر دیکھیں نہیں فرمایا انکو کھانے پینے کا خرچہ دیں اچھے لباس کا اہتمام کریں بلکہ فرمایا ان سے نیک سلوک کریں جب وہ تیرے احسان کے محتاج ہوں قرآن کریم میں والدین کے بارے میں ہدایت نساء ۳۷،لقمان ۱۴،اسراء ۲۳ میں آیا ہے لہٰذا والدین پر اولاد کے لیے کوئی حقوق سوائے بچپنے میں پرورش اور کوئی نہیں آیا ہے الطاف الٰہی دیکھیں جو سب سے بڑی بات یہ ہے ان کی اہانت وجسارت نہیں کرنا ہے۔

حقوق والدین اور اولاد دونوں کے درمیان رشتہ قوی او ضعیف کا رشتہ ہے جس وقت اولاد ضعیف تھے والدین طاقت وقدرت میں تھے اس کی زحمتیں برداشت کی ہے، انسان نمک حلال محسنین کے احسانات یاد رکھتے ہیں۔جس دن تم محتاج مند تھے تو اس روزگار کو یاد کریں اللہ سبحانہ انسان کو والدین کے احسانات کی یاد اس لیے دلاتا ہے کہ اس میں اللہ کی نعمتوں کی یاد آجائے کیونکہ اس کو احساس ہی نہیں،اس کو احساس وادراک ہونا چاہیئے مجھے ماں کے شکم پھر باہر آکر ماں کے پستان میں رزق کا بندوبست کس نے کیا؟ وہ اللہ نے کیا ہے اگر یاد آجائیں تو پھر اللہ کی نعمتیں یاد آئیں گی۔لہٰذا اللہ اس طرف متوجہ کرتے ہیں ایک دن تم ان کے محتاج مند تھے،عرب جاہلیت تک میں اس کا ادراک تھا لیکن اب تو اس کا

کوئی اثر نظر نہیں آتا ہے۔غرض میری اولا داعزاء داماد، رشتہ دار میرے خلاف نہیں میرے دین کی ضد میں میرے ساتھ مخالفت برت رہے ہیں۔وہ مذہب پر ہیں اور مذہب با التفاق کل انسانوں کی ساخت ہے۔میرا دین اسلام ہے وہ اللہ کی ساخت ہے،جس سے مشنری سکولوں میں پڑھنے والوں کو چڑ رہتی ہے کیونکہ انہیں یہی ہدایت ہوتی ہے۔غرض میں یہاں واضح کرنا چاہتا ہوں میرے اولا دو داما دوں کا دین اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ان کو اسلام سے چڑ ہے اس لیے مجھ سے چڑ ہے۔

ماں کی جو سفارش آئی ہے سب زندگی دنیوی سے ہی متعلق ہے بچہ بالغ ہونے کے بعد ایک دوسرے کے ذمہ کوئی حق نہیں ہوتا ہے حقوق والدین کا جو تصور ہے جس کا معنی واضح نہیں کرتے ہیں عوق مادہ عق سے بنا ہے مقائیس ج ۴ ص ۴ ۱۰ پر آیا ہے خلیل نے کہا اصل العق الشق بچہ پیدا ہوتے وقت سر پر اگے بال کو عق کہتے ہیں چونکہ جلد کو شگاف کر کے نکلتے ہیں عق الرجل عن ابته ادا حلق راسه واو ذبح عنه شاه اس گوسفند کو عقیقہ کہتے ہیں باپ کی فطرت میں اولا دسے محبت ہوتی ہے لہذا محتاج ہدایت نہیں ہے کیونکہ بچہ قہر وغضب برداشت نہیں کرتا لیکن جونہی بالغ ہو جاتی ہے مخالفت شقاق پر اتر تے ہیں اس اختلاف کو عاق کہتے ہیں بچہ بڑے ہوتے ہی اس کے مطالبات میں ہر آئے دن اضافات ہوتے جاتے ہیں پورا نہ ہونے کی صورت میں اختلاف کرتے ہیں جو کہا جاتا ہے کہ اولاد کا عاق ہونا یہ بات کسی آیت میں یا سنت وسیرت حضرت میں نہیں آیا ہے باپ کی کوئی بددعا بھی نہیں لگتی ہے اصل دین چھوڑ کر مذاہب فاسدہ میں جاتے ہیں۔بقول ہمیں چار پیسہ ملتا ہے۔

عاق والدین یعنی والدین سے مخالفت، مخاصمت اپنی جگہ انواع و اقسام ہے ہر نوع کا حکم مختلف ہے۔

ا۔اختلاف، مخاصمت، مخالفت امور دنیوی اور دینی میں اپنی جگہ عقلی، شرعی، طبعی ہے۔

۲۔مخالفت امود دینی سے مربوط کا حل کسی دین شناس سے کرائیں، امور دنیوی کا حل دنیا شناس سے کرائیں، جو ضد کریں وہی فاسد سمجھا جائے۔یہاں اختلاف کا حل کوئی بھی غیر جانب دار تحلیل گر فیصلہ کرسکتا ہے نہ کر سکیں تو از روئے شریعت کوئی اشکال نہیں ہر ایک اپنی زندگی کا خود ذمہ دار ہے جو مخالف شریعت ہونگے وہی قصوروار ٹھہرائیں۔

۳۔مخالفت شرعی ہے دونوں میں سے ایک دین وشریعت کے دائرے سے خارج ہے جو داعی شریعت ہے اس کو اس سے الگ ہونا چاہیئے اگر فرزند داعی شریعت ہے اور والدین شریعت مخالف یا کسی مذہب باطل پر اکڑے ہیں۔اولاد ان سے الگ ہوجائیں والدین مسائل زندگی میں نیازمندی کے وقت تک از روئے شریعت ذمہ دار ہیں اس کے روزگار یا پڑھائی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

۴۔اگر اولاد نا خلف مخالف شریعت اسلام ہے تو اس کو الگ کر سکتے ہیں بلکہ کرنا چاہیں تو کریں، چنانچہ عصر معاصر میں عالمی الحادی تنظیمیں مسلمان والدین سے اولادوں کو کاٹنے پر تلے ہیں شاید بہت کم اولاد ہونگے جو دین اسلام پر قائم رہ سکے۔اولادوں کی عیاشی و بے دینی کے اخراجات بھی باپ پر ہیں۔

۵۔اولاد کو نفی ولد کرنا عقل وشرع دونوں میں نہیں آتا ہے اس کا کوئی تصور قرآن

کریم میں نہیں آیا ہے اگر کسی کے پاس کوئی واضح سند شرعی ہو تو بتائیں۔

ایک انوکھی حیرت انگیز فلسفہ تراشی فلسفہ سازی ہے اس پر مدلل بحث کرنے کی ضرورت ہے جس طرح احبار یہود نے آیات تورات کو ثمن قلیل حقیر مالیت کے لیے فروخت کرتے تھے علماء باطنیہ نے بھی احادیث سازی کی ہے مجملہ احادیث میں سے ایک عورتوں کی آزادی اولاد کے حقوق میں قصہ کہانیاں پیش کیا ہے تا کہ مسلمانوں کو ذہنی کرب و اضطراب میں مصروف رکھا ہے کسی انسان کے اوپر بالا دستی نہیں ہوتا ہے اللہ سبحانہ اپنے حقوق کو پامال کرنے لات مارنے والوں کو آزاد چھوڑنا ہے کیونکہ کوئی بھی طاغی اس کی مملکت سے فرار نہیں کرسکتا ہے ہر چیز کا مقدر ہوتا ہے اس حدود میں ہونہ اس میں زیادہ پایا جاتا ہے نہ اس میں کمی نقص پایا جاتا ہے نہج البلاغہ میں آیا ہے جس کے ذمہ حق عائد ہو اس پر بھی دوسروں کے ذمہ حق ہوتا ہے علی نے اپنے فرمان میں فرمایا میرا کچھ حقوق تمھارے ذمہ ہے جس طرح تمھارے حقوق میرے ذمہ ہے جس طرح اللہ کے حقوق ہمارے ذمے ہیں اسی طرح بندوں کے حقوق اللہ پر ہیں اگر ہمیں خلق کرنے کے بعد ہماری ارزاق کا اہتمام نہ کیا ہوتا تو اللہ کے لیے ہمارے ذمہ حق عبادت واطاعت نہ ہوتا ہر ایک میں دقت وباریکی پائی جاتی ہے بچہ جب پیدا ہوتا ہے اسکی تر زیق وتربیت ماں باپ کی طبیعت اور غریزہ میں رکھا گیا ہے بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ ماں باپ کا اسپر کتنا الطاف وعنایت ہوتا ہے والدین کے ذمہ جو حق ہے وہ قانون فطرت بغیر کسی ہدایت حکم کے ادا کرتا ہے لیکن جب اولاد جوان ہو جاتی ہے اور خود صاحب اولاد ہوتا نظر آتا ہے اسوقت اسکے والدین ضعیف العمری مخلوق ناقص عاجز دیکھتا ہے تو اسکو کراہت دیکھتا ہے یہاں انکی فطرت میں گرائش

مادی ہے لہذا اللہ تعالی انکو اپنے بچپنے کا یاد دلا تے ہیں تمام ممکنہ احسانات نیک سلوک انکے ساتھ کریں اللہ کی حکمتی تعبیر دیکھیں نہیں فرمایا انکو کھانے پینے کا خرچہ دیں اچھے لباس کا اہتمام کریں بلکہ فرمایا ان سے نیک سلوک کریں جب وہ تیرے احسان کے محتاج ہوں قرآن کریم میں والدین کے بارے میں ہدایت نساء ۳۷، لقمان ۱۴، اسراء ۲۳ میں آیا ہے لہذا والدین پر اولاد کے لیے کوئی حقوق سواری بچپنے میں پرورش اور کوئی آیا ہے الطاف الہی دیکھیں جو سب سے بڑی بات یہ ہے ان کی اہانت وجسارت نہ کرنا ہے۔

حقوق والدین دونوں کے درمیان رشتہ قوی اوضعیف کا رشتہ ہے جس وقت اولاد ضعیف تھے والدین طاقت وقدرت میں تھے اس کی زحمتیں برداشت کی ہے انسان نمک حلال محسنین کے احسانات یاد رکھتے ہیں جس دن تم محتاج مند تھے تو اس روزگار کو یاد کریں اللہ سبحانہ انسان کو والدین کے احسانات کی یاد اس لیے دلاتا ہے کہ اس میں اللہ کی نعمتوں کی یاد آجائے کیونکہ اس کو احساس ہی نہیں بلکہ احساس وادراک ہی مجھے ماں کے شکم پھر باہر آکر ماں کے پستان میں رزق کا بندوبست کس نے کیا وہ اللہ نے کیا ہے تو یاد آجائیں پھر اللہ کی نعمتیں یاد آئیں گی لہذا اللہ اس طرف متوجہ کرتے ہیں ایک دن تم ان کے محتاج مند تھے عرب جاہلیت میں اس کا ادراک تھے اب تو اس کا کوئی اثر نظر نہیں آتا ہے غرض میری اولاد اعزاء دوامد رشتہ دار میرے خلاف نہیں میرے دین کی ضد میں میرے ساتھ مخالفت برت رہے ہیں وہ مذہب پر ہے مذہب باالتفاق کل انسانوں ساخت ہے میرا دین اسلام ہے وہ اللہ کی ساخت ہے جس سے مشنری سکولوں میں پڑھنے والوں کو چڑھ رہتی ہے یہی ہدایت ہوتی ہے۔غرض میں یہاں واضح کرنا چاہتا ہوں میرے اولا دوامداد کا دین اسلام

سے کوئی رشتہ نہیں ان کو اسلام سے چڑ ہے جسے انہیں اس لیے مجھ سے چڑ ہے۔

شرف الدین کے گھر میں جہاد وقتال:۔

قرآن کریم میں اقامہ صلاۃ، ایتاء زکوۃ، صوم رمضان، حج بیت اللہ کے بعد جہاد کا حکم ہے جہاد یعنی انتھک اور نا قابل برداشت زحمتیں اٹھانے کو کہتے ہیں، اس میں ہجرت، اعلان حق، انفاق وغیرہ آتا ہے، اسلام کی سربلندی کیلئے کئے جانے والے اقدامات کیلئے کلمہ جہاد آیا ہے کبھی قتال کے معنوں میں بھی کلمہ جہاد آیا ہے جبکہ قتال کا حکم خاص اسلحہ سے لڑنے کیلئے استعمال ہوا ہے ۱۲ بار آیا ہے، کلمہ دو طرف سے ہوتا ہے ، عام طور پر قرآن میں جہاد کو مومن کی شناخت قرار دیا ہے قتال کو نہیں کیونکہ قتال کفر و الحاد و بے منطق و بے دلیل والوں کی شناخت رہا ہے اسلام نے دفاع کہا ہے جبکہ جہاد دلیل و برہان سے مقابلہ کرنے کو کہا ہے۔ قتال صرف صاحبان قدرت وطاقت کے حوالے سے حد نا بالغی سے تجاوز کرنے والوں پر واجب ہوتا ہے جبکہ جہاد ہر فرد ضعیف و کمزور و نادار بوڑھے بوڑھی سب پر واجب ہوتا ہے، ہر ایک پر حصہ بقدر جثہ واجب ہوتا ہے لہٰذا میرے اوپر قتال پہلے دن سے واجب نہیں تھا کیونکہ آج کل قتال کا اسلحہ کے بغیر امکان نہیں آج سے بیس سال پہلے جس وقت گھروں اور گلیوں میں لوگوں کو مار رہے تھے سب نے ہمیں مشورہ دیا آپ اپنے ساتھ اسلحہ رکھیں، امام جماعت بھی سجادہ کے نیچے اسلحہ رکھتے تھے، میں نے بھی ایک لائسنس والا اسلحہ خریدا، سوچا اس کو صندوق میں رکھوں گا تو صندوق سے نکالنے سے پہلے مارنے والے مار کے جائیں گے، جیب میں یا باہر طاق میں رکھوں تو بچے کھیلیں گے ایک دوسرے کو مار سکتے ہیں، پانچ چھ مہینے بعد متعلقہ جگہ واپس کیا چھ مہینے رکھنے کے بعد چلانا نہیں سیکھ سکا تو

کہاں قتال میں جاؤں گا؟ اس لئے میں نے کبھی تقریر و تحریر میں انقلابی کا عنصر پیش نہیں کیا، جنگ جوئی کا درس نہیں دیا تو میں نے جہاد بادلیل کو اپنایا، جہاد کی قسموں میں سے اہم اور کامیاب جہاد دلیل میں ہوتا ہے دشمن دور رہتا ہے، جہاد دلیل والے کی کامیابی کی یقین دہانی کرائی گئی ہے ﴿هُوَ الَّذِى أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ..توبه. ۳۳﴾ ﴿هُوَ الَّذِى أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ..فتح. ۲۸﴾ جس کے پاس اپنے مدعاء کیلئے دلیل ہو کبھی ہار نہیں سکتا ہے خواہ کتنا ہی عظیم فیلسوف نابغہ دہر ہی کیوں نہ ہو لڑنے والے نئے مجاہد کیوں نہ ہوں مجاہد عظیم فیلسوف افراد قوت والے ابر بہ ہندوستان و چین جیسے کیوں نہ ہوں دلیل والے نئے مجاہد بھی جیت جاتے ہیں، جس کے پاس دلیل نہ ہو وہ ڈرپوک ہوتا ہے چنانچہ دنیائے کفر و شرک ملحد ہندوستان، چین، روس اور برطانیہ تک ایک سورہ قرآن کریم کی تشریح و توضیح ٹی وی پر دینے سے ڈرتے ہیں، کافر و ملحد ضرور اسلحہ سے صرف ڈرا دھمکا کے رکھتے ہیں عالمی طاقتیں اس وقت الحادی مشن چلا رہی ہیں، الحادیوں کا کہنا ہے ہمیں اللہ نظر نہیں آتا ہے صرف یہی چلاتے ہیں لہٰذا الحاد ثابت کرنے سے عاجز ہی رہتے ہیں ۔ اللہ کے فضل سے میرے پاس دلائل کی توضیح المسائل بے سند نہیں تھی، احادیث بحار و کلینی کے مرسلات، مقطوعات نہیں تھے مفاتیح الجنان کی شرکیات محدث قمی بھی نہیں تھیں جسے ہماری اہلیہ صبح و شام چھوڑتی نہیں شاید کہیں میری ضد میں ہو مجھے تنگ کرنے کیلئے پڑھتی ہے، ہمارے پاس یہ اسلحہ نہیں، اللہ کی طرف سے جبرئیل کا لایا ہوا قرآن ہی رہا، جس دن سے پتہ چلا قرآن کریم اسلحہ قتال بو اطل، قتال خرافات اور خزعبلات ہے تو میں جہاد

قرآنی کی تربیت لیتا رہا، یہ میرے استاد جلیل مطعون حوزہ آغائے محمد صادقی تہرانی نے مجھے بتایا اسلحہ حدیث کسی کام کا نہیں یہ بچوں کے ہاتھ میں پلاسٹک کے پستول جیسا ہے تو میں نے اس کو جمع تو کیا لیکن استعمال کم کیا لیکن اللہ کا فضل قرآن کے طفیل میں احادیث کی جمع میں خیانت کاری، قرآن پر دفعات پر دفعات لگا کر احادیث کا سمندر بنانے کی سازش کا بھی علم ہوا یہ وہی سازش ہے جو شاول بولیس نے کی تھی۔ اللہ کے فضل سے مجھے سلاح قرآن سے دلیل جہاد کرنے کی ہمت و حوصلہ عطا ہوا، میرے گھر والے میرے داماد، برادرزادگان مجھے خرافات خاص کر شرکیات و عیاشیات سے اہانات و تحقیرات کے تیر مارتے تھے ان کو شیطان نے ورغلایا تھا مجھے اللہ نے وعدہ نصرت دیا ہے۔ وہ نظرات کراہت کے اسلحہ سے مارتے ہیں، میرے نظریات پوچھنے سے خائف ہیں کہ کہیں میرا منہ نہ کھلے، ایک مرتبہ یہ سب رشتہ دار کسی مناسبت سے جمع تھے لیکن خاموش تھے میں نے کہا میرے خلاف تو نہیں بول رہے، ایک صاحب اٹھ کر میرے پاس آئے اور کہا آپ کچھ بولیں تو میں نے کہا اگر منہ کھولیں تو آپ کے عقائد خرافات جل جائینگے۔

انسان اولاد سے جوانی میں احترام و تکریم بڑھاپے میں دیکھ بھال کرنے کے بعد جنازے کی عزت اور طلب مغفرت کرنے کی امیدیں رکھتے ہیں جب حیات میں یہ چیزیں دیکھنے میں نہیں آئی ہیں تو تجہیز و تکفین بڑی رونق والے کریں گے کی امید کیوں رکھیں فرض کریں جنازے کے ساتھ وہی اہانت آمیز رویہ جاری رکھا تو خسارے کا خسارہ ہوگا، جنازے کی تکفین تدفین و مشیعین کا جم غفیر اعزاء و اقرباء کی گریہ وزاری کسی انسان کے گناہوں کی بخشش کا سبب نہیں بنتی ﴿يَوْمَ لا يَنْفَعُ مالٌ وَ لا بَنُونَ ..شعراء.۸۸﴾

جہاں تک طلب مغفرت کی بات ہے تو زندوں کی چیخ وفریاد، دکھاوا اور جنازوں سے دھرنا کرنے سے اللہ نہیں ڈرتے یہ زیادہ تر ریا کاری ہی ہوتی ہے، یہ خود ان کی بدنامی دھلنے کا صابن ہوتا ہے۔ مغفرت صرف اللہ کے ارادہ ومشیت سے ہوتی ہے یہ جو احادیث گھڑی ہیں کہ لڑکے جنت کے دروازے پر والدین کا انتظار کرتے ہیں ہم اپنے والدین کے بغیر جنت نہیں جائیں گے، دین سے الگ اور بے دخل کرنے کیلئے گھڑی ہیں، کیا میں آیات قرآن کریم کے خلاف گھڑی شام کے اخباروں جیسی احادیث پر بھروسہ کر کے ان کو مزید وقت دوں اور مجھے دبائیں، فرض کریں اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو کیا میں دنیوی عزت کے علاوہ مغفرت سے بھی محروم ہو جاؤں، یہ تو حسرت دنیا وآخرت ہوگی۔ میری ایک عمر دوسروں کے کہنے میں آکر ذلیل وخواری میں گزرنا پڑی۔ میری تالیفات اور میری کتب سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ اللہ سجانہ نے فرمایا "لا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ" فرمایا "زیادہ ظلم سہنے والے بھی جہنم جائیں گے" نام نہاد علم دین پڑھنے والے باقر، سعید، طیبہ، معصومہ صادق کے ساتھ روح اللہ، مہدی، کوثر، بتول، داماد روح اللہ، عابد، نثار نے میری کتابوں کو کچرا کو برقرار دے کر ہاتھ لگانے سے احتیاط کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بعض نے شبیر وعمار کو گواہ رکھ کر اعلان برأت کیا۔

۲۔ جب انہوں نے مجھ سے اعلان برأت کیا تو مجھے کونسی آیت کریمہ مانع ہے ان سے برأت نہ کروں۔ "ولهم اعمالهم ولی اعمالی انهم برو امنی من و انا ابرؤ ء منهم لی عملی ولهم اعمالهم"

انہوں نے اسماعیلیوں کو خوش کرنے کیلئے ہم سے برأت کی ہے میں اللہ کو خوش

کرنے کیلئے ان سے برأت کا خواہاں ہوں۔

قادیانی اور آغا خانی دونوں نے میرے گھر پر سرمایہ لگایا تا کہ کم سے کم ان کے بچوں کو دین اسلام کے اصول وفروع سے جاہل ولاتعلق بنائیں اور شرف الدین سے چہرہ عبوس بنائیں، ان کو عیاش بنایا۔ میں جب واہ میں تھا ان کی عیاشی کی خبریں سنکر ایک خط بھیجا کہ عیاشی مت کرو، دین اور عیاشی دونوں جمع نہیں ہوسکتیں۔ لیکن جن علوم کو ان عزیزوں نے پڑھا تھا جن لوگوں نے ان علوم کا نصاب بنایا تھا وہ دین کے خلاف بنایا تھا وہ ان علوم سے کماتے تھے۔ خلفاء بنی عباس کے اداروں میں منشی بچوں کے استاد بنے تھے لہٰذا انہوں نے دین کو چھیڑا نہیں، دینی کتب چھونے سے گریز کیا احتیاط کیا لہٰذا آج میرے قم میں تعلیم کے نام مقیمین کو دین کے بارے میں کچھ بھی نہیں آتا ہے، ان کے فاضلوں اور فاضلات کو مجتہدین کے خلاف قرآن فتاویٰ آتے ہیں۔ ان کو صرف عیاشی آتی ہے سابق زمانے میں اس علم کو پڑھنے والے کو ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ علماء اپنے بچوں کو اس شعبہ میں نہیں لاتے تھے، لیکن سعید اور باقر کے خاندان کے آب دہان باہر آنا شروع ہوئے، وہ بھی مفت خوری سکھانے، دروغ گوئی سکھانے وہاں پہنچے ہیں۔ یہاں ایک وضاحت دینا چاہتا ہوں کہ میں اپنے گھر کے مسائل میں کیوں ان کو شامل کرتا ہوں، یقیناً ہر کسی کو نہیں متعلقہ افراد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کی وجہ پوچھیں۔ عرض کیا ہر ایک نہیں اس لئے ہر ایک کو ہر مسئلے میں دخل کرنے کا حق حاصل ہے نہیں تو آپ ان کے مسائل میں دخل کیوں کرتے ہیں۔

۲۔ مجھے یہ حق عقلی، قانونی، شرعی حاصل نہیں کہ یہاں ہندو، مسیحی، بدھ

مت، قادیانی یا آغاخانی کیوں رہتے ہیں، یہ حق مجھے حاصل نہیں لہٰذا ہم نے کبھی آغاخانیوں کے خلاف تقریر نہیں کی نہ اشتہار دیا مجھے ان کے بندوں نے صرف اس لئے طعن و جسارت کا نشانہ بنایا کہ میں کیوں خرافات کے خلاف بولتا ہوں لکھتا ہوں، لوگوں کو قرآن کی طرف دعوت دی تو کہنے لگے "عمری حدیث کساء کے خلاف بولا اس لئے شیعہ سے خارج ہے" جن جن کو مذہب کا جز نہیں سمجھا انہوں نے میری ہر جگہ مخالفت کی۔ میری مزاحمت اجتماعی نہیں، ان لوگوں نے بلتستان میں "یا علی مدد" نہ کہنے والے سکول کے ٹیچر کو ہٹایا، میری کتابوں کو کتاب فروشوں کو رکھنے سے روکا۔

قارئین کرام بعض قارئین کی اس نقد پر توجہ نہ دیں جو ان صفحات کو پڑھنے کے بعد یہ کہیں گے کہ علی شرف الدین کے خاندان کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے کیونکہ جو کام پوری ملت نہیں کر سکی وہ کام اس کے بنین و بنات نے کر کے دکھایا ہے یہ عزیزان قابل داد و تحسین ہیں انعام و شاباش کے مستحق ہیں انہوں نے شرف الدین کو ذلیل و خوار کیا ہے اب وہ گھر سے بھی نہیں نکل سکتا ہے۔ ان کی کتابیں اگر باقر عالم دین فاضل ارشد حوزہ آغا محمد سعید، فاضلہ جامعہ زہرا کی سند یافتہ، آغا نثار حسین، شاعر بلتستان آغا محمد صادق، آغا عابد، آغا روح اللہ، فاضلہ دکتورہ قم، دختران فاضلہ کمپیوٹر، محمد روح اللہ اور مہدی نہیں پڑھیں گے تو پھر کون پڑھے گا یہ بات صدق و صداقت کے عین مطابق ہے امیر المومنین علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں جس شخص کو گھر والوں نے ذلیل کیا ہو وہ زیادہ ذلیل کہلانے کا مستحق ہے۔

قارئین کرام ہماری بھی عرائض سنیں ہم بھی کچھ چیزوں میں منفرد ہیں اگر قوم کو چاہیئے صادر کر سکتا ہوں۔

اگر ہماری قوم روٹی کپڑا اور مکان کے مسائل میں مصروف رکھنے میں بھٹو، زرداری اور بلاول کے کردار کو نہیں بھلا سکتی ہے چنانچہ سابق وزیر اعلیٰ گلگت بلتستان مہدی بار بار قوم کو نعمت اللہ کا کفران بھٹو خاندان کی شکر گزاری کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ بلتستان کو بھٹو خاندان کے احسانات کو نہیں بھولنا چاہیئے ۔ بے روزگاری بڑھانے میں قوم نواز شریف کے کردار کو نہیں بھول سکتی ۔ بے روزگاری میں لنگر لگا کر کھانا دینے میں عمران خان کے کردار کو نہیں بھول سکتی ۔ مفت خوروں کی تعداد میں اگر کوئی خاندان ہمارے سامنے آئے تو میرے خاندان کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے ۔ میرے خاندان میں میں اور میری اہلیہ اور آٹھ اولادوں اور دامادوں سمیت میرے مرحوم بھائی کی پانچ اولاد، ان کے داماد مسلسل مفت خوری کی تربیت حاصل کر رہے ہیں با قائدہ تربیت لینے میں مصروف ہیں اگر گھر میں بیٹھ کر نیٹ پر ہدایات لینا چاہتے ہیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے نسخہ آسان ہے صرف دعویٰ سادات کریں یا دعویٰ عالم دین کریں اس میں کوئی مشکل نہیں ۔

خاندان ملک کیسے ویرانوں میں بدل جاتے ہیں۔

بعض تحالیل وتجزیات غیر محققانہ بلکہ خائنانہ تحالیل کرتے ہیں، کبھی علل واسباب دور لیجاتے ہیں تا کہ اصلی راستہ گم کردیں قریب کو نظر انداز کرتے ہیں ۔ کبھی علل قریب کو گردانتے ہیں اصل محرکین کو نظر انداز کرتے ہیں ۔ یہ لوگ دانستہ طور پر کرتے ہیں جاہلانہ تفسیر کرتے ہیں بعض اسباب حقیقی کو چھپانے کیلئے غیر حقیقی کو پیش کرتے ہیں، کبھی انسان اپنے قریب کو دشمن سمجھتا ہے دشمن کو دوست سمجھتے ہیں کبھی باہر آ کے کرتے ہیں کبھی اندر والے باہر والوں کو بلاتے ہیں، جو بھی حملہ آور ہمیشہ کھلے دروازے سے داخل ہوتے ہیں کیونکہ

یہاں کوئی پہرے دار نہیں ہوتے ہیں اس کو عرف عام میں کمزوری کہتے ہیں۔ آدم صفی اللہ جب مسجود ملائکہ قرار پایا تو ابلیس پریشان ہو گیا کہ میں کیوں نہیں ہوا حالانکہ آدم سے عمر میں بڑا ہوں، ہمیشہ حسد قریب والے ہی کرتے ہیں اس نے سوچا آدم کو کیسے گمراہ کریں؟ کسی کو گمراہ کرنے کیلئے اس کے اندر موجود کمزوریوں کے دروازے سے داخل ہوتے ہیں۔ اس انسان کے اندر کیا ضعف و کمزوری پایا جاتے ہیں۔ اس کو معلوم ہوا آدم کا دل چاہتا ہے کہ یہاں ہمیشہ رہیں۔ یہاں تمام سہولتیں فراواں ہیں کمی نہیں ان کو خوف لاحق ہوا کہیں یہاں سے نہ نکالیں۔ ابلیس کو پتہ چلا آدم کو پریشانی یہاں سے نکلنے کا ہے اس نے کہا آپ کی اس پریشانی کا حل میرے پاس ہے وہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہاں ایک پھل ہے وہ کھانے والے ہمیشہ یہاں رہتے ہیں مرتے نہیں۔ آدم خوش ہو گئے دونوں میاں بیوی نے تناول کیا، پھر زوال شروع ہوا تو رونے لگے، انسان کو گمراہ کرنے کے بعد ابلیس دور ہو جاتا ہے وہ طعنہ دیتا ہے آخر میں اللہ کی ہدایت کو ٹھوکر مارنے والے کو رونا ہی ہوتا ہے۔

۲۔ ایران سے چند لوگ مجوس صلیبی مدینہ گئے کہ خاندان نبوت کے جوانوں سے ملیں، ہر ایک کی خواہش تمناؤں کا اندازہ لگایا، امام صادق کے چار فرزند تھے ایک بڑا لڑکا اچھے کھانے، اچھے لباس کے خواہاں تھے، انہوں نے انہیں تیار کیا آخر میں شراب نوشی کا عادی بنایا۔

دور سلطنت عباسی میں صوبوں میں خود مختاری استقلال کی طمع دیا یہاں تک خلافت کی بساط الٹی۔ جتنے بھی غیر ملکی مداخلت ارباب اقتدار والوں کی کمزوری سے آئی ہے انسانوں کے اندر تین قسم کے کمزور ہوتے ہیں۔

ا۔خود عیاشی کا عادی بنائیں، صاحب وسائل بنائیں، آج کل جو پاکستان کے علماء کا نظریہ بنا ہے مولوی کی زندگی محترم ہونی چاہیئے آیت قرآن سے نہیں بنی ہے؟ نبیؐ کریم کی سیرت طیبہ سے نہیں بنی ہے؟

۲۔حب نساء کی کمزوری دیکھیں اس راستے سے آئے۔

۳۔حب اولاد کے راستے گمراہ کرتے ہیں۔

ہم ہر حوالے سے کمزور تھے لیکن کسی بھی کمزوری کو پورا کرنے کے خواہاں نہیں تھے چونکہ مجھے پہلے سے سرمایہ داروں سے نفرت تھی لہٰذا احتیاط کرتے تھے۔بچوں کو دیکھا کہ ہر ایک اپنے آپ مغرور فلسفہ حیات کو عیاشی میں نظر آتے تھے، باقر پریشان، محمد سعید پریشان، روح اللہ اور مہدی پریشان تھے۔ان کی پریشانیں دگنا ہو گئیں خود پھنس گئے۔

ہم نے نظام زواج جاہلیت قدیم وجدید ونفاق کی جگہ قرآن اور سیرت عملی رسول اللہ کو جاگزیں کرنے کی خاطر فاضل خوانسا روقم آغائے محمد سعید سے مدد مانگی جواب ضد میں دیا، فلسفہ وعرفان کی فارغتہ کیلئے اسلام سے اقتباس کارڈ بنانے کیلئے تین مہینے لگا کر بنایا ہے آنکھ کھول کر نہیں دیکھیں، مجھے اپنی ملنے والی چیزیں جہیز وغیرہ ملنا چاہیئے، ہم نے نہیں دیا اپنی سادات میں مغرور آغا علی عباس اور محمد سعید کے دل میں جہیز نہ ملنا ناسور بن گیا۔دوسری لڑکی کیلئے اسلامی زواج پر ایک کتاب کارڈ بنایا ہماری عزت داو پے لگی۔بلکہ سب کے منہ سے اسلام نکلنے سے احتیاط برتتے ہیں۔

بے دین اولاد کا انجام آوارگی:۔

کائنات مکون کی نیازمند ہے نظم کائنات اس پر برھان ساطعہ ہے۔عناصر

کائنات ذرہ، مجرہ، خلیات، نباتات سے حیوانات انسانوں کے اعضاء عضلات اپنے اندر ایک نظام سے قائم ہے کائنات کے دوسرے مخلوقات سے بھی منظوم ہیں اس بارے کہتے ہیں، آسمان وزمین عدل سے قائم ہیں حشرات سے لیکر انسانوں تک ایک نظام سے منسلک ہیں ہر ایک دوسرے سے مربوط ہے، اسی لئے فلاسفہ کہتے ہیں انسان مدنی الطبع ہے۔

حیوانات پرندوں انواع اقسام ملائین سے زیادہ تعداد بتاتے ہیں ان میں سے بعض بچہ جنم دے کر فرار ہو جاتے ہیں وہ ماں کو نہیں دیکھتا ہے جس طرح عصر ارتقاء میں بہت سے نومولود کھیتوں، کچروں میں چھوڑ کر فرار ہوتی ہیں یہی عورتیں ۱۴ فروری اور ۸ مارچ مناتی ہیں۔ کہتے ہیں ایسی اولادوں کے عواقب خطرناک ہوتے ہیں بلکہ ملت کیلئے باعث قاصفہ صاعقہ ہوتے ہیں۔ بعض نومولود چند گھنٹوں، بعض چند دن، بعض چند مہینے تک کفالت مادری میں رہ کر آزاد ہو جاتے ہیں۔ لیکن انسان سب سے زیادہ وقت محتاج کفالت رہتا ہے۔ حیوانات میں کفالت صرف ماں کی ہوتی ہے جبکہ انسانوں میں کفالت ماں باپ دونوں کی ذمہ داری ہوتی ہے، خوراک و دیگر ضروریات زندگی باپ کی ہوتی ہے، دیکھ بھال دودھ ماں دیتی ہے لیکن باپ کے کردار کو بھول جاتے ہیں باپ کے حق میں عنود کفور ہوتے ہیں، جس طرح بڑے ہونے کے بعد رازق حقیقی کو بھول جاتے ہیں، اسی لئے تنہا ہم نہیں بلکہ جب سے مغرب نے یہاں مشنری سکول کھولا ہے مسلمان بچوں کو گمراہ کرنا شروع کیا ہے اس وقت سے مسلمان والدین اس تعلیم سے نفرت کرنا شروع کیا تھا صدقات دہندوں کو کرم فرما سمجھ کر کفران خالق، مزاحم دین ہو جاتے ہیں جب تک مولود بستر پر کروٹ لینے خارج فضلات اپنی خوابگاہ پر کرتے ہیں غذا کے بھی محتاج ہیں ان حالات میں انتہائی مہربان شفقت کی نیاز

مند رہتا ہے اس لئے اللہ نے اس دور کو ماں کے حوالے کیا ہے، یعنی دور حیوانی کو ماں کے حوالے کیا ہے۔ جب وہ چار پانچ سال کا ہو جاتے ہیں غذا از خود کھا سکتے ہیں رفع حاجت کیلئے بیت الخلاء خود جا سکتے ہیں غذا جسمانی کے ساتھ غذا روحانی باپ دیتا ہے کے نیاز مند ہوتا ہے اس وقت ماں کی کفالت سے نکل جاتے ہیں باہر باپ کی نگاہ ہدایت و نگرانی میں جاتے ہیں اب اس کی تعلیمات بیرون خانہ ہو جاتے ہیں، باپ ہی اس کا غذائی ذمہ داریوں کے علاوہ روحانی غذاؤں کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں، یہ ذمہ داری حد بلوغ تک رہتی ہے۔

جس طرح چھوٹی عمر میں ماں اپنی محبت میں بچے کو لذیذ خوری کا عادی بناتے ہیں یعنی اس کے کھانے پینے پر زیادہ توجہ دیتی ہے جس سے بچہ کے حیوانی پہلو کو تقویت ملتی ہے، روحانی شرافت مندی، کرامت والا پہلو کم مردہ ہو جاتا ہے دیکھنے میں خوبصورت نظر آتا ہے اندر سے کرامت انسانی ہوتا نظر نہیں آتا۔ ہم ان کی پڑھائی کا بوجھ برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے واہ کینٹ گئے کیونکہ یہاں میرا ادارہ بند ہو گیا تھا، پرائیویٹ سکول کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تھے صرف ان چار بچوں کے ماہانہ اخراجات بیس ہزار بنتے تھے لہٰذا واہ گئے ہائی سکول میں داخل کیا خود انہی کی زبان سے نکلی باتوں سے پتہ چلا ایک قادیانی لڑکے سے اس کے تعلقات ہوئے تھے اس نے اس کو گمراہ کئے ہوئے تھا کہ جتنا ہو سکے بغاوت کریں غرض دسویں پاس کرنے کے بعد کراچی آئے کالج میں داخل کیا تو یہاں بھی اس لڑکے کے حلقے سے ان کا رابطہ رہا ان کی نشست و برخاست فاسدین سے بڑھتا اور صالحین سے کٹتا گیا۔ میں پہلے دن سے دین دے کر پڑھائی کرنے کا مخالف ہی تھا، بچے بالغ ہونے تک باپ کی کفالت شرعی میں ہوتے ہیں اس کی پڑھائی خاص کر فسادِ دین کی پڑھائی میں

تعاون ہمارے لئے گناہ میں تعاون تھا جس کی قرآن میں منع آیا ہے اس لئے ان سے کہا پرائیویٹ پڑھائی کریں۔ ہوٹلوں میں نہ کھائیں نہیں مانا تعلیم میں بھی غلاظت خوری ہی کو ترجیح دیئے، دین کے خلاف میری ضد والی پڑھائی کی پڑھائی میں کامیابی حاصل کی فائدہ لینے میں وہ ناکام ہوگئے تھے میں نہ ان کی ہدایت کیلئے دعا گو تھا چونکہ کسی کو دعاء سے کوئی ہدایت نہیں ہوتی نہ ان کی ناکامی کیلئے بد دعاء کی کیونکہ یہ تصورات شان الوہیت خداوندی میں دخالت تصور کرتا تھا، گرچہ فرقہ دعا فروش اس قسم کی دعاؤں سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ یہ اللہ سبحانہ کا فیصلہ تھا ہر آئے دن میری ضد میں ضد دین حد سے بڑھتی گئی، البتہ نماز روزہ تو رکھتے تھے لیکن پورا دن نیٹ پر ہی ہوتے تھے۔ دوسرے بیٹے کا کسی سے رابطہ تھا میرے خلاف مخبری کے عوض میں ان کو نوکری کا وعدہ دے کر دین کی مخالفت کرائی، آج دونوں دین کے ساتھ دنیا سے بھی گئے ہیں۔ یہ تجزیہ نہیں ہو سکا اتنا عیش دنیا سے لگاؤ حیوانیت سے لگاؤ، دین سے جداؤ ہی ہوتا ہے، آپ کو علوم دنیا والوں اور دینی والوں میں مقابلہ شروع ہوگا سب کا مقصد عیش ہی ہے۔ ہم اللہ کے فضل سے ان کے شرورات سے محفوظ رہے۔

۲۔ ان کے بڑے سے نیچے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ہاتھ نیٹ تھامے ہوں باپ اولا دوں سب اسلام کے اصول وفروع بھلا کر سوائے رسمی نماز روزہ کے علاوہ دین کی کسی شق پر عمل پیرا نہیں بلکہ جانتے بھی نہیں ہے۔

۳۔ اکثر اپنی بہنوں، ماؤں، بھائیوں کے حقوق کا غاصب قابض ہیں جیسے خاندان ابوجہل اپنی بہنوں کے وارثین کو حق روک رکھا ہے وہ اس سلسلے نام نہاد حاکم شرع

بننے والے ضامن، محمد سعید کو مال میں چونگی دے کر جان چھڑا تے ہیں۔

۴۔ جب سے میری خرافات در دین کا جہاد دعوتی شروع ہوا ہے فرقہ باطنیہ سے ان کو میرے مقابلہ مزاحمت کراہت نفرت کے عوض میں بہت رقم دی جاتی ہے۔ جیسے حاجی صادق پرکی۔۔۔ کوڑی وغیرہ نمیدانم واضح ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے دعویٰ بلا گواہ نہیں کر سکتا ہوں۔

۵۔ یہ لوگ دین میں ایک خط سرخ پر رکے ہوئے جو شرف الدین بولتا ہے لکھا ہے اس کے خلاف کرنا ہے لہٰذا ان کی نسلوں میں دین وایمان آنے کی امید نہیں ہے۔ یہ میرے مشاہدات تاثرات ہیں اگر غلط ہے تو بتائیں مجھ سے عناد دشمنی اگر دین کی بنیاد پر نہ ہوتے تو ہم بخشا بھی سکتے تھے لہٰذا میں نے ان کی حرکات وسکنات کا خود مشاہدہ کیا ہے، جس طرح وہ پہلے مجھے بلا تحقیق برأت کیا ہے باپ بیٹے رشتہ داران میں دین نہیں ہے تاکہ یہ فاسق، جائر، خائن، کاذب، تارک واجبات اور حرام خور سب کے ساتھ تعلقات یکساں رکھیں، قرآن میں رشتہ داروں کا جو حکم ہے وہ دیندار رشتہ داروں سے مشروط ہے، پھر بھی باپ بیٹے میں دین میں رشتہ داری کا پاس رکھنے کا حکم ہے رشتہ دار کے تحت دین نہیں اپنانا ہے۔ ارث کو اللہ نے قانون اسلام رسمی پر رکھا ہے لہٰذا اس میں مداخلت نہیں کرتا ہوں۔

ان کو کھلانے والوں نے ان سے کہا بھر پور طریقہ سے طغیانی سرکشی نافرمانی دکھائیں کوئی بھی بات نہیں سنی ہے اور نہ مانی ہے، وہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں کیا کریں گے۔ میں بھی یہی بات کروں گا وہ میرا کیا کریں گے، چھت گرا کر یا گلہ دبا کر ماریں گے؟ اور کیا کر سکیں گے۔

میں اور میرے بھائیوں کو ماں کے ارث سے محروم کرنے کی ڈرامہ سازی:

اس ڈرامے کا مفکر کون تھے؟ معلوم کرنے کیلئے وقت لگے گا اما اس کا قہرمان میرے پروردہ عزیز بیٹی کا شوہر، درس شعوبی میں اچھے نمبروں کے حامل قم کراچی بلتستان میں میرے مخالف علماء ودانشوران روشن خیالوں کا مرجع امید مستقبل آغا محمد سعید تھے۔ اس کا راوی خود قہرمان اور ان کے بھائی محمد طاہر امانت داری کو خیانت کاری میں تبدیل کرنے والا شگر چھورکا میں دین عزیز اسلام کو فرسودہ حالت میں چلانے والے مومن دانشوران کے نمائندہ محترم معزز جناب زمان صاحب سے شفاہی سنا ہے ڈرامہ سازی میں یہ اہداف نظر میں رکھا تھا۔

۱۔ علی شرف الدین اور ان کے دو مظلوم مفلوج برادران حسن اور حسین کو ارث نہیں دینا بلکہ غاصبین کی صحت وسلامتی طول عمر کیلئے صدقہ بنام ارث دے کر مقدمہ کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنا ہے۔

۲۔ شکور ولد وفرہ وپا کے جائداد کے دو تہائی پر اولاد عیسٰی غلام محمد اور اس کی دو بہنیں اور والدہ کو ارث زوجہ سے محروم کئے گئے۔

۳۔ ابتداء میں اس کی حقیقت نمائی کیلئے عیسٰی کے بیٹے اور بشیر کو اور حسین کی اولادوں کو آگے کریں۔

۴۔ مزید اطمینان کیلئے خود ابوجہل کی اولاد کو بھی دینے والوں میں دکھائیں۔

۵۔ میرے حق روکنے میں بنیادی ستون کا کردار ادا کرنے والا حاجی محمد رضا اور حاجی شکور منڈ واکو منظر سے غائب رکھیں۔

۶۔جائداد میں زمین درخت گھر کی جگہ قیمت بتائیں اور قیمت بھی گرا کر معمولی برائے نام رکھیں پھر اس کو بھی تھوڑا تھوڑا کر کے دینا تا کہ ان کو ذلیل کریں۔

۷۔اس کا آغاز دین وشریعت سے آزاد امام حسین کے نام گانے رقص، تارک الصلوۃ، روزہ خوروں سے کریں۔

۸۔ضامن علی سے ان کے سابق فیصلہ میں تجدید نظر کریں۔

ڈرامہ سازوں کے نام:۔

حق طلبی دکھا کر کے حق پائمال کرنے والوں سے اپنی ذمہ حق کی ادائیگی کی طرف توجہ مبذول کرتے ہیں سمجھ لیں یہ میری اور دو بھائیوں کا حق آپ دونوں کے ذمے ہیں جس کی طرف آج سے چند سال پہلے ایک مفصل خط میں ذکر کیا تھا آج تکرار اور اصرار جدی کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں ہمیں ہمارا حق دیا جائے۔

آپ دونوں کے دادا میرا اور آپ کے والد مرحوم کا والد سید محمد جو صاحب زوجین تھے آپ دونوں کی دادی پہلے ہمارے چچا کے عقد میں تھی ان سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی، چچا کی جائداد کو پانچ حصوں میں سے تین حصے آپ کے دادی کو ملے تھے نیز دادی کو چہلو سے اپنی والد سے ارث ملی تھی جو اس وقت سید محمد اور ہاشم کے قبضے میں ہے میں دادی وفات ہونے کے بعد ان سے ایک چوتھائی ہمارے والد کو حق زوجہ ملے گا وہ بطور مشترک تھا جب آپ دونوں کے والد نے مجھے الگ کیا تھا تو وہ حصے اپنے لئے رکھا۔حکم قرآن ہے ﴿وَ لَكُمْ نِصْفُ ما تَرَكَ أَزْواجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصينَ بِها أَوْ دَيْنٍ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ

إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَ إِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَ لَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ واحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذلِكَ فَهُمْ شُرَكاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصى بِها أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَ اللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ...نساء. ۱۲ ﴾ زوجہ صاحب اولاد ہونے کی صورت میں ایک چوتھائی شوہر کو ملتا ہے آپ قاضی ہے قضاوت کا شوق ہے وہ حق ہم تینوں بھائیوں کو خود حساب کر کے دیں دونوں بھائی اپنی جگہ محتاج مند ہے ہم اس لیے لینے پر مجبور ہیں حق نہ لینے والے ذلیل ہوتے ہیں ہم ذلت برداشت نہیں کرتے اگر آپ لوگوں کا میرے اوپر حق بنتا ہے تو بتا دیں۔ میں نے آپ لوگوں کی اندر بغض حسد سے بھرے کردار کو بہت برداشت کیا ہے آج سے میں آپ سب سے برئت اور علیحدگی دوری اختیار کرتا ہوں جب دینی رشتہ نہیں رہا خالص دنیوی مفاد رشتہ شاید آپ لوگوں کے مفاد میں میری مفاد نہیں میں کسی سے مفادی تعلقات کے قائل نہیں۔

آغا سعید نے اس نزاع میں کود کے تاریخ بلتستان کے نامور قضات جائرین کی فہرست میں ابتدائی نمبروں میں اپنا نام لکھوایا ہے، میں ان کے علم بقضاوت نہ ہونے نیز نیت خیانت کا احساس ہونے کی وجہ سے ان کو دور رکھا تھا، میرا ان کے بارے میں تشویشات صحیح ثابت ہوگی وہ اور میرے دیگر مخالفین معاندین اور میرے مدعی علیہ کے ساتھ مخفی سازش کر کے تمہیدات باندھ کر اس میں کودا اور جب سب کو جمع کرنے کے بعد طاہر نے فون آغا سعید کو دیا کہا کاچو سے بات کریں، آغا سعید نے بتایا خاندان وفد وپا آپ کا حق دینے کیلئے

آ ئے ہیں تو ان فاسدین وغاصبین وظالمین بے دینوں کے بیچ میں ان کو شرمندہ کرنا مناسب نہیں سمجھا لہٰذا میں نے کہا اگر دیتا تو لیلیں لیکن میری چھٹی حس کہتی تھی کہ کچھ سازش تو ضرور ہوگی اچانک ان میں ایمان کیسے آیا؟ مجھے پہلے بتایا حاجی عیسیٰ کے بیٹے اوران کی ماں آئی تھی ، نبی اور عباس آ ئے تھے تو شاید ممکن ہے ان کے دل میں کچھ ایمان آ سکتا ہے لیکن بعد میں جعفر کا آنا پھر سنا غلام رضا کی اولاد کی شرکت میر ے لئے تشویشناک تھی لیکن دونوں طرف کذابین کا ہونا ممکن نہیں تھا کہ میں تحقیق کے بغیر کچھ بولا نہیں کہا جو کچھ ملا ہے پہلے حسن اور حسین کو دیں لیکن آ غا سعید یہاں آ ئے میں نے پوچھا نہیں وہ خود نے اس کا پس منظر بتایا وہاں شکوک وشبہات میں اور اضافہ ہوا پھر طاہر آیا ان کی حرکتوں سے مزید تشویش ہوئی لیکن آخر میں زمان صاحب کی تفصیل ماجراء کے بعد واضح ہوا انہوں نے گھناو نے جرم کا ارتکاب کیا ہے خود کو عالم دین پیش کر نے والے اس طرح گندی سیاست میں ملوث پا ئے مجھے ابتدا سے ان کے بار ے میں لاحق احتمالات سب طابق نعل بالنعل مطابقت ہوتا نظر آیا، اللہ کا شکر ہے کسی ایسے خطرناک واقعہ میں نہیں پھنسا۔

زمان کے بیانات طاہر کی اجمال گوئی اور خیانت پھر حاجی کو اولا دوں کا ٹال مٹول غلام رضا کی اولا د کا انکار، حاجی غلام حیدر کی اولا دوں کا وعدہ اور درختوں اور گھر اور غیر مزروعہ زمین حصہ میں نہ ڈالنے سے واضح ہوا یہ سارے ڈرامے مجھے اور میر ے بھائیوں کو اپنی ماں کی ارث سے محروم کر نے کیلئے بنا ئے گئے دنیا میں تنہا ہم نہیں بہت سوں کو انصاف عدالت نہیں مل رہی ہے لیکن ایمان نہ موت حساب حشر رکھنے والوں کیلئے عدل الٰہی کے دن کا انتظار سکون قلبی کا باعث بنتے ہیں۔ زمان صاحب سے میں نے پوچھا آ غا سعید کے بیان

سے واضح ہوا خاندان وڑ وپا کے دل میں ایمان کہ میرا حق دینے پر آمادہ نہیں ہوئے ہیں بلکہ آغا سعید نے یہاں گندی سیاست چلائی ہے جہاں انہوں نے کھڑ پنچوں کو پہلے جمع کیا ہے پھر طٰہٰ کے گھر میں گیا ہے۔ طٰہٰ غلام رضا کو بلایا اور آغا محمد سعید نے ان سے سوالات کئے پھر شیخ ضامن نے کہا آج ہمارے لئے ثابت ہو گیا آغا صاحب کو ان کی ماں کا حق ملنا چاہیئے مجھے ان سب پر تشویش ہے یہ ایسا سادہ نہیں زمان نے بتایا پہلے سینہ ماردستے کے کچھ افراد نے وڑ وپا والوں سے کہا ہے اگر تم لوگ آغا کا حق نہیں دینگے ہم مجلس میں نہیں آئیں گے یہاں سے مزید وضاحت ہوئی اب تو کوئی جائے شک تر دید نہیں رہے یہ طریقہ معاویہ اور عمرو بن عاص سے آگے تھے دین کو تہس نہس کرنے والے ٹولے کو آج میرے حق کے حصول کیلئے قیام کرنے کا احساس کس نے دیا یہی لوگ امام حسین کو قتل کرنے میں شمر و سنان کا کردار ادا کرتے آئے میری نظروں سے ابھی تک وہ مناظر غائب نہیں ہوئے ہیں علی آباد کے بے دین لڑکے ژ ہو قبہ لا دین فاسد تارک صلاۃ روزہ خور چرس خور مجالس امام حسین میں نشے کی حالت میں سینہ و زنجیر مارنے والوں کے توسط ان کے کردار والے عدالت سے حاصل جائداد کو ٹھوکر مارتا ہوں۔

بھلے میری کوئی حیثیت نہیں:۔

۱۔ شکل وصورت قد وقامت سب کی نظروں میں ہے۔

۲۔ مال وجائداد باپ سے ورثہ میں ایک کنال زمین بمعہ ایک کمرہ کچی اینٹ اور مٹی سے بنا ہوا ملا ہے۔ ماں سے ورثہ مزروعہ وغیر مزروعہ تقریباً تیں کنال ہوگی اگر ابوجہل چھوڑیں، اور درختوں کی کوئی حد نہیں جس پر ستر سال سے فرزندان عیسیٰ و غلام محمد قابض

ہیں۔ان کے پیچھے متعہ زادہ، متعہ دہندہ اور متعہ خواں ضامن محافظ کھڑا ہے کہیں یہ ابو جہل کی سازش تو نہیں۔

۳۔اجتماعی حیثیت علاقہ چھورکا میں ڑھوقبہ والے اپنے موروثی واعظ وذاکر کے خاندان سے خارج کسی کو پسند نہیں کرتے لہٰذا مجھے بھی پسند نہیں کرتے،اس لئے آغا علی اور محمد علی شاہ کے دل اور آنکھوں میں میرے لئے غصہ بھرا رہتا تھا۔سگلد و خاندان وفزو وپا کے گھر میں سلام کے دولا ولد بیٹوں کا حصہ غلام اور عیسٰی کے بیٹوں میں تقسیم کیا ہے۔

۴۔میرا چہرہ میرے عزیز اولادوں بیٹوں دامادوں خاص کر آغا سعید محمد باقر،عباس ،صادق،روح اللہ،مہدی کو اچھا نظر نہیں آتا ہے عرصہ دس پندرہ سال کراہت ونفرت،عبوس وعنود چہرہ سے دیکھتے ہیں،جس طرح چوکیدار سے بات کرتے ہیں،سب اس طرح سے مظاہرہ کرتے ہیں گویا میں کسی نا قابل ذکر جرم میں ملوث ہوں اور جلدی ہی پکڑا جاؤں گا۔جب سعید و باقر،سجاد و نثار و صادق کی نظروں میں ذلیل و بدنام ہو نگے حوزات ومدارس قم و نجف اور یہاں کے مدارس کی نگاہ میں قابل دید نہیں،اس کی صفائی ہونے کی امید بھی نہیں،یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ گھر کی بات گھر والوں ہی کو حل کرنا چاہیئے۔میں نے اپنے بچوں کی شکایت اپنے ہی گھر والوں سے کی،پھر دامادوں سے کی انہوں نے خود کو ان کا مہربان ثابت کیا مجھے ان کیلئے ظالم و جابر اور ان کا دشمن متعارف کرایا۔میرے اور ان کے درمیان اختلاف و نا چاکی میں میری طرف سے مار پیٹ کی گئی ہو،گالی و دشنام دیا ہو،اغیار کے سامنے شرمندہ کیا ہو،پڑھائی سے روکا ہو،وہ مجھے ابھی لکھ کر دیں میں اسے بھی دیکھنے کیلئے تیار ہوں۔اگر جھوٹ پر مبنی تہمت ہو تو معافی مانگوں گا۔ان صفحات کا ازالہ کروں گا۔

میرے اور ان کے درمیان اختلاف دینی ہے، یہ لوگ اپنی دنیا کیلئے میری ذات کو مانع سمجھتے ہیں، ان کو قادیانیوں اور آغا خانیوں نے سمجھایا ہے کہ جتنا ذلیل وخوار کر سکتے ہو کریں، ان کی کوئی بات نہ سنیں ان سے اتنی نفرت کریں تا کہ وہ اس کام سے ہاتھ اٹھائیں۔ وہ یہ تمسک میرا ان کے مذہب مخالف ہونے کی بنیاد پر کرتے ہیں وہ اپنے مذہب کے حق میں ہم سے نفرت کرتے ہوئے دس بارہ سال ہو گئے، اولا دو داماد ویسے بھی ناشکرے وناراض ہوتے ہیں لیکن اس وقت میرے بارے میں انہوں نے مذہب کو بنیاد بنا کر میرے بارے میں منکر امامت کے احکام جاری کئے ہیں، کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، وہ گمراہ انسان ہیں ان کا مال غنیمت ہے جہاں ملے لے لیں وہ اس توہین امری میں مر جائیں تو تمھاری بھی نجات ہوگی۔ اس وقت ہم اور ہمارے اہل خانہ رشتہ داروں اور برادر زادوں کے درمیان اختلاف بین مذہب اور اسلام کے ہے وہ مذہبی ہیں ہم دینی ہیں ان کی پشت پر بہت سے لوگ کھڑے ہیں ہمارے لئے قرآن ہے، ہماری ساری طاقت وقدرت سرمایۂ قرآن ہے ہمیں قرآن کو اٹھانے کی وجہ سے اس روزگار کا سامنا ہوا۔ اس سلسلے میں بھی عرض کرتا ہوں، میں نے اس کو نظر انداز نہیں کیا ہے میں نے ہر ہر فرد سے التماس والتجاء کی ہے کا چو نثار اور ان کی اہلیہ سے کی، آغا انور سے، آغا روح اللہ اور آغا عابد سے کی ہے خود آغا سعید سے کی ہے علامہ مہدی کو واسطہ بنایا ہے واہ سے جناب محمد علی نقوی کو سفیر بنایا ہے کسی نے بھی جواب نہیں دیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک قصہ سماعت کریں ایک ہم جیسا مظلوم ومقہور ومطعون وبے کار انسان منصور دوانیقی کے پاس آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ ایک حاجت لے کر آیا ہوں تمہید کے ساتھ بیان کروں یا بغیر تمہید کے، منصور نے کہا کہ تمہید کے ساتھ بتاؤ، اس نے کہا

جب بچہ کسی سے خوف کھاتا ہےتو ماں کی گود میں پناہ مانگتا ہے، جب بڑا ہوتا ہےتو اس وقت باپ سے پناہ مانگتا ہے، اگر اس سے زیادہ خطرہ لاحق ہو علاقائی حاکم سے شکایت کرتا ہے اگر ظلم وزیادتی خود حاکم شہر سے دیکھےتو سلطان سے شکایت کرتے ہیں اگر سلطان نے توجہ نہیں کی دادرسی نہیں کی تو آخری فریاد اللہ ہی سے کریں گے۔

میرے ماموں زاد عرف ابوجہل پریشان تھے کہ ابھی تک مرے نہیں زندہ کیوں ہے، ان کا مقصود میری اجتماع میں حیثیت ہے کہ اتنا سب ہو جانے کے باوجود بھی میرا نام موجود ہے۔میرے پھوپھی زاد بھائی کے دو بیٹے آغا محمد طٰہٰ اور سجاد قم میں ہوتے ہیں، آج دس سال سے زائد عرصہ قم میں ہیں پہلے یہاں کراچی میں ایک مدرسہ قرمطی خالص غالیوں کے مدرسہ میں تھے وہاں سے پڑھ کر قم گئے۔ان کو میری کتابوں سے بہت غصہ ہے کیونکہ وہ قیام امام حسین کو افسانہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں چونکہ میری کتابیں غلو یت علی اللٰہی کے خلاف ہیں اس لئے وہ ہم سے ناراض ہیں۔اس کے علاوہ میرے داماد آغا محمد سعید، آغا علی عباس، بھتیجی کے شوہر آغا نثار، دو بیٹے محمد باقر، محمد صادق اور دو بیٹیوں کو بھی اندر سے غصہ ہے ۔۱۴۳۸ھ کو لاہور میں بعض دوستوں نے ڈرامائی مقدمات بنائے تھے، کسی نے کہا ہو آپ پریشان نہ ہوں نہیں کہا کیونکہ ان کی نظر میں یہ جو میں لکھ رہا ہوں یہ انتشار وفساد ہے جو کہ قتل سے بھی بدتر ہے، جب یہاں آتے ہیں تو ان کتابوں کو ہاتھ نہیں لگاتے پوچھتے بھی نہیں لیکن ویسے بہت پیار کرتے ہیں۔گویا انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور ہمہ وقت خدمت کرنے کو تیار ہیں، یہ تھی ہماری اجتماعی خاندانی اقربائی صورت حال۔

اب آتے ہیں علمی حیثیت۔میں علوم مروجہ میں چوتھی ناقص چھوڑ کر نجف گیا کل

چودہ سال پڑھائی کی جس میں دو سال ٹی بی کی بیماری اور سفر بلتستان بھی شامل رہا ہے۔دو سال ایران میں پڑھا پھر وہی چودہ سال میری پڑھائی ہے لیکن میں ذہین تھا نہ محنتی ،کتاب بغل میں لگا کر پڑھنے جاتے تھے یا مجتہدین کے شہریہ لینے جاتا تھا۔جب یہاں تطہیر دین از خرافات کے نام سے مثالی عزاداری اور عقائد ورسومات بازار میں آئی ،باطنیہ و بناتیہ سب طیش میں آئے ،ان سے ذی ربط والے قم گئے میرے استاد اور امتحانی پرچے دیکھ آئے تو دیکھا دروس حوزہ میں فیل ہیں یہ ہے میری علمی حیثیت۔

الحمدللہ''اول وآخر''ضرب المثل ہے''حصہ بقدر جثہ''جس انسان کا سلسلۂ نسب ابوجہل وڈو وپا سے ملتا ہو جعفر نمک حرام ناشناس سے ملتا ہو،علی آباد کے فسق وفجور چوری و سرقت وخیانت اور گانے ورقص والے محلّہ سے تعلق ہو،علماء شعوبین کے نزدیک فیل ہو اور علوم مروجہ میں چوتھی میں فیل ہو اس کو کیا ملنا چاہیئے ؟شکر ہے جس دن سے دین کا پہلا نصاب الف با شروع کیا اس دن سے آج تک حصول علم کی گرائش اچھی بہتر زندگی ہونے کیلئے نہیں رکھی۔محاصرۂ اقتصادی واجتاعی کے ساتھ''کنز لایفناء ''قناعت کفایت سے نوازا،ادارہ بند ہوئے بیس سال گزر گئے ابھی تک کسی سرمایہ دار کو فون نہیں کیا اجازت نامہ مراجع دکھا کر زکوۃ وخمس جمع کر کے کمیشن نہیں لیا۔کہیں سے ادھار لیکر خیانت نہیں کی ، کاروان حج وزیارت سے لوگوں کا مال نہیں لوٹا،دین فروشی نہیں کی،جعلی نکاح وطلاق وہبہ نویسی کو ذریعہ معاش نہیں بنایا،کسی سرمایہ دار کو اعلیٰ حضرت نہیں کہا نخرہ کرنے والوں کو منہ پے منہ توڑ جواب دیا۔اپنا محترم ومؤقر ادارہ ثقافۃ اسلامیہ قائم کیا مذہب شیعہ کو خرافات اباطیل سے تطہیر کرنا چاہا جن سے ان کی زندگی وابستہ تھی انہیں ناگوار گزرا،خرافات کی آخری جنگ

میں تمام فرق و مذاہب کے باطل ہونے اور اسلام سے ان کی خیانت مکشوف ہوئی، جھوٹے دوستداران اہلبیت سے رہائی حاصل کرنے کے بعد خالص قرآن کو اٹھانا شروع کیا۔قرآن ناطق بہتر از قرآن صامت جیسے کفرانہ جملات سے واقف ہوا،قرآن کو اول کہہ کر حدیث کو اوپر چڑھانے اور آل محمد کہہ کر محمد کو نیچے کرنے والوں جیسے مدلسانہ ابلیسانہ جملات کی تہہ تک پہنچ گیا۔قرآن کی جگہ اشعار غلات مردہ رکھنے والے،علی اور حسین کی دوستی کے نام سے خرافات کو رواج دینے،محکمہ شرعیہ کے نام سے درس حرام خوری سکھانے والے غلات نشین سے نجات ملنے پر شکر اللہ کس زبان سے ادا کروں۔

جس کے راوی خود آغا سعید ہیں،شاید ان کیلئے نصیحت کرنے والے ان کے استاد قرمطی سلیم ہونگے۔بلتستان میں آغائے جعفری، جوہری اور بعض روشن خیالوں کے علاوہ حوزہ علمیہ قم سے وابستہ باقر مجلسی، کفایت فدا حسین ہونگے۔اگر میری اس حالت زار کی پس منظر میں آغا سعید اور محمد باقر سے پوچھیں گے کیا کھویا کیا پایا تو یہ لوگ یہ جواب دیں گے، ''حقیر ذلیل بدنام زمانہ مدارس و حوزات علمیہ کے دروس کا فیل، بزرگ علماء قرامطہ کے نزدیک شیعوں کا غادی کھویا''۔اگر یہ سوال ہم سے پوچھیں کیا کھویا تو عرض کروں گا جس کو اللہ نے میرے دشمن کہا تھا وہ کھویا،اور کیا پایا اس کیلئے پہلے ایک وضاحتی بیان پیش کرتا ہوں جب اسیر آل محمد دربار یزید میں پہنچے،سر اقدس امام حسین سامنے طشت میں رکھا تھا،حضرت زینب سے مخاطب ہو کے پوچھا ''کیف رایت صنع الله باخیک'' تو زینب نے جواب میں فرمایا ''ما رایت الا جمیلا'' بغیر خیر و خوبی کے کچھ نہیں دیکھا۔میں کہوں گا دشمن کو کھویا اپنی اولادوں کی اہانت سے نجات ملی،ضد اسلام فرقوں سے نجات ملی اور خالص

حوض اسلام سے سیرابی کا شرف ملا۔

میرا خاندان:۔

ہر انسان کا خاندان دو خاندانوں سے مرکب بنتا ہے خاندان پدری، خاندان مادری۔میرے باپ کی طرف سے خاندان برادرزادگان نیز باپ کے بھائیوں کے باقی ماندہ خاندان ہے جن سے مظاہر دینی کی خلاف ورزی دیکھ کر رابطے میں نہیں، قرآن میں ان سے صلہ رحم سے وصل کی ہدایت مشروط بہ دیانت داری ہے یہاں فرقوں سے وابستہ لوگوں کا اسلام، منافقین کا اسلام ہے انہیں اسلام سے چڑ ہے۔یہاں بہن زادی کے شوہر کے اعلانیہ فسق وفجور دیکھنے کی وجہ سے پہلے ان سے تعلقات نہیں رہے، پھر حسن نامی لڑکا جو بہن زادہ تھا پابند صوم وصلاۃ حاجی تھا میں جب بھی گیا مجھ سے محبت بھی کرتا تھا بعد میں اس کی زمینوں کی حدود بندی توڑنے کی وجہ سے اور دوسری وجہ میرے ایک مخالف شکور کو اچانک رات میں مارنے کی وجہ سے ان سے ناراض ہوگیا وہ ناراضگی ابھی تک چل رہی ہے۔وصل کے دو قسم کے تصور ہیں ایک نیازمندی، آزمائش وامتحان کے موقع پر ان کے کسرات کو پر کریں، دوسرا تصور ''خاندان میں قرآن'' ہے کہ فاسقین وفاجرین اور ظالمین وغاصبین سے بھی تعلق رکھنا ضروری ہے یہ سنت انبیاء اور قرآن کے خلاف ہے، اللہ کی اطاعت وبندگی محور قرآن ہے قرآن میں خاندان ہے، خاندان میں قرآن نہیں یعنی خاندان پہلے ہے قرآن بعد کی بات ہے اس کو مسلمان نہیں مانتے۔ہم بے دین رشتہ داروں سے رابطہ نہیں رکھتے۔

صحیح النسب سادات:۔

یہود دین موسی سے بالکل جدا ہونے کے بعد خود کو ابناء اللہ، کبھی اولیاء اللہ اور جنت خالص انہی کی جاگیر ہے کا دعویٰ کیا تھا ﴿وَ قَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرٌ ابْنُ اللّٰہِ وَ قَالَتِ النَّصَارٰی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ذٰلِکَ قَوْلُھُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ ۔توبہ ۳۰﴾ مسیحیین کے بھی ۳۲۵ ؁ نیقہ کانفرنس کی قرارداد کہ عقیدہ تثلیث، صلیب، مسیح اور نظریہ فدا کے بعد دین اللہ سے نکل کر خالص شرکی ہونے کے بعد کلیسا نے مغفرت کے ٹکٹ فروخت کرنا شروع کئے، جس کا نام ''ساک غفران'' رکھا گیا، اس جیسا دعویٰ مسلمانوں میں بھی پیدا کیا ہے۔ابتدائی دور میں قرآن اور محمد کی جگہ آل کو کل دین قرار دیا، جگہ جگہ قتل و غارت، لوٹ مار طوائف الملو کی چلائی جبکہ قرآن میں آیا ہے ان میں فاسقین و فاجرین دین سے روکنے والے بھی نکلے ہیں۔ان کے نام سے عالم اسلام کو مزارستان بنایا دور جاہلیت کے بت خانے اب مردہ خانوں کو بت خانہ بنایا بدقسمتی سے یہاں تک پہنچے مظلوم عوام پر جبر و تشدد کرنے خواتین کو حجاب اور عفت سے آزاد کرنے کیلئے مزار بنایا گیا، یہاں مجاورین کو نوٹوں کے بنڈل تقسیم کرتے ہیں یہاں جمع ہونے والے مال کو بھی دین سے روگردانی کیلئے صرف کرتے ہیں لہٰذا ان علاقوں پر کفر و شرک کا تسلط رہا ہے، اس کے بعد اصحاب کو آگے لایا ہے جن میں قرآن مخالف، محمد مخالف، علی مخالف والوں کے نام کے ساتھ زیادہ بلند آواز اور خط درشت میں رضی اللہ عنہ لگایا، پورا دین ان کے نام سے چلایا اپنے عزائم کو چھپانے کیلئے چھتری کے طور پر ابوبکر اور عمر اور علی کو استعمال کیا، قاتل خلیفۂ مسلمین کا مزار بنایا۔ ۷۰۹ھ کے بعد ''اساسی العناد و الالحاد ظلم وجور'' والے صوفیوں کے شیخ اسماعیل نے کلمہ سادات کی

اختراع کی، سادات جمع سید مادہ سود سے بنا ہے۔جس طرح آل واصحاب کے نام سے جرائم پیشہ افراد کو چھپانے کیلئے تھا یہاں بھی دین کی بنیادی فکری وعملی اساس سے روگردانی کرنے والوں کیلئے لفظ سادات استعمال کرنا شروع کیا جو سب سے زیادہ بے دین کو اصلی سید کہنے کیلئے کیا لہٰذا اس کیبارے میں کیلئے حکم قرآن اور سیرت وسنت محمدؐ بیان کرنے ضرورت ہے۔

پہلے نسب لغت میں ہر چیز کو اس کی اصل جس سے یہ نکلا ہو نسبت دینے کو کہتے ہیں علماء انساب کے نزدیک کسی کے نسب معلوم کرنے کو کہتے ہیں ۔دوسرا صحیح نسب ثابت کرنے کیلئے کتنے اجداد تک جانا چاہئے؟ سید ثابت ہونے کے بعد حاصل مراد کیا ہے؟

۳۔صحیح نسب ثابت ہونے کے بعد اگلا مرحلہ انکے فضائل کا پتہ کرنا ہے، وہ کس قسم کی فضیلت کے مستحق ہیں۔

۴۔صحیح نسب سید کا مطلب کیا ہے؟ اس کی کیا شناخت ہے اور کیا فوائد و فوائد ہیں؟

پہلے آتے ہیں علماء انساب کے نزدیک صحیح نسب کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اہل انساب کے نزدیک یہ جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ وہ فلاں قبیلہ کے فلاں شخص کا بیٹا ہے، یہ صحیح کہتا ہے یا یہ دعویٰ جھوٹ پر مبنی ہے۔یہاں نسب کی دو قسمیں بنتی ہیں۔ ۱۔صحیح نسب

۲۔نسب لصیق ،نسب لحیق یعنی اس کا نسب ان سے نہیں ان کا ان سے الحاق ، الصاق کیا ہے۔

۲۔قبل اسلام عربوں میں تین قسم کی اولاد ہوتی تھی ،جاہلیت میں صحیح وفاسد نسب

دونوں چلتے تھے کیونکہ جاہلیت میں بھی زوجیت کی اقسام ہوتی تھیں، ایک کے علاوہ باقی حکم زناء رکھتی تھیں۔ دوسرا زناء جاہلیت اور زناء علیمت میں بہت فرق ہے، آج زنا سے مولود اولاد باتھ روم، لیٹرین، کھیتوں اور کچرے کے ڈھیروں میں پھینکتے ہیں، اور پھر وہاں سے کوئی لے جا کے پرورش کرتا ہے پھر وہاں سے کہاں جاتے ہیں معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن جاہلیت قدیم میں ایسا نہیں تھا بلکہ زانیہ جس زانی سے بچہ پیدا ہوا ہے وہ اگر کہہ دیتی یہ تیرا بچہ ہے لینا چنانچہ زیاد بن ابیہ اور عمرو بن عاص کا باپ معلوم نہیں تھا، دونوں مدینہ آ کے مسلمان ہو گئے ان کا نام زیاد بن ابیہ ہو گیا، معاویہ اپنے متزلزل اقتدار کو بچانے کیلئے اپنے دور کے نامور سیاستدانوں کو اپنے قابو میں کئے ہوئے تھے، ان سے انہوں نے بہت فائدہ اٹھایا ان کے نام عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ ہیں یہ تو ان کے قابو میں تھے دونوں خاضع تھے تیسرا زیاد بن ابیہ تھا جو فارس میں کسی جگہ حضرت علی کی طرف سے والی تھے ان سے ان کو خطرہ تھا، مغیرہ بن شعبہ نے معاویہ کو مشورہ دیا زیاد بن ابیہ اپنی تمام مغروریت کے باوجود اپنی بے پدری کے احساس کمتری میں مبتلا ہے اگر آپ ان کو اپنا بھائی قرار دیں تو یہ آپ سے مل سکتے ہیں، اس کو اپنے باپ ابوسفیان کا فرزند قرار دیا۔ دوسرا عمرو بن عاص تھا یہ بھی کسی زانیہ سے پیدا ہوا تھا اسی لئے امیر المومنین نے ان کو نابغہ کہا، آج کے صحابہ پرست ان کی تجلیل کرتے ہیں، یہاں سے معلوم ہوا فرقے بد نیتی پر بنتے ہیں۔

تیسرا غارات، ڈاکے، روڈوں سے پکڑی گئی اولاد کو بھی آزاد کر کے اپنا فرزند قرار دیتے تھے، جیسے حضرت محمدؐ نے زرخرید زید کو آزاد کر کے اپنا بیٹا کہا تھا، اس کو عرب میں لصیق متبنی کہتے تھے لہذا کثرت احتمالات کی وجہ سے تنازع کی صورت میں کاہنوں اور قیافہ

شناسوں سے رجوع کرتے تھے یہ اصل فرزند یا متبنی ہے بتائیں۔

اسلام کی ابتدائی تاریخ میں اولاد اپنے باپ سے انتساب کرتی تھی جیسا کہ قرآن میں آیا ہے، حضرت علی سے پھیلنے والوں کو علوی کہتے تھے۔

انتساب نسب کا ایک ہی قانون ہوتا ہے جس کے تحت وہ باپ سے انتساب ہوتا ہے، قرآن اور جدید تحقیقات کے تحت بھی اساس و بنیاد نطفہ مرد ہی ہوتا ہے، ہاں کبھی کبھی کسی خصوصی اور عارضی بنیاد پر ماں سے دیا جاتا ہے چنانچہ محمدؐ بن حنفیہ کہا گیا۔ حضرات حسنین کو نبی کریمؐ اور انصار و مہاجرین کی نظروں میں رسول اللہؐ کی توجہ و عنایت کی وجہ سے حضرت زہراء سے منسوب کیا گیا ہے، یہاں قانون میں تبدیلی نہیں یہ صرف احترام و اعزاز کی خاطر ہے۔ حضرات حسنین کے بعد اہلبیت زیادہ استعمال ہوا ہے۔

عبداللہ بن میمون دیصانی نے محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کی وفات کے بعد اپنی اولادوں کا انتساب محمد بن اسماعیل بن جعفر کے نام سے کیا نیز خود کو دیگر بنی ہاشم سے الگ متعارف کرنے کیلئے اپنا تعارف فاطمہ زہراء سے کیا۔

حضرات حسنین کے بعد ہر ایک نے اپنے باپ سے کرنا شروع کیا، امام حسن کی اولادوں نے حسنی، امام حسین کی نسل امام سجاد حسینی اور سجادی۔ امام سجاد کے دو فرزند تھے دونوں نے امام سجاد سے موسوم کیا ان میں ایک زید بن علی، دوسرے محمد بن علی سے پھیلنے والوں کو باقری کہتے ہیں جبکہ امام جعفر صادق سے پھیلنے والے کو جعفری، امام موسیٰ کاظم سے پھیلنے والے کو موسوی، امام رضا سے پھیلنے والے کو رضوی امام رضا کے مامون کے ولی عہد بننے کی وجہ سے امام جواد، امام نقی، امام علی نقی کی اولاد کو رضوی کہتے، امام علی نقی کے دو فرزند

امام حسن عسکری اور جعفر تھے، امام حسن عسکری لاولد تھے ان کی نسل ختم ہوگئی، جعفر جو کذاب کے نام سے مشہور تھے اس کی اولاد کو امام علی نقی کی نسبت سے نقوی کہتے تھے۔ قرآن اور فرمان رسول اللہ میں افتخار بانساب کو شدید کلمات میں رد کیا ہے۔ مومنون، ۱۰۱ کے علاوہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا انساب قبائل وعشائر یا قوم کے افتخار کو ہم نے آج کے دن اس مقام پر اپنے پاؤں کے نیچے دفنایا ہے یہ دوبارہ زندہ نہیں ہوگا، افتخار بانساب کے بارے میں آپ نے فرمایا ''یہ آج سے مدفون ہے'' لہٰذا جو انتساب سے افتخار کرتے ہیں ان کی بات قرآن اور فرمان رسول اللہ سے متصادم ہے قرآن اور محمدؐ کے سوا دین میں کسی بھی قول وفعل واجتہاد کی کوئی فضیلت نہیں حضرت محمدؐ کے بعد حجت ختم ہے (نساء۔۱۶۵) لہٰذا انتساب بآل کا احترام وتعظیم نہ قرآن میں ہے نہ اسوقت کے مسلمان کرتے تھے، آل کا یہ چرچا فارس کے ضد اسلام عناصر نے اپنے مقاصد شوم کو پھیلانے کیلئے کیا ہے اس کیلئے انہوں نے بنی ہاشم کو اٹھایا لیکن اہل دین کے نزدیک ان کا کوئی مقام نہیں رہا۔

فضیلت سادات بھی فضیلت آل واصحاب سے مختلف نہیں ﴿فَمِنۡهُمۡ شَقِيٌّ وَ سَعِيد ..ھود.۱۰۵﴾ ''منهم من جاهد فی سبیل الله و منهم من صد عن سبیل الله'' بعض نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا بعض نے جانے کا راستہ روکا، یہ بعض گروہوں نے نص قرآن کے خلاف کسی جماعت کی بالادستی قائم کرنے کیلئے گھڑا ہے بعض جگہ کوئی انسان خود اٹھتا ہے کہ میں فلاں ابن فلاں ہوں، کسی بھی قوم وقبیلہ سے ہونے میں فضیلت کی کوئی بات ہے تو بتائیں بعض یہ صلاحیت یا دلیل ومنطق نہیں رکھتے تھے چنانچہ امیر المومنین کے قتل کے بعد اہل فارس کے اسلام مخالف افراد اور گروہوں نے آل رسول کو اٹھانا

شروع کیا۔دین اسلام میں کسی کی تعظیم احترام نہیں، دین اطاعت وبندگی اللہ کا نام ہے، انبیاء پیغام رساں ہیں، نبی کریم کسی کو کسی پرسر پرستی مزاج قرآن،مزاج محمد کے خلاف ہے۔دشمنان اسلام نے دیگران کو اٹھانے کیلئے تعظیم واحترام کی چھتری اختراع کیا ہے۔ مذہب لصیقہ ولحیقہ اسلام ہے مذاہب کے بنیان گزار غلاشیہ،یہودیہ،صلیبیہ ،مجوسیہ اوران کے متبنی خطابیہ، جارودیہ، دیصانیہ،نواصبیہ ہے،انہوں نے قرآن اورسنت عملی رسول اللہ کے مدفونات کا احیاء،ان مدفونات کریہہ خبیثہ میں سے ایک افتخارات بانساب ہے جو سورۃ مومنون کی آیت ۱۰۰ اوررسول اللہ کی خطبہ عرفات کے منافی ہے ان افتخارات میں سے ایک افتخار سادا تی ہے اس بدعت کی بنیان گزار صفوین ضد اسلام ہے جنہوں نے ایک جماعت حدیث ساز تشکیل دی ہے جس میں اسلام مخالف اسلام متضاد حکایات جمع کیا ہے اس مجموعے کا نام بحار رکھا ہے۔ان مفتخرین کے عیش ونوش اذدقے کیلئے صدقات کفار وملحدین کا اہتمام کیا ہے ان لقمات حرام کھانے والوں سے جرائم وموبقات تاریخ سے پہلے قرآن کریم میں آیا ہے ان میں ظالمین فاسقین ملحدین اوراسلام سے روکنے والوں کی تعداد زیادہ ہے ان سے اسلام کی سر بلندی اسلام کی فروغ اشاعت ابولہب ،ابوجہل ،ابوسفیان ،عبداللہ بن معاویہ،عبیداللہ مہدی، حاکم بامراللہ، اسماعیل صفوی، پرویز مشرف مزارات مدفون احساد ۔۔۔ ہے،اسلام ومسلمین کے ساتھ نہیں ملتا ہے ان سے خیرات تمسک حلالی امکان پذیر نہیں۔سادات کا احترام بے دلیل بے منطق حشیش سے تمسک کی دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

۱۔بلتستان کے علاقے کھرمنگ جس کی ابتداء گھوری سے ہوتی ہے ان کے آگے

پیچھے آس پاس ہے۔ یہاں سے آگے کریس کھرمنگ چھلوا اور یہاں سے دوسرے علاقوں میں جانے والوں کے نزدیک بیچارے عامۃ الناس کتنا ہی کھاتے پیتے ارباب اقتدار کیوں نہ ہوں احساس کمتری میں گم ہوتا ہے ان کی بالادستی غرور یہاں تک پہنچا ہے فرعون مانند تکبر و غرور کرنے والے راجگان کو یہ کہنا پڑا ہے اصل فضیلت دوہی خاندانوں کو حاصل ہے ایک سادات دوسرا راجگان لہٰذا دونوں کے بے دینی کا مظاہرہ کرنے والوں کی اور شان ہوتی ہے الغرض بیچارے عوام کے درمیان پہنچتے ہیں تو ان کے غرور میں تصرفات ہر آئے دن بڑھتا جاتا ہے، چھلو کھرمنگ، کول، شگر خاص، چھتراں، کچورا میں غیر سید منبر نہیں جائیں گے اگر سید انپڑھ ہے تو وہ اپنا حصہ فروخت کرتے ہیں۔ ساتھ ہی خلاف شرع اقدامات کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے رشوت کثیر دے کر ایک علاقے کو اپنا حریم قرار دیا ہے، ان سے سوال ہے حریم کو قرآن کی کس آیت سے نکالا ہے۔ کھرمنگ میں تمام مظاہر شرک انسان پرستی پایا جاتا ہے۔ سادات عام فسق وفجور کے ارتکاب کے باوجود محترم ہیں اس کی ایک مثال ایک شخص اسد زیدی تھا اسمبلی کے انتخابات میں کامیاب ہوئے اپنے برے اعمال میں قتل ہوئے۔ حوزہ علمیہ قم میں بیٹھنے والوں کے پاس کوئی مصروفیت نہیں ہوتی ہے اس لئے آج کل مسافر خانے، عزا خانے بناتے ہیں اسلام سے متعلق ان کو بولنا نہیں آتا تو وہ سینہ و پشت زنی کے نام کشکول خانہ کھولے ہیں اس کی اچھی درآمد کو دیکھ کر قم و مشہد کے دیگر عمائدو دو عزاء خانے کھولے ہیں تو ہر اوٹ پٹانگ بے ہودہ بات بعض اپنی قوم کے فسق وفجور کی اعزازی مجلس کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کیلئے مجلس تکریم رکھی اس کو اچھا نہیں سمجھا تو ہمارے داماد علی عباس نے ان کے دفاع میں بولا ایک تو ذاکر امام حسین ہے دوسرا سادات ہے اور کیا

چاہیئے ۔ذاکرامام حسین یعنی امام حسین پر جھوٹ باندھنے والا جس کا سب اعتراف کرتے ہیں، کہتے ہیں امام حسین کی مجلس میں جھوٹ بولنا جائز ہے۔اس سلسلے میں ہمارے پاس دو فتاویٰ موجود ہیں ایک مولانا مظہر کاظمی کا دوسرا مفتی ڈاکٹر حسن خان کا ہے اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر فقہی حرمت اشکال ندارد۔

۲۔سادات کے انساب چند پشت سے آگے کسی کو پتہ نہیں حتیٰ بنی ہاشم کا نضر بن کنانہ سے آگے پتہ نہیں صرف رعب بڑھانے کیلئے کہتے ہیں صحیح النسب ۔کیونکہ سادات کے انساب پر کتاب بنی ہاشم کا انساب نضر بن کنانہ سے اوپر نہیں جاتے، بلتستان تو چھوڑیں ایران عراق میں بھی کوئی گھرانہ بطور مسلسل نقل ثقہ معتبر سے اپنا انتساب ائمہ تک نہیں کرسکتے ہیں چنانچہ بہت سے فساق وفجار نے بنی عباس کے دور میں خود کو آل رسول کے نام سے متعارف کرا کے عراق، شام، یمن، مغرب، ایران ان بے دینوں کے جولاں گاہ بنے، کسی نے بھی قرآن و محمد نہیں اٹھایا، صرف ہم آل رسول ہیں اقتدار ہمارا حق ہے اس وجہ سے عراق ایران میں مدعیان آل رسول بہت نکلے ۔ان ساداتوں میں بہت سوں کے جرائم مختار ثقفی، حجاج بن یوسف، اسماعیل صفوی جیسے رہے ہیں، آل رسول کے مقتول کے قصاص میں دنیا کو قتل کریں یہ امیر المومنین کے فرمان کے خلاف ہے ۔ان کے جرائم اور بدعات میں سے ایک غیر منطقی غیر عقلی خمس ہے جس کو کبھی حق زہراء کبھی سادات، کبھی حق بنی ہاشم، کبھی اجر رسالت کے نام چلاتے ہیں غیر سید مجتہدین آرام سے تناول کرتے ہیں ۔اس گروہ کی قرآن میں مذمت آئی ہے، گلگت میں کوئی سید بزرگ عمامہ عبا وقباء میں آغا خان سے ملنے گیا اور وہاں جا کے اس نے کہا ''اسلام علیک یا ابن رسول اللہ'' تو ان کو پجیرو کے علاوہ ماہانہ

روا تب بھی معین ہوئے۔یہی بات آغا محمد علی شاہ، آغا علی واعظ جاہل کا بھی کہنا ہے آغا خان صحیح النسب ہے۔تاریخ میں آیا ہے معز الدین نے نسب ثابت کرنے کے دو طریقے اختراع کئے، ایک مارنے یا دھمکی کا دوسرا پیسے کا تھیلی کا۔لیکن ''زاد فی الطنبور نغمه اخری'' اس ملک کے مانے ہوئے عالم مجتہد فقیہ آغا محمد حسین نے اپنی کتاب سعادت دارین کے مقدمہ میں حضرات حسنین اور رسول اللہ کے درمیان مفاخرہ کا اختلاق پیش کرتے ہوئے لکھا ہے، ایک دن حضرات حسنین نبی کریم کے حضور میں حاضر ہوئے اور فرمایا ''یا جدا آج ہم آپ سے ایک مناظرہ کرنے آئے ہیں کہ نسب میں آپ افضل ہیں یا ہم تو نبی نے فرمایا ہم افضل ہیں تو حسنین نے فرمایا نہیں ہم افضل ہیں، آپ کو ہماری ماں جیسی ماں نہیں ملی، ہمارے باپ جیسے باپ نہیں ملے، ہمارے نانا جیسے نانا نہیں ملے'' اس جیسی اور بھی کہانیاں گھڑ کر قرآن اور محمد دونوں کی اہانت وجسارت کی ہے۔

اسی طرح آج نسل مسلمان سے، بہت سوں کو مغرب تخریب اسلامی کے بجٹ کو حق سادات نام دیکر گمراہ کرتے ہیں۔

علی شرف الدین کے گھرانے کے شناختی کارڈ پر مسلمان لکھا ہے نژادی میں سید یعنی آقا وسرور ہوں جبکہ معاشرے میں حتیٰ اندرون خانہ، بیوی واولاد میں ذلیل وخوار ہوں، محل پیدائش کو فنا می، نام مذہب اسماعیلی غلات مردہ علی کو اللہ حسین کو رسول اللہ سے افضل یاران باوفا رسول اللہ کے سباب، پیشے میں غصب چوری ڈاکہ، فضائل سے عاری رذائل میں خود کفا اللہ کی بندگی کی جگہ علی پرستی، ایمان بآخرت کی جگہ حیات حقیر دنیا پر انحصار کا متعارف ہے۔جن کے عقائد کی ابتدا ''یا علی مدد'' اختتام اہلبیت پرا کاذیب، افتراء پر ہوتا

ہے۔صلہ ارحام غصب دھوکہ دہی، بدخواہی ان کی سنت وسیرت ہے عام محلّہ والوں سے روٹی، بوٹی گھی چوری، حق زحمت، آخرت پر ایمان بے وقوفی ہے کوئی وہاں سے واپس نہیں آیا ہو کسی نے نہیں سنا، نماز ہفتہ میں ایک دن ایک وقت مساجد ضرار میں ضرور حاضری دینا ہے۔کمیشن پر مسجد کے قریب مسجد، مسجد کے قریب سینہ مارنے کی پریکٹس، اس کے قریب مدرسہ ضرار، اس کے قریب مدرسہ بنات واقع ہے۔اگر زدیک میں پڑھنا ہے تو اپنی مسجد کو جلا کر ضرار ی مسجد بنائیں، دیگران کے اموال پہلے مرحلے میں اپنوں کے مال جب موقع محل ملے کیونکہ اس میں تحفظ زیادہ ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلے پتہ چلے تو کچھ کر نہیں سکتا ہے، دوسروں کا پیسہ اگر خطرہ نہ ہو جائز ہے، روزہ اگر بھاری ہو جائے تو بٹو بازار تک جا کر روزہ کھول سکتے ہیں۔باپ اگر روکیں ان سے بات نہ کریں، ماں کو ہمیشہ خوش رکھیں کیونکہ ان کی طرف سے آخرت برباد بھی ہو جائے چوری کی بوٹی تو ملے گی۔

بطفیل قرآن عظیم اللہ سبحانہ نے قرآن اور محمدؐ کی طرف ھدایت فرمائی، خلفاء کو پہلے ہی وشنام نہیں دیتے تھے، اس لئے کہ میں اکثر مسلمانوں کی کیوں دل آزاری کروں عام مسلمین کی دل آزاری سے اجتناب کی خاطر تھا۔تاریخ اسلام کو مسلسل پڑھنے کا موقع ملنے کی وجہ سے معلوم ہوا امت اسلامیہ کو اسلام سے روکنے کیلئے باطنیہ نے شیعہ اور سنی کی یمین و یسار چلائی ہے، یہ دونوں علی، ابوبکر و عمر کے دشمن تھے نہ دوستدار بلکہ خالص اسلام دشمنی ہی نے یہ تحریک چلائی تھی، ان سے نفرت کراھت حضرت محمد کا ساتھ دینے کی وجہ سے تھے۔ورنہ حضرت محمد کے آغاز دعوت پر ''لبیک امناک و صدقناک '' کہنے والوں میں سے تھے، علی کے بعد ان سے افضل قرآنی معیار کے تحت کوئی اور نہیں تھے، میں اپنے

بچوں دامادوں کے نزدیک فاسق ہوں کیونکہ سب خلفاء کا مخالف ہوں قادخانی کے گماشتوں نے میرے بچوں کو اس راستے سے گمراہ کیا تھا میں علی ولی اللہ نہیں پڑھتے ہیں۔میری اسلام کی طرف برگشت کو حسب نقل آغائے نثار حسین قتی اسرار فاش قرار دیا ہے،خاندان کے تمام افراد بنین و بنات و رشتہ دار برادرزادگان نے معاشرتی علاقائی مذھب سے روگردانی اور خیانت کاری قرار دے کر ہم سے نفرت کراھت جسارت اہانت،برائت کی ہے۔حسب اصول جاری دنیا اندرون خانہ ذلیل ہونے والے کو جلدی یہاں سے رخصت تعجیل موت کیلئے دعا کرنی چاہیئے تھا اگر اللہ نہ اٹھائے تو خود جا کر کہیں کھڈے میں جا کر سونا چاہیئے لیکن صبح شام قرآن کریم کی تلاوت میں آیا ہے''تم اپنی مرضی سے نہیں آیا ہے اور نہ اپنی مرضی سے جائیں گے''موت نہ پہلے اور نہ تاخیر سے آئے گی،ہر ایک کی موت کا وقت اللہ کے پاس معین ہے پریشانیوں میں پریشان مت ہو جاؤیہ آیت سامنے آئی '' و لاتحزن' ۲۷۔۷۰) اللہ مدد کرے گا۔تم یہاں اپنی مرضی سے نہیں آئے لہذا یہاں سے اپنی مرضی سے بھی نہیں جا سکتے تمہارے لئے ایک اجل مقرر ہے نہ پہلے جا سکتے ہو اور نہ بعد میں جا سکتے ہو۔میں اپنے عزیز اولاد اور برادرزادوں کے سلوک و رویہ کو دیکھنے کے بعد دنیا و مافیھا سے دل برداشتہ ہو کر جائداد کو کاچو مبارک جیسا حاجی حسن،شیخ یعقوب جیسے غیر مربوط کو بخشوانا عقلا درست نہیں سمجھا جبکہ شریعت چلانے والے اس کو جائز قرار دیتا ہے۔

توضیحات ماسبق

میرے پدری و مادری اعزاء اقرباء سب بلا استثناء بے دین ہیں اس کا یہ نتیجہ اخذ نہ کریں کہ خود کو دیندار ہے ،اس کی وضاحت کرتا ہوں،میں از خود نہیں کہتا ہوں صرف میں

دیندار ہوں یہ لوگ خود بھی کہتے ہیں اور آئندہ بھی کہیں گے ہمارے اور آغا کے درمیان اختلافات مذہبی ہیں، ہمارے خاندانوں سے صرف شرف الدین اس مذہب سے نکلے ہیں ان کے اعتراض کے تحت وہ مذہبی ہیں مذہبی کا معنی ہی بے دینی ہے ہم خود اقرار و اعتراف کرتا ہوں میں لامذہب ہوں میں دین اسلام پر ہوں میرا مقدر قرآن اور محمدؐ ہے ان کا مصدر ائمہ اور مجتہدین ہیں۔ ہر تنازعات اختلاف کا فیصلہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں آیا ہے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُول﴾ لیکن میں نے اپنے بیانات اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے دین صرف قرآن اور سیرت محمد ہے میرے مقابل میں میرے عزیزان دوستان کا کہنا ہے بارہ امام کی امامت ہے، دین تقلید مجتہدین ہے دین کا مصدر توضیح المسائل ہے۔ کوئی بھی شخص دعویٰ بلا دلیل دعویٰ کریں گے اس کو شرمندگی اٹھانا پڑے گی میں نے جب یہ کہا تو پہلے دلائل کو جمع کر کے لکھا ہوں میرے پاس اس دعویٰ کے ثبوت میں گواہ و وثیقہ جو ہے خاندان وفڑ و پا کے ہبہ مانند نہیں جو ستر سال گزرنے کے بعد بھی کسی نے نہیں دیکھا۔ میرا دین اسلام ہے میرے دین کا دستور قرآن ہے اس کو لانے والے محمد ہیں، محمد اللہ کی طرف سے آئے ہیں اس کی دلیل قرآن ہے، قرآن محمد نے لایا ہے، محمد کے علاوہ کسی کو حجت بنانے سے قرآن میں منع آیا ہے ﴿لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ... نساء۔۱۶۵)۔ ان کے مذہب شیعہ ہے مذہب کا معنی خود رائے، خود غرض، جادہ سے باہر نکلنے کو کہتے ہیں شیعہ کا معنی تفرق و انتشار نفرت و عداوت پھیلانے کو کہتے ہیں، سر دست ان کا انتساب باطنیہ ضالہ سے ہیں۔ میرے گواہ ان کے اعمال اور کردار میں نمایاں نظر آئینگے۔ روز عاشورہ ظہر کے بعد امام حسین خیمہ تشریف لایا ہے

بیمار بیٹے کی خبر لی تو امام سجاد نے اپنے مظلوم خون سے آلودہ زخمی باپ کو دیکھ کر فرمایا ''ہمارے اوراس قوم کے درمیان تنازعہ کہاں تک پہنچا ہے تو امام حسین نے فرمایا' ان کا شکم مال حرام سے پر ہے ان کے گوشت ہڈی خون بنے ہیں انہیں ہدایت ہونے کی امید بھی نہیں ہے''۔
ہمارے عزیزان حتیٰ اولاد صفار بھی انہیں ہدایت ہونے کی امید بھی نہیں، ان کی بیدینی کچھ میں سب مشترک ہے بعض میں خصوصی گنا ہے جو دوسرے میں نہیں جو دوسرے میں ہیں تیسرے میں نہیں جو تیسرے میں ہے پہلے میں نہیں جو مشترک ہے وہ سادات کے نام سے مغرور ومتکبر ہیں تکبر غرور نص قرآن کے تحت گناہ کبیرہ ہے، اپنا انتساب بنانے کیلئے اختراع کیا ان کو مسلمان حقیقی نہیں کہہ سکتے ہیں یہ مسلمان رسمی حکومتی شناختی مسلمان ہیں۔ خود ان کو مسلمان کہنے سے غصہ بھی آتا ہے کہتے ہیں ہم عام مسلمان نہیں۔

باپ اور اولادوں میں تشاجر و تنازع میں قضاوت کون کرے گا؟ شوہر اور بیوی کے تنازع میں کہا ہے طرفین سے وابستہ افراد حکمین کردار ادا کریں گے لیکن ابھی تک شوہر اور بیوی کے درمیان دونوں خاندان کے افراد بیٹھ کر عدالت کیا ہو سنا نہیں۔ امت میں تنازع ہو جائے تو حکم کون کرے گا؟ دین سے آشنا دین پر عمل کرنے والے کریں گے۔ اگر غیر دین دار کو قاضی بنائیں گے تو موقع انتقام سمجھ کر مزید جلتی پر مزید پٹرول ڈالیں گے، اہل حق کا حق ضائع ہو جائے گا چنانچہ علی ابن ابی طالب اور معاویہ ابن سفیان کے درمیان تنازعہ میں حکمین دونوں طرف دار حق نہیں تھے بلکہ ایک طرف دار باطل تھے، یقیناً علی کو باطل نہیں سمجھتے تھے اور نہ معاویہ کو اہل حق سمجھتے تھے بلکہ دونوں طرف دار مفادات تھے۔
جہاں حکمین مفادات کے بندے ہوں وہاں حق کی حمایت تو نہیں ہوگی چنانچہ ہم نے اپنے

گھر کے مسائل کا حل اپنے عزیزوں سے کہا معاف کیجئے میرا عزیز نہیں تھا باطل کا عزیز تھا یا ان کا عزیز تھا، جبکہ اہل باطل بقول روٹی بنرخ روز کھانے والے ہوتے ہیں۔ہم نے اپنے گھر کے اختلافی مسائل روح اللہ اور مہدی کے درمیان حکمین میں کبھی محمد سعید کو انتخاب کیا کہا کہ روح اللہ اور مہدی سے کہو ہماری کوئی غلطی یا تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے تو بتاؤ ہم معافی مانگیں گے سعید نے کوئی جواب نہیں دیا۔یہی بات محمد باقر کے درمیان محمد سعید سے کہا جواب نہیں دیا، یہ کام مت کرو یہ مجھے برداشت نہیں جواب نہیں لایا۔یہی بات روح اللہ اور عابد سے کہا روح اللہ اور مہدی سے کہو ہم نے کوئی غلطی کی ہے تو بتاؤ میں معافی مانگوں گا جواب نہیں لایا۔ان دونوں کے ذمے کچھ رقم تھی نہ میں زیادہ اس کے محتاج مند تھے نہ ان لوگوں کیلئے ناممکن تھے جس پر میں نے کہا قسط وار دیں رقم بڑی ہو یا چھوٹی ہو میں اپنے بچوں سے یہ حرکت دیکھنا تنہا نا قابل برداشت ہی نہیں تھی بلکہ ایسی عادت بد باعث ننگ و عار تھی۔عابد و روح اللہ کی نظر میں وہ اس بارے میں ان کے مدافع وکیل تھے میں تنگ نظر بخیل ان کے بدخواہ تھے وہ ان کے خیر خواہ بنے۔مہدی سے کہا میں آغا روح اللہ اور عابد سے کہا تھا کہ وہ تم لوگوں سے پوچھیں کہ ہم سے اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو ہم معافی مانگیں گے تو مہدی نے کہا آپ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات ہم سے کہی ہوگی؟ یہ بات ان کی درست نکلی آغا سعید بھی یا تو یہی کرتے تھے یا اپنی طرف سے میری مذمت کرتے تھے۔دونوں گھر میں فساد کے دوام جاری رکھنے کے خواہاں تھے زوجات کی خاطر اپنے سالوں کے اپنی دیرینہ کدورت کے تحت ان کی غلطی نہیں کہا بلکہ کہا نہیں مانتے ان کو حق بجانب ٹھہراتے تھے دونوں کی نظر میں میں ایک عنصر مبغوض نا قابل احترام تھے۔ان کے چہروں ماتھوں اور زبان پر میرے لئے

اچھے تاثرات نہ دیکھنے کی وجہ سے بیٹیاں بہت جسور بغوض اور غصے کی حالت میں آتی تھیں۔

باپ اور اولادوں میں تشاجر و تنازع:۔

قرآن میں آیا ہے میاں بیوی کے درمیان اختلاف ہوا تو دونوں طرف کے افراد مل بیٹھ کر حل کریں ﴿وَ إِنْ خِفْتُمْ شِقاقَ بَيْنِهِما فَابْعَثُوا حَكَماً مِنْ أَهْلِهِ وَ حَكَماً مِنْ أَهْلِها ... نساء۔۳۵﴾۔ میں نے اس سلسلے میں ممکنہ و متصورہ تمام کوششیں بروئے کار لائیں میں نے جناب کاچو ثار سے میرے گھر کا مسئلہ حل کرنے کا کہا۔ اس نے مجھے یکم شوال کو فون کر کے عید مبارک کہا تو میں نے کہا کہ کونسی عید کوئی عید نہیں ہوتی ہے، میں نے ان کو ایک پڑھے لکھے گھرانے کا جوان سمجھ کر اس کی سماعت میں یہ پہنچانا چاہتا تھا کہ تمام اعیاد دشمنان اسلام نے مسلمانوں کو بے کار عیش ونوش میں مصروف رکھنے کیلئے مجوسی نژاد اہل فارس نے مسلمانوں پر تھوپی عید ہے، اس کو چھوڑنا بہتر ہے یہ عید امت مسلمہ کیلئے مصیبت ہے وہ مجھ سے پوچھیں گے کیوں عید نہیں تو میں نے بتانے کی نیت سے کہا تھا کیونکہ میں خود عید منانی چھوڑی تھی، میں نے کوئی شکایت نہیں کرنی تھی پڑھے لکھے گھرانے کے انسان ہیں ان کو بتاؤں دین میں عید نامی کوئی چیز نہیں ہوتی تو اس نے فون بند کیا، میں نے پھر فون کیا تو نہیں اٹھایا۔ اسی سے بیٹی داماد دونوں مجھ سے کراہت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ اسی طرح انور سے یہاں سے جاتے وقت میں نے کہا آپ میرے گھر کے محرم ہیں میرے گھر کا مسئلہ حل کریں، آگے سے طنز کر کے چلے گئے اس کے بعد رابطہ نہیں کیا یہی بات آغا مبارک سے کہا، بے اعتناء، یہی بات بشارت سے کہا بے اعتناء۔ اگر یہ سب مل کر آتش عداوت ونفرت کو مزید افروختہ پر اصرار رہے تو ظالم خوش ہونگے، مظلوم کہاں جائیں؟ اگر مجھ سے کوئی غلطی

ہوئی ہے تو میں معافی مانگتا ہوں بتائیں؟ ان کے عزیزوں خاص کر دو دامادوں سے شکایت کی وہ اندر جا کر آگ کو مزید فروختہ کر کے آتے تھے اور جاتے تھے۔ عابد اور روح اللہ دونوں مجھے معاشرے میں ایک ملعون ناپسند شخص کی حیثیت سے دیکھتے رہے ہمارے داماد بننے کے بعد سے آج تک کے دور میں نہ کسی دن دین سے متعلق کسی مسئلے کو اٹھایا نہ کسی دن میرے خلاف گزرنے والے حالات کے بارے میں پوچھا لاہور میں میرے خلاف سازش کے کیس کی خبر انہیں پہلے ہی مولوی یوسف کے ذریعے ملی تھی مجھے نہیں بتایا جب میں نے خود ان کو بتایا کوئی پریشانی افسردگی کا مظاہرہ نظر نہیں آیا۔ گھر میں روح اللہ اور مہدی کے ساتھ تعلقات میں ہمیشہ جانب داری کرتے رہے، چند دفعہ ان کی توجہ مبذول کرنے کی خاطر اپنی مظلومیت اور بے بسی کا ذکر کیا تو کوئی بھی بات نہیں کی ہم جس دن ہم نے ان کو جانبداری کی شکایت کیا تو بھی کوئی بات نہیں کی عابد نے کہا ہم کسی سے سرٹیفیکیٹ نہیں لیتے ہیں مجھ سے کہا ''اگر دین ہے تو محمد سعید جیسا مدرسہ کیوں نہیں بناتے'' کا طنز دیا۔

باقر کے سالے آغا رضا سے کہا آپ کچھ کریں مہربانی ہوگی لیکن کوئی بات تک نہیں کی، بعد میں فون کیا جواب تک نہیں دیا، پیغام چھوڑا تو جواب نہیں دیا۔ میں نے واہ سے اپنے دوست محمد علی کو بھیجا، علامہ مہدی کو اور خود سعید کو بھی بھیجا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ دوسری طرف کا چوثار کو فون کیا، ملکہ کے شوہر سے کہا، عابد و روح اللہ سے کہا۔ گویا روح اللہ اور مہدی کے دشمن صرف شرف الدین ہیں اور یہ سب لوگ ان کے خیر خواہ ہیں۔

گھر کے مسائل اہل گھر والوں کے ذریعے حل کرنے کی خاطر آغا محمد سعید سے متوسل ہوا دوسری طرف آغا محمد روح اللہ اور آغا عابد سے متوسل ہوا تو تینوں نے مزید پٹرول

پھینکا مزید خلیج ودوریاں پیدا کیں۔اس سال ماہ رجب ۱۴۴۰ھ علامہ مہدی کے ذریعے پیغام بھیجا میں تم لوگوں سے ناراض ہوں لیکن اگر آپ لوگ بھی ہم سے ناراض ہیں تو کیا شکایات ہیں اور کیا تجاویز ہیں بتائیں اگر ہم نے خلاف اسلام کوئی غلطی کی ہے تو معافی مانگوں گا،اس میں مجھے کسی قسم کا احساس حقارت نہیں۔علامہ مہدی سے پوچھو۔باہر سے کوئی ثالثی لائیں،میرے بیٹے کے لیے ہم سے زیادہ محبت وشفقت نہ دکھاتے،جاہل عیاش نوش مسرفین مبذرین کسی کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے ہیں۔

میری حرکت جیسی نجف،ایران،قم اور ہندوستان میں بھی بعض علماء نے کی تھیں لوگ نفرت وکراہت سے دیکھتے تھے چہ مگوئیاں کرتے تھے لیکن ان کے گھرانے ان سے اس طرح سلوک نہیں کرتے تھے۔مرحوم برقعی کی بیٹی نے مراجع،حکومتی مسئولین،وزراء،امام خمینی اور خامنہ ای تک کو دادرسی کے خطوط لکھے تھے۔آغا طباطبائی حکومت ومعاشرہ میں بدنام تھے لیکن اندرون خانہ اتنی نفرت سے نہیں دیکھے جاتے تھے۔میرے استاد آغا صادقی کے گھر والے بھی انہیں اس طرح نہیں دیکھتے تھے۔میں نے کوئی اسلام مخالف یا منافئ اخلاق حرکت نہیں کی ہے ائمہ کی جسارت نہیں کی،گالی گلوچ کوورد زباں نہیں رکھا،چوری ڈاکہ میں نہیں پکڑا گیا،لوگوں سے ادھار نہیں لیا ہم نے تنہا دین میں داخل کردہ انحرافات وخرافات کی نشاندہی کی ہے۔تم لوگوں کا علم مجھ سے زیادہ ہے نیز بڑے علماء ومراجع سے رابطہ کر سکتے ہو میرے خلاف کتابیں لائیں ویڈیو لائیں۔اگر تمھارا کہنا ہے کہ عوام پرست علماء کی مخالفت میں یا عوام اور معاشرے کے خلاف کوئی بھی بات نہیں کہنی چاہیئے تو آپ کی یہ بات خلاف قرآن ہے۔قرآن میں امر معروف نہی از منکر ہے۔میں تم لوگوں سے اچھے سلوک کی بھیک

نہیں مانگ رہا ہوں، اپنی تجہیز و تکفین کی خواہش نہیں کر رہا ہوں، مجھے اس گھر میں چھوڑیں اوپر سے چھت گرائیں، غسل، نماز جنازہ و دعا کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی لیکن اب میں نے ان کو سکھانا ہے۔ان کے اور ان مدعیان سادات حاجی عالم دین کے چہروں سے کشف نقاب کرنا ہے۔

ماں کی طرف سے میرا خاندان خاندان وفڑ وپا ہے جنہوں نے میری اور میرے بھائیوں کی ارث کو ستر سال سے روکا ہوا ہے۔غرض قرآن میں خاندان کی سفارش آئی ہے، میں نے ان خاندانوں میں سے کسی کا حق ضائع کیا ہو ان سے نا انصافی کی ہو لکھ کر دیں تدارک کروں گا۔نہج البلاغہ خطبہ ۶ میں آیا ہے حضرت علی نے فرمایا ''میں اس حیوان جیسا نہیں بنوں گا کہ جو کمر زمین پر لگا کر سوتا رہے، یہاں تک کہ اس کا شکاری آجائے اور اس کو پکڑ کر لیجائے'' اس کو کہتے ہیں ''حملہ کر کے چیر دیا'' اس کو اندر خانے ماریں، بیس تیس سال تک اس مفروضہ باطل کو بنیاد بنا کر بچوں اور عورتوں کے ساتھ مقابلہ نہ کیا خود پیتا رہا۔ حضرت علی نے فرمایا ''اس کو اچھا نہیں کہیں بلکہ ذلیل انسان کہیں جس کو اندر خانہ بچوں سے مار کر مروائیں'' لیکن اللہ سبحانہ نے قرآن میں فرمایا ''وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے'' اب تو میں مقابلہ کروں گا۔اب تو اسکالرشپ خوروں نے بھی مجھے تذلیل و تحقیر و توہین کے نیزہ و تیر مارنا شروع کئے ہیں۔ان سب نے میرے ساتھ ظالمانہ شقیانہ، اہانت و جسارت والا سلوک کیا ہے۔

مجھے اور میرے دو مفلوج بھائیوں حسن اور حسین کو باپ کی وراثت سے ایک ایک کنال زمین ملی اشجار میں گنتی کے چند درخت ملے ہیں میں بے وقوفی میں نام نہاد عالم دین

بننے کی وجہ سے کاشت کاری وزمینداری نہیں کرسکتا تھا دونوں بھائی مفلوج ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں کرسکتے تھے آخر میں مجبور ہوکر ترک وطن کرنا پڑا اس حالت زار کودیکھنے کے باوجود ظالم وجابر غاصب وفاسد اولا دعیسٰی نے جہاں اپنے بے وقوف چچا کو مونث کا حصہ دیا ہے جس طرح کریم یا شکور نے اپنے بھائی قاسم کولڑ کی حساب کرکے ارث دیا تھا، کچھ دیگر اکثر جائیداد پر قبضہ جمایا۔ اپنے چچا پر اور میرے دو بھائیوں کی حالت زار پر رحم نہیں آیا علاقہ چھورکاہ کے رشوت خور مطعون اور کھڑ پینچوں، گواہ فروشوں ہبہ نویسوں کی شقاوت وقساوت سے خوف زدہ ہوکر مجھ میں میری امی کے حق کا دعویٰ کرنے کی ہمت نہیں آئی جب ایران سے واپس کراچی آیا اور ایک چھوٹا سا ادارہ نشر کتب تاسیس کیا خود سے کتابیں چھاپیں ایران سے منگوائیں پاکستان بھر میں اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے ادارہ کا ایک نام پیدا ہوگیا۔

دارالثقافہ اسلامیہ کسی گروہ یا تنظیم کے زیر نظر نہیں بنایا ہے کسی مجتہد، مرجع وقت یا ان کے کسی وکیل کی سرپرستی میں بھی نہیں بنایا ہے اس کیلئے کسی سرمایہ دار سے سرمایہ بھی نہیں لیا، نہ ہی اس کیلئے خمس جمع کیا، البتہ کسی نے ازخود دیا ہے تو میں نے لے لیا۔ اس ادارے کا آغاز اپنی دیرینہ خواہش اسلام کا نام اونچا کرنا، اسلام ہی کو اٹھانے کے جذبے کے تحت کیا قیام حسین کے بارے میں امام حسین کے قیام سے متصادم ومتعارض تفسیرات اور رسومات کی رد میں کتب لکھیں ان کا آغاز پہلی کتاب تفسیر عاشورہ وتفسیر قیام امام حسین اور مذہب اہلبیت سے کیا تھا بعد میں ایران سے اردو کتابوں کی اشاعت والوں اور سازمان تبلیغات اسلامی سے منگوائی کتابیں چھاپ کر کیا تھا۔ پاکستان میں شیعہ سنی دونوں میں انقلاب سے متاثر ہونے والوں نے کتابوں کا استقبال کیا دیگر کتاب خانوں میں دارالثقافہ اسلامیہ کی کتابیں

جلب توجہ بنی تھیں، ادارے کا قیام ۱۴۰۵ھ میں قائم ہوا اور ۱۴۲۰ھ میں بند ہوا قیام سے لیکر اب تک تین بنکوں الائیڈ بنک ناظم آباد برانچ اور حبیب بنک رضویہ سوسائٹی اور حبیب بنک سکردو کے علاوہ کوئی چوتھا اکاؤنٹ نہیں رہا۔ الائیڈ بنک کا اکاؤنٹ ۲۰۱۰ء میں بند کیا اب دس سال سے حبیب بنک رضویہ سوسائٹی اور حبیب بنک سکردو والے اکاؤنٹ جاری ہیں ان تینوں بنکوں میں آج سے پانچ چھ سال پہلے دس کنال زمین سرکار نے خریدی جس کی مد میں چالیس لاکھ ملے تھے جو حبیب بنک سکردو میں جمع کیا۔ یہ سب سے بڑی رقم ہے جو اس پورے عرصے میں جمع ہوئی تھی ورنہ کسی بھی بنک میں پانچ لاکھ جمع کیا ہو یا پانچ لاکھ نکالا ہو نہیں ملے گا۔ میری کل آمد دگی میرا سب سے بڑا الفلسفۂ حیات میری خودداری وقناعت و کفایت شعاری اور سرمایہ داروں کے سامنے عدم خضوع وعدم خشوع ہی رہا ہے۔ جب میری بیس تیس مطالعات قیام امام حسین سے ماخوذ مطالب کتب کی شکل میں آئیں تو اس ابو جہل کی آنکھوں میں تیر سہ شعبہ بنیں اور نمک حرام جعفر نے اپنی بیٹی کو میری زوجہ کے ہمراہ یہاں بھیجا تین سال تک میں نے اپنی بیٹیوں جیسا ان کی خدمت کی۔ جب میں نے معذرت کی تو میرے خلاف مہم چلائی تو میں نے یہ سکھانے کیلئے دعویٰ کیا میرے دل میں پیسے کا لالچ نہیں آیا میں نے کروڑوں کے حساب مفت ملنے والی رقوم کو واپس کیا، اس کی تفصیل جاننے کے خواہشمند فصل نامہ عدالت پڑھیں، ان سے ملنے والی جائیداد کی کیا حیثیت ہے۔ میری اولاد نے مجھے آنکھ مچولی سے دیکھا گویا بوڑھا فرسودہ ہونے کی وجہ سے ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ جن سے معاشرے میں بدنام ہیں ہم کیا کر سکتے ہیں، ان کے نزدیک ہم وبال جان بنے ہیں کہ مرتا بھی نہیں ہے یا کاش کسی ایسے عمل میں ملوث پایا جائے

کہ جلدی گرفتار ہو کر جیل چلا جائے۔اس میں جائے شک وتر دد نہیں لوگ ہمیں اچھی نظر سے نہیں دیکھتے لیکن یہ لوگوں سے بھی کئی گنا زیادہ کراہت ونفرت سے دیکھتے ہیں۔

کتاب قصص العرب ابراہیم شمس الدین ج ۴ص ۲۴۶ پر لکھتے ہیں یونان میں کسی نے سقراط سے پوچھا کہ تم احیاءشرافت انسانی کی بات کرتے ہو اور خود اپنے نفس پر رحم نہیں کرتے ہو تو سقراط نے کہا انسان کو اپنے اور زندگی کے درمیان رشتہ تلاش کرنا چاہیئے کہ آپ اور زندگی میں کیا رشتہ ہے؟ آپ محترم ہیں یا زندگی؟ آپ زندگی کیلئے وقف ہیں یا زندگی آپ کیلئے وقف ہے؟ اگر آپ زندگی کیلئے خلق ہوئے ہیں تو آپ کی تمام تر توجہ تنوعات اور کمیات و کیفیات کی تلاش پر مرکوز رہے گی تو اس زندگی کی قدر و قیمت بھی اس زندگی سے خارج فضلات جیسی ہوگی۔نیز امیر المومنین نے ایک خط میں عثمان بن حنیف کو لکھا ہے اللہ نے مجھے حیوان جیسا نہیں بنایا ہے جس کا ھم وغم کھانا، پینا، جینا اور سونا ہو جس کا ھم وغم کھانا، پینا، سونا اور عیش وآرام ہو وہ ذلیل وحقیر اور پریشان زندگی گزارتے ہیں، اللہ نے فرمایا ہے ﴿وَ مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً وَ نَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمى﴾ (طٰہٰ۔۱۲۴)۔

ہم نے کہا علماء چھور کا کو دین کی الف ب بھی نہیں آتی ہے تو سوال یہ ہے کہ منابر پر کیا بولتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ منابر پر ایران میں سنی باتیں معاشرے میں چلتی باتیں باطنیہ کی تعلیمات باطلہ جو دین سے روگردانی کیلئے گھڑی احادیث پر مبنی ہوتی ہیں۔

۱۔کسی پر اگر احسان کیا ہے تو اس پر منت نہ لگائیں یہ اس صورت میں درست ہے کہ وہ شخص اس کا اعتراف کرتا ہو اگر احسان فراموش کرنے والا ہو جیسا کہ ہمارے اعزاء

واقرباء اور بعض دوست ہیں ۔باطنیہ نے بعض باتیں مسلمانوں میں عنصر احسان فراموشی کیلئے گھڑی ہیں جیسے کہتے ہیں ،نیکیاں بھول جائیں ان کے بارے میں آیا''**من لم یشکر المخلوق لم یشکر الخالق**''جو سامنے والی مخلوق کا شکر نہیں کرے گا وہ نظروں میں نہ آنے والی ذات کا کہاں شکر ادا کرے گا ،ایسے لوگوں کو اپنے احسانات کی یاددہانی کرائیں تا کہ یاد آجائے یا شرمندہ ہو کر سر نیچے رکھیں نہ اٹھا سکیں یہ ہی تعلیم قرآن ہے جہاں سورۃ الرحمٰن میں آیا ہے ،یاددہانی سنت اللہ ہے سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کرو نبی کریم کے بعد ابن خطاب کو یاد کرو۔

۲۔اگر دائیں ہاتھ سے دیں تو بائیں کو پتہ نہ چلے ،بائیں کو اگر لاؤڈ سپیکر سے اعلان بھی کریں تو بھی پتہ نہیں چلے گا یہ اعضاء انسان صرف مار پیٹ کا احساس رکھتے ہیں ،یہ عضو رزق حلال وحرام ،نمک حرام و نمک حلال کا احساس نہیں کرتے ،نمک حرام کی گھڑی حدیث ہے۔

۳۔جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے ،جنت کسی بھی ہستی کے قدموں کے نیچے نہیں ،ماں کے ،استاد وامام جمعہ وجماعت کے حتیٰ رسول اللہ کے قدموں کے نیچے بھی نہیں ، جنت کی ساحت زمین وآسمان سے بڑی ہے ۔وہ صرف اطاعت اللہ کے نتیجے میں دی جاتی ہے۔

ہمارے دوست احباب ،رشتہ دار ،اقرباء ،اولاد ،زوجات ،بنین و بنات ، برادر زادگان جن کو میں نے کچھ دیا ہے ابھی نہیں بولوں گا اگر ہم نے غلطی کی ہے اللہ سے معافی مانگوں گا اگر صحیح کیا ہے وہاں اجر ملے گا ،اگر ہم سے جھوٹ بولا ہے چوری کی ہے

دھوکہ دیا ہے، کمیشن لیا ہے تو خردل وقیر برابر معاف نہیں کروں گا، اللہ کا بھی یہی حکم ہے ''ولا تعاونو علی الاثم والعدوان'' معاف نہیں کروں گا کسی قسم کی رعایت نہیں دونگا اگر نہیں دیا وہاں وصول کرونگا۔ ملک میں حرام خوری کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی ہے۔

عیاشی کیا ہے:۔

عیاشی ضرورت اور آمد سے زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ عیاشی کون کرتا ہے؟ جس کو مفت پیسہ ملتا ہے وہی عیاشی کرتا ہے۔ میں تم لوگوں کی عیاشی سے کبھی غافل نہیں رہا، جس وقت سجاد رات گیارہ بجے کو عظیم مارکیٹ سوپ پینے کیلئے لے جاتے تھے، ہوٹلوں میں لے جاتے تھے۔ عیاشی کے بہت سے مصادیق ہیں۔

۱۔ مال ہو یا نہ ہو، خرچ کرنا ضروری ہے چاہے گدائی کرکے یا قرضہ لیکر یا رشوت لیکر ایک شاندار ہال میں ولیمہ کرنا، ان کے بقول شادی عمر میں ایک دفعہ ہوتی ہے یہ بات ان کی کچھ حد تک درست ہے کیونکہ ان کا ایمان ہے ان کی آخرت ویران ہے، ان کی آخرت جہنم ہے اور جہنم والوں کو خوش یہیں پر ہونا ہے وہاں مصیبت پر مصیبت ہوگی۔ ﴿وَ مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِى فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكاً وَ نَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ أَعْمى﴾ (طٰہٰ۔۱۲۴)۔

۲۔ مال مقدار عیاشی کیلئے نہیں ہے لیکن پھر بھی اپنی حیثیت اور دکھاوے کیلئے خرچ کرتے ہیں۔

۳۔ بعض کی کمائی اتنی نہیں لیکن خرچ آمدنی سے کہیں زیادہ ہے، لوگوں میں شکوک وشبہات بڑھنا شروع ہوتے ہیں پیسہ کہاں سے لاتے ہیں۔ بعض خیال کرتے ہیں میری

اولادوں کا اپنا خرچ ،خوراک ،لباس ،رہنا سہنا عیاشی تھا، اس میں بچوں کے ساتھ داماد و برادرزادگان بغیر کسی استثنا کے عیاشی کرتے ہیں، ان کے پاس پیسہ کہاں سے آتا ہے ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ میں ہی دیتا ہوں۔

ا۔عرصہ بیس سال سے میرے ادارہ پر علم پرستوں اور سرمایہ داروں، عظیم فتنہ ناپذیر کذب وافتراء کے ''ملکوں'' نے پابندی لگائی ہے اگر تصدیق کرنا چاہیں تو ابھی تشریف لائیں تین کمرے کتابوں سے بھرے مٹی و دیمک لگے ہیں، دیکھ کر اہل انصاف کو رونا آجائے گا۔

۲۔خمس کی آمدنی ،میرے حوزہ چھوڑنے سے اب تک تقریباً پچاس سال ہوئے ہیں کسی بھی دن خمس کے بارے میں تقریر نہیں کی ،دو تین سو تک کتابیں بمعہ مجلّہ نکالی ہیں، خمس کے عنوان پر کتاب لکھی اس کا مطلب یہ نہیں میں خمس نہیں لیتا تھا لوگوں سے تو جھوٹ بول سکتے ہیں لیکن اللہ سے تو نہیں چھپا سکتے وہ تو دو محرم راز سر واخفی کے درمیان تیسرا ہوتا ہے ﴿مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ.. مجادلہ۔۷﴾ ۔میرے پاس آغائے محسن الحکیم سے لے کر آغا خامنہ ای، ناصر مکارم شیرازی تک کے اجازے موجود ہیں، اجازہ تو ہم نے اس وہم وگمان میں لیا کہ یہ ترویج دین کیلئے مخصوص ہے ہم اس کے ذریعے سے اطمینان سے یکسو ہو کر دین کو اٹھائیں گے لیکن میدان عمل میں داخل ہوتے ہی دیکھا اس سے ذلت آور اور کوئی چیز نہیں ہے اس میں اور اللہ کے نام پر دے دو بابا کرنے والوں میں چنداں فرق نہیں صرف انداز میں فرق ہے بطور مثال بعض سادات اچھے چمکدار قیمتی لباس پہن کر سرمایہ داروں کی دکانوں میں

جاتے ہیں تا کہ خمس دہندہ یہ سمجھے کہ باعزت شخص ہے اس کو معمولی رقم دے کر واپس نہیں کر سکتے اگر میلے کپڑے میں جائیں دس بیس روپے دے کر واپس کرتے ہیں، یہ اجازہ نامہ بھی اسی طرح کا ہوتا ہے، اس کیلئے کمیشن دینا ہوتا ہے خود لینا ہوتا ہے اور پھر دینا بھی ہوتا ہے، کھلانا بھی پڑتا ہے، یہ کمر درد کے پلستر کیلئے اچھا ہے عزت آور نہیں، یہ ایک علمی سند نہیں ہے جس سے اچھا عہدہ ملے بلکہ گدائی کا سرٹیفکیٹ ہے یا کشکول علماء ہے لہٰذا اسے دکھانے کیلئے اشتہار بنایا نہ کسی سرمایہ دار کی دکان پر جا کر ان کے مرحوم والد دادا نانا وغیرہ کیلئے فاتحہ پڑھی ہے نہ کسی کمیشن پر خمس لانے والے سے سمجھوتہ کیا، کسی نے لایا تو لے لیا نہ لایا تو از خود درخواست نہیں کی، حتیٰ میں خمس دہندوں سے ڈرنے اور ہراساں ہونے لگے۔ جس طرح کہتے ہیں کوئی جنگل کا شیر بارش سے ڈرتا ہے ہم خمس حتیٰ ہدیہ کے نام سے پیسہ دینے والوں سے ڈرتے ہیں۔ نہج البلاغہ میں آیا ہے ''طارق طرقنا'' دروازے کی کنڈی مارنے کی آواز سنی تو علی باہر آئے ایک شخص ہاتھ میں ایک برتن لئے کھڑا تھا پوچھا یہ کیا ہے کہا یہ ہدیہ ہے حضرت نے فرمایا تمھاری ماں تمہاری مصیبت میں روئیں، دین کے راستے میں دھوکہ دینے آئے ہو۔ ہمارے ایک دوست شیخ علی دولتی نے فرمایا ''آپ نے آغا گلپایگانی سے سنا ہے ہمیں مرجع بننے سے پہلے تک حسن نیت، اخلاص سے دیتے تھے، مرجع بننے کے بعد دینے والے خمس رشوت ہے، رشوت کا دوسرا نام ہدیہ ہے معلوم نہیں ہمارے حکام ہدیہ کے نام سے کتنی رشوت کھاتے ہیں وہ شاید انکوائری میں بھی نہیں آتا ہوگا سنا ہے نواز شریف کے ہاتھ میں ۴۸ لاکھ ڈالر کی گھڑی تھی جوان کو ان کے دوست نے دی تھی۔ میرے ایک مخلص دوست کراچی کے کسی بنک کے افسر تھے خود ایک سادہ انسان ہیں وہ میری ہر کتاب پڑھتے تھے، وہ

خیانت کریں گے احتمال بھی نہیں تھا، ان کا نام میر محمد علی ہے ان سے بھی لینا بند کیا کہ کہیں کوئی ان کے ذریعے نہ بھیجتا ہو۔ تقریباً آج سے دس سال پہلے ایران گیا آغا سیستانی کے دفتر نے دو لاکھ تومان بھیجے واپس بھیجے، شوریٰ حوزہ سے ایک چیک لفافے میں بھیجا لفافہ کھولا نہیں واپس کیا، آغا بہاؤالدینی نے دو دفعہ بغیر ٹیلیفون کئے آ کے ساتھ آنے والے کو باہر بھیج کر مجھے لفافہ دیا میں نے واپس کیا کسی صورت نہیں لیا۔ میں نے اپنی تازہ کتابوں کی قیمت ایک ہزار دو ہزار مہنگی کر دی ہیں تا کہ کوئی نہ خریدے، میں کہتا ہوں مجھے پیسوں سے نفرت ہے۔ جتنا میرے وارثین کو پیسے سے محبت مجھ سے نفرت ہے، مجھے ان کی دین سے نفرت کی وجہ سے پیسے سے مال سے نفرت ہے۔ مجھے خود چھور کا والے یہ کہتے ہیں پہلے خود کرتے تھے اب منع کرتے ہیں تو کس بات کو مانیں؟ جواب ایک ہی ہے کہ وہ نہ پہلے مانتے تھے نہ اب مانیں گے وہ تو صرف اپنے مفاد کو مانتے ہیں، بات وہی ہے جو یہودی نے حضرت محمدؐ سے کہتے تھے، قبلہ جب بیت المقدس سے کعبہ کی طرف موڑا تو کہا ''اب مسلمان یہ بتائیں کون سا قبلہ درست ہے پہلا قبلہ درست تھا تو یہ باطل ہوگا، اگر یہ صحیح ہے تو پہلا باطل ہوگا'' میں نے کیوں خمس وصول کیا؟ پہلا جواب یہ ہے کہ میں نے کبھی بھی کسی سے خمس کی درخواست یا التماس نہیں کی دوسرا یہ کہ خمس کے بارے میں سنا تھا یہ دین کی ترویج کیلئے مختص ہے لیکن یہاں جعلی مزارات، علم، مسجد کے خلاف امام باڑے، بے حجاب عورتوں کا روزگار ہسپتال، ٹی وی، عزاداری، ضد اسلام کاموں پر خرچ ہوتا ہے، ایک ہی شرط تھی جو زیادہ کمیشن دیں گے اس کو ملے گا۔ خمس کی تعریف میں جو کچھ آیا ہے وہ یہودی کمپنیوں، شیمپو، لکس صابن، میک اپ کے سامان کے اشتہار جیسا ہے، اس نے بے دینی پھیلانے میں جو کردار ادا کیا ہے اس

کا عشر عشیر بھی دین کی سربلندی کیلئے استعمال نہیں ہوا ہے۔ سب سے حیرت آور قرآن کریم پر پابندی والی عمارات ''قصر اوین'' مانند خمس سے ہی بنائی گئی ہیں۔ لہٰذا ہم نے اس بارے اس کو جڑ سے اٹھایا، اجتہاد و مجتہد و خمس گٹھ جوڑ ہے چنانچہ آج سے دس سال پہلے برادران لالجی نے مجھ سے تین مجالس پڑھنے کیلئے اصرار کیا میں نہیں چاہتا تھا پڑھوں آخر میں ان کے اصرار پر کہا اچھا پڑھوں گا، پوچھا کیا موضوع ہوگا برجستہ کہا ''اجتہاد، مجتہد خمس میں گٹھ جوڑ''۔

یہ مفروضہ کہ میرے پیسے سے عیاشی کرتے ہیں غلط ہونے کی چندین وجوہات بنتی ہیں قارئین اطمینان سے تحقیق کر سکتے ہیں۔

ہمارے گھر والے اور برادرزادگان سوائے میری ذات کے مرض عیاشی میں مبتلا ہیں، جب یہ مرض عارض ہوتا ہے تو خود اور وابستگان مداوا سے مایوس ہی ہو جاتے ہیں اس مرض میں مبتلا دوا کیلئے داء (مرض) ہی استعمال کرتے ہیں۔ یہ مرض کہاں سے کیسے عارض ہوتا ہے اس بارے میں یونان کے پدر فلاسفہ نے اس کا سبب عارض بتایا ہے انسان دو قسم کی زندگی گزارتے ہیں ایک وہ ہیں جو زندگی کا مقصد ہی کھانا سمجھتے ہیں دوسرے زندہ رہنے کیلئے کھاتے ہیں۔ اس کی ایک قسم بہت نقصان دہ بتائی گئی ہے۔

نواز شریف اور دیگر سیاستدانوں کی بیرون ملک آف شور کمپنیوں کی اخبار میں خبر آنے کے بعد بعض جوانوں نے سوچا ہوگا کہ ہم کیوں زحمت میں پڑیں سیاست میں آجائیں دولت خود بخود آئے گی۔ رفتہ رفتہ عیاشی ایک پیشہ ہو جائے گی، چنانچہ سید محمد اور عباس کا آغا سعید کی عیاشی کو دیکھ کر لعاب دہن باہر آنے لگا۔ تیس پینتیس سال کی عمر

میں بیوی بچوں کو ساتھ لے کے امشلہ پڑھنے کیلئے گیا، جہاں پہلے جانے والوں کے واپس آنے کی کوئی خبر نہیں ہے اور باقی بھی مفت عیاشی کیلئے قصد قربت کئے ہوئے ہیں۔ روح اللہ کی پہلے دن سے ہی عیاشی پر نشو ونما ہوئی ہے لہٰذا پہلے دن سے عیاشی والے علم کو حاصل کیا لیکن وہ اس میں ناکام ہوگیا۔ آغا عابد عیاشی میں پڑھے سوچا کہ عیاشی والی نوکری ملے گی ناکام ہو گئے، زحمت والا بھاگ دوڑ والا ذریعہ معاش تلاش کرنا پڑا معلوم نہیں انجام کیا ہوگا۔ آغا روح اللہ کی نوکری اتنی بڑی نہیں لیکن جو عیاشی وہ کر کے دکھایا وہ بھی حیرت آور ہے۔ شاید اسی لئے میں ان کی نظر میں حقیر نظر آتا ہوں گا ورنہ کوئی خاص ذرائع آمدن نظر نہیں آتے ہیں، اگر کوئی کمال ہے تو وہ وہی سادات ہونا ہوگا یہ بھی مفت خوری والا پیشہ ہے۔ شرف الدین اس کے متحمل نہیں ہوسکتے ہیں۔ عرصہ تیس سال سے شروع کرتے ہیں۔ میرے ٹیلیفون بل، بجلی بل گیس بل لے لیں، میرے لباس، جوتے، گھر میں وسائل زندگی، کھانے کے اخراجات دیکھنے والوں سے پوچھیں کہ کس نوعیت کا کھاتے پیتے اور پہنتے ہیں؟

میرا ادارہ دار الثقافہ الاسلامیہ پاکستان محاسن الفاظ وکلمات کے ساتھ محاسن معانی ومضامین محتوی کا حاملہ تھا، یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا الطاف وعنایات کی عطاء تھی اسی وجہ اس ادارہ مبارکہ نے مجھے بے بسی میں تنہا نہیں چھوڑا غربت و بے کسی میں میرا انیس ومونس رہا جہاں جس سے دل باندھا تھا اعزا ءواقربا ءدوست احباب نے منہ مار کر مجھ سے نفرت کراہت کی لیکن دار الثقافہ نے کمال عطوفت بغیر کسی تملق وچاپلوسی دوروئی دوزبانی، دورخی کے چہرہ کشادہ کے ساتھ مجھے اللہ اور جزا ءحسنات سے دل باندھا میں نے اس توفیق عظیم وجسیم پر اس ذات معطی توفیقات کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس کا سب سے پہلے میرے اوپر امتنان اس

نام کا الہام تھا، اس نام نے دن سے توجہ بالاسلام دوری از مذہب شقاق ونفاق وا کا ذیب و افترات سے کشف نقاب فرمایا اور دل و دماغ ہاتھوں کو اسلام قرآن اور محمد کا نام گرامی بلند کرنے کی توفیق عنایت کی ہے کہ دیگر تمام توجہات میں ریا کاری عوائد وفوائد دنیوی جیسی خسائس ذاتقہ دخل ہوتا تھا لیکن دار الثقافہ کی تاسیس قیام میں خالص اسلامی تھا لہٰذا اس نے مجھے اس کی تاسیس سے لیکر الی یومنا ہذا تک شر کا متشا کوں سے دور رکھا، چاہنے والوں کے ہاتھ از خود کاٹ دیئے، یہ سب سے بڑی نعمت تھی یہ ایک امانت جلیلہ تھی دار الثقافہ اسلامیہ اہلبیت کے نام سے ضد اسلام چلانے والوں کی آنکھوں میں خار مغیلان تھا، انتہائی حد مایوس حملات بشری تو نے مجھے نام معظم محمد وقرآن کو اٹھانے کی جو توفیق عنایت کی ہے میری دنیا میں لحات احتضار میں کلمہ طیبہ روز محشر میں نامہ عمل جو وہ میری دائیں ہاتھوں میں عنایت فرمائیں گے تو میں اہل محشر سے عرض کروں گا ''ھاو اقرو کتابی''۔

دار الثقافہ اسلامیہ پاکستان مادی حوالے سے کسی بھی وقت اپنے آغاز سے ابھی تک کسی کا مقروض نہیں رہا ہے دیگران اس کے مقروض رہے ہیں۔اما معنوی حوالے سے بعض احباب نے اپنی قلیل توانیوں کو کثیر عوائد وذخیر آخرت کی خاطر اس میں حصہ لیا ہے۔ البتہ بعض دوست احباب نے از روئے اخلاص اور بعض نے جال صیادی طور پر مجھے جو قلیل عطیات میری ذاتی حوالے سے دیا تھا وہ قلیل ہی تھا اس کو میں اپنے خانہ اور دار الثقافہ میں حسب ضرورت صرف کیا ہے۔دار الثقافہ اسلامیہ ۱۴۰۵ھ میں ''است علی التقویٰ'' قائم ہوا ۔۱۴۲۰ھ درد چشم باطنیہ میں روز افزوں کی وجہ سے، اپنی آنکھ کے درد کی کمی کی خاطر اس کو پسند کیا گیا اس وقت سے میرا اور دار الثقافہ کا ونٹ الائیڈ بنک ناظم آباد، حبیب بنک رضوی

سوسائٹی، حبیب بنک سکردو خاص میں رہا۔ امالائیڈ بنک ناظم آباد ۲۰۱۳ھ کو بند کیا، رضوی اور سکردو جاری ہے اس پورے عرصے میں سکردو حبیب بینک میں میری دس کنال زمین کی قیمت آئی اس کے علاوہ اس پورے عرصہ میں میرے ادارے میں پانچ چھ لاکھ نقد یا چیک کبھی جمع نہیں ہوئے، ادارہ کسی بھی وقت اس عمر میں کبھی اشتہار یا چندہ یا کسی کی شراکت نامی نہیں تھی، میری عمر کا تقاضا ہے مجھے عنقریب یہاں سے رخصت ہونا ہے اس ادارے کو عمق ذات میں اللہ ہی کے حوالے کر کے جاتا ہوں۔ اما ظاہر کاوشیں ایک عرصے سے یہ رہی ہیں کہ برادران واہ جنہوں نے ابتداء سے خالصتاً میرے ادارے کے ساتھ تعاون کیا ہے ان میں جن سے زیادہ امیدیں وابستہ کیا رکھا ہے وہ برادر ابرار حسین صاحب سے امید باندھے ہوئے ہوں وہ اس کو اللہ کی رضا اپنی آخرت کی خاطر جاری رکھیں گے اس کے اور میری دیگر کتب کی نگرانی کی خاطر سکردو ہولڈ نگ دس کنال مختص کئے ہوئے ہیں جس کی تفصیل کتاب مذہب چھور کا میں دی ہے۔

بلتستان میں میری ہمشیرہ اور دوست اور اپنے درختوں کے علاوہ چند کنال زمین فروخت ہوگئی ہے، ابھی تو درخت بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ کتابیں خریدنے پر بندش ہونے کے بعد جوا کا دکا فروخت ہو رہی ہیں ان کو ہم نے مہنگا کیا اور بلتستان میں باقی ماندہ سے ہر سال میں حاصل رقم سے ہم گزارہ کررہے ہیں۔ بتائیں ان کو میں کیا دے سکتا ہوں اور وہ ہم سے کتنا لے سکتے ہیں؟

۴۔ مجھے ان کی عیاشی سے غصہ صرف میرے مقاصد کے خلاف ہونے پر نہیں بلکہ خود نفس عیاشی پر ہے، یہ عیاشی ملک وملت اور دین ودیانت سب کیلئے دیمک سے زیادہ

خطرناک ہے یہ عیاش مصدر مانگتے ہیں جائز طریقے سے یا نا جائز طریقے سے ہو، عیاشی کا پہلا نتیجہ مفت خوری، بے روزگاری، دین و دنیا دونوں کی بربادی ہے کیونکہ قرآن میں اپنے مال یا دوسروں سے لئے مال دونوں سے عیاشی کرنے سے منع کیا گیا۔ زیادہ عیاشی کرنے والوں کو برادران شیطان کہا گیا ہے۔

مجھے تنہا اپنے بچوں کے اسراف سے اختلاف نہیں بلکہ مجھے پورے ملک کے اسراف کنندگان سے اختلاف ہے جس میں سرفہرست سرمایہ داران ہیں، یہ لوگ ملک میں عیاشی پھیلانے کا پروگرام چلاتے ہیں، عمداً بدنیتی پر چلاتے ہیں اس حوالے سے یہ عیاش پورے ملک کیلئے خطرہ ہیں اس کا واضح ثبوت نام نہاد عید کی اسرافی سرگرمیاں ہیں، اس میں قہر و غضب الٰہی کا ملایا ہوا ہے اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں ہر قسم کی عیاشی چلتی ہے۔

۱۔ جو ملک لوٹتے ہیں اپنی کمائی سے حاصل دولت سے عیاشی نہیں کرتے ہیں اس میں حکمران اور سرمایہ دار ایک جیسے ہیں۔

۲۔ دوسرا ان کے پاس اتنی دولت نہیں لیکن اپنے آپ کو اپنے محسود ناپسند افسر یا تاجر و سرمایہ دار کے برابر دکھانے کیلئے عیاشی کرتے ہیں۔

آج یہ حضرات تہران سے سکردو فضائی سفر کرتے ہیں بفرق دوستی میں میرے خلاف جمع ہوتے ہیں ایران کراچی سکردو چھورکا کے نام نہاد روشن خیالوں اسلام کے ایمانیات سے انجان اسلام دشمنوں کی جیب نوٹوں سے بھری دیکھ کر یہاں کے عزیزوں کے لعاب باہر آتے ہیں۔ ایک دفعہ میرے پاس نجف سے ایران، ایران سے کوئٹہ اور پھر کراچی

سے گھر جانے کا کرایہ نہیں تھا ہاتھ کی گھڑی شیخ محمد حسین تجوس کے فرزند آغا محمد کو تین سو میں فروخت کر کے سکردو پہنچے، وہاں ۱۶ روپے بچے تھے سولہ روپے میں ایک گھوڑا بغیر زین و لجام کرایہ پر لے کر شگر خاص اور وہاں سے گھر پانچ کلو میٹر پیدل گئے، دس بارہ سال نہ چلنے والے پر کیا گزری ہوگی۔

اولادوں اور باپوں میں اختلافات و تنازعات:۔

طبیعت باپ اتصالی ہے چونکہ اس کا جز و ذات ہے حضرت علی نے امام حسن سے فرمایا ہے "وہ اپنی بقاء اولادوں کے وجود میں دیکھتا ہے جتنی خود سے محبت رکھتا ہے اسی طرح اولاد سے محبت کرتا ہے" بقول صوفی "میں تم تم میں ہو" لیکن کوئی باپ اس حد تک تیار نہیں ہوتا کہ وہ جانتے ہوئے بھی بیٹے سے یہ کہیں کہ تم پرواہ نہ کرو تمھارے بدلے میں جہنم جاؤں گا، کوئی بھی یہ نہیں کہتا ہے میں بھی یہ نہیں کہوں گا اولادوں کی طرف گرائش طبیعت انسان میں ہے لہٰذا جو احادیث اولاد کے حق میں آتی ہیں جھوٹ ہیں کچرا ہیں باطنیہ اور مغرب کی ساختہ ہیں لہٰذا اولادوں کی سفارش میں نقل کرنے والی احادیث زائد و مخدوش ہیں۔ اولاد سے محبت محتاج ہدایت نہیں۔ طبیعت اولاد انفصالی ہے جتنا بڑھتے جاتے ہیں باپ سے جدا نظر آتے ہیں جو ہمہ وقت استغناء وا ستقلال طلبی کرتا ہے۔ یہ خاصیت حکمت باری تعالیٰ ہے تا کہ نسل باقی رہے، قرآن کریم میں ایک دوسرے سے متعلق نیازمندی کی جو بات آئی ہے یہ مادیات تک واجب التوجہ ہے بچہ جب بالغ ہو جاتا ہے تو کفالت ختم ہو جاتی ہے، اور باپ جب معذور ہو جاتا ہے تو شروع ہو جاتی ہے۔ دین اسلام باپ کی اس بے مہار محبت کو کنٹرول کرنے کا حکم دیتا ہے بلکہ اس کو متوجہ کرتا ہے کسی وقت یہ تمھارا دشمن بھی ہو سکتا ہے﴿

اِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَ أَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ﴾ (تغابن۔۱۴)لہٰذا مسلمان باپ قرآن اور سیرت محمدؐ پر ایمان رکھنے والا اولادوں کو بے پدر مادر آزاد نہیں چھوڑتے نہ غیر متعلقہ خاص کران کے بے دین ساتھیوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے ہیں لیکن بے دین باپ جن کا کوئی دین و دیانت نہیں ہوتی ،کالڑکا جتنا بے دین وفاسد ہو جائے، مکاروحیلہ باز ہو جائے خوش ہوتے ہیں کہتے ہیں میرا یہ بیٹا شیطان ہے۔اس حوالے سے ہم دوسری قسم کے باپ نہیں تھے۔اسی طرح ہم نفلیات تسبیح والے دوسروں کو زہد کی دعوت دے کر خود اپنی اولادوں کیلئے مال ودولت بنانے والے بھی نہیں رہے، میں صرف اداواجبات اورترک محرمات کا مبلغ ہوں ۔ابھی تک اپنی اولادوں کو کسی کے کہنے پر یا سنی سنائی پر نہیں ڈانٹا،میرے پاس ان کی برائی وخرابی کے شواہد خودان کی زبانی سنی یا آنکھوں دیکھی بات ہے جسے وہ جھٹلا نہیں سکتے اورانکار نہیں کرسکتے ہیں۔ان کی نابالغی کے دور سے اب تک حرکات وسکنات میرے ذہن کے کمپیوٹر میں ضبط ہیں کیونکہ میں ہمیشہ ان پر ناظر ورقیب رہتا تھا،ان کو اپنی نظارت سے دور نہیں رکھا تھا،ایک دن جب نابالغ تھے انہیں کسی بلتی لڑکے نے پارکر بال پین دیئے تو میں نے دیکھتے ہی پوچھا یہ کس نے دیا ہے کہا فلاں نے دیا ہے تو میں نے اس کے گھر میں آنے پر پابندی لگائی، جو ابھی تک جاری ہے لیکن میری یہ نظارت ناکام ہوئی کیونکہ ان کے خالہ زاد میرے گھر میں رہتے تھے،جن کے پاس دین نہیں ہوتا تھا ان کا دین پڑھائی کے بعد اعلیٰ پائے کا روزگار حاصل کرنا تھا اس نے اپنی خالہ کی محبت میں میرے گھر میں اولادوں کی توجہ کو میرے خلاف کیا ایک خالہ زاد میرے بیٹے صادق کو سی ڈیوں میں مصروف رکھتے تھے وہ پڑھائی کو دین سمجھتے تھے کمیشن کیلئے چاہتے تھے۔اولاد بالغ ہونے تک

باپ حاکم اولاد محکوم ہے ۔لہٰذا کہتے ہیں سربراہ مملکت مثل باپ ہونا چاہیئے اندر سے رحم باہر سے سختی ودھمکی دکھائے ۔ہمارے ملک کیلئے کبھی ایسا حاکم نصیب نہیں ہوا نہ ہونے کی امید نظر آتی ہے،ان کا رویہ وروش عورتوں جیسی ہے جو یہ دیکھتی ہیں کہ بچہ کس چیز سے خوش ہوتا ہے چنانچہ حاضر اور ماضی کے حکمران بھی ہمیشہ لنگر لگانے اورمعذوروں کو کارڈ دینے پرتوجہ مرکوز کرتے تھے یہ ملک سے فقر کے خاتمے کے خواہاں نظر نہیں آرہے ہیں،فقیروں کونوازنا فقراء کی تعداد میں اضافہ کا باعث بنے گا بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ فقراء کے نام سے پارٹی کا ممبر بنارہے ہوں ،یہ اس طرح ملک چلا رہے ہیں کہ جیسے کسی بچے کو مال حرام کھلا کر خوش کریں،قرضے پرقرضہ لاکر ملک کی ترقی کی بات کرتے ہیں اگر زیادہ ضرورت پڑے تو لنگر لگاتے ہیں۔باپ اوراولادوں میں جدائی کی ذمہ دار ماں ہے وہ باپ کے مال سے بیٹے کو حرام کھلاتی ہیں،اس کی مثال کسب حرام کرکے نذرونیاز کرنے والے سرمایہ داران کی مانند ہیں لہٰذا لقمۂ حرام سے پرورش پانے والوں کا انجام براہی ہوگا اس قسم کا کھلانا ایک طرف سے لقمہ حرام ہے چونکہ وہ بیٹے کی محبت میں شوہر کے مال میں خیانت کرتی ہے۔سمجھ لیں بیوی اوراولاد اپنے باپ کے مال سے ضرورت متصارف سے زیادہ خرچ نہیں کرسکتے ،اگر دین دار ہیں تو بات ہوگی جہاں سے فتویٰ لانا ہے لے آئیں،فتویٰ تو ملے گا لیکن میری شرط ہے فتویٰ سند کے ساتھ لاؤ۔دوسرا بچے کو زیادہ کھلانا مریض کوممنوعہ کھانا دینے جیسا ہے۔ عیاش اولاد کبھی بھی عاقل نہیں نکلتی بلکہ بے وقوف ہی نکلتی ہے،لہٰذا دنیا میں عاقل ولائق ہمیشہ غریب گھرانوں سے ہی نکلتے ہیں ابھی تک کسی مرجع کی اولاد مرجع نہیں بنی ہے،سب دیہات نشین ہیں اس کی مثال دینے کی ضرورت نہیں ۔میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا یہاں

تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ،جو کسی اجنبی شخص کی کفالت کی ذمہ داری لینے کو تیار ہووہ اولاد کا بدخواہ نہیں ہوسکتا ہے۔ میں اولادوں کو امتحان میں پاس ہونے پر انعام دینے کے حق میں نہیں تھا،سکول جاتے وقت رقم دینے کے حق میں نہیں تھا کیونکہ اس سے یہ فکر پروان چڑھے گی کہ علم سے پیسہ آتا ہے علم پیسے کیلئے ہوتا ہے۔لہٰذا میری اولاد کی پرورش ان کی ماں نے کی ہے باپ نے نہیں،اگر کوئی تربیت کے فقدان کی بات کرے تو یہاں ان کی ماؤں کی کریں میری نہ کریں ،ظلم ہوگا جھوٹ وتہمت ہوگی۔یہ نظریہ حکم عقل وقرآن ہے مغرب کا نظریہ انسانیت کی بھلائی کیلئے نہیں ہوتا ہے ان کے نظریات کا ریشہ ہمیشہ تصور دیانت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

اولادوں کا اپنے باپ سے عداوت ونفرت وکراہت آج کل درسگاہوں کے نصابات لیکچراتی میں شامل ہوتا ہے اس کے علاوہ اس کی وجہ فاسد وبے دین الحادی مذاہب سے وابستہ دوست نما دشمن وعزیز ترین رشتہ داروں میں سے ہم عمر بچے اور خاص کر ماں کا کردار نا قابل نظر انداز ہے۔یہ سب اولادوں کو حق بجانب اور باپ کو قصوروار ٹھہراتے ہیں جس سے باپ کو نقصان نہیں ہوتا ہے بلکہ ان میں دین وایمان کے ذرہ برابر شائبہ تک کا خاتمہ ہوتا ہے شرافت مندی وعزت خواہی کا عنصر بھی کم کم ختم ہو جاتا ہے،دین کے ساتھ ان کی دنیا بھی تیرو تار ہوتی جاتی ہے چنانچہ ہماری اولادوں کا حشر ایسا ہوتا جا رہا ہے ۔لیکن میرے اور میری اولاد کے درمیان قادیانیوں اور آغا خانیوں کے نمائندگان کے علاوہ ان کے رشتہ داروں کا کردار رہا ہے،یہاں لادینوں کا کردار واضح ہے کیونکہ میرے ان سے اختلافات کی بنیاد ان کی عیاش بودوباش،سرمایہ دار یا وزیر کی اولاد جیسی ہے اس کے شواہد

کے علاوہ مجھ سے اتنی نفرت وکراہت اور دعوت دینے کے باوجود بے اعتنائی، میری کتابوں سے نفرت وکراہت صرف قادیانیوں اور آغا خانیوں کی ایماءواشارہ اور ہدایات سے ہی ممکن ہے اس کے علاوہ بھی میرے پاس شواہد وقرائن موجود ہیں ۔چونکہ وہ ہم سے اپنے دنیاوی مسائل کی خاطر ناراض نہیں ہوئے بلکہ اپنی نامشروع بے دینی کی وجہ سے ہوئے ۔اللہ سبحانہ نے مجھے توفیق عنایت فرمائی اور میں دین الٰہی کی سربلندی کی خاطر اولادوں سے محروم ہوئی ہوں ان کا کاٹنا میرے لئے منیٰ کے میدان میں رمی جمرات کے بعد بال کاٹنے جیسا ہے، مجھے یہ فکر لاحق نہیں کہ میرا جنازہ کون اٹھائے گا میں کہتا ہوں آپ لوگ بے شک اوپر سے چھت گرا کر اسی کمرے کو میرے لئے قبر بنائیں ۔میں قیامت کے دن سرخ رو ہو جاؤں گا اور ان کے ماتھے سیاہ رو محشور ہوں گے ۔

تنہا میرا گھرانہ خراب نہیں بلکہ پورا معاشرہ ثقافت کفریات کا پروردہ ہے، کسی کو دو دن نہ نہانے والے سے بدبو آتی ہے لیکن کسی کو نجس العین کی بدبو نہیں آتی ہے ۔کسی کو ضربت صارم قاطع سے درد نہیں ہوتا اور کسی کو چیونٹی مچھر سے بے قراری ہو جاتی ہے ۔کسی کو ظلم و بربریت میں انصاف نظر آتا ہے اور کسی کو غیر حقدار ہونے پر کوئی چیز نہ ملنے پر ظلم ونا انصافی نظر آتی ہے ۔یہ ملک ہر آئے دن سیکولر نظام کے نرغے میں آتا جا رہا ہے اور یہاں سیکولر نظام کے حامیان کے نخرے اور ان کی اسلام سے عداوت ونفرت بڑھتی جارہی ہے یہاں سے ملکی صورت حال ہر آئے دن پیچیدہ ہو رہی ہے، عدم توازن کی صورت حال کا سامنا ہے اللہ نہ کرے کوئی ہلاکو یا اتا ترک آجائے ۔نصاب سے اسلام وثقافت اسلام تک کے اخراج پر تلے رہتے ہیں ۔استعماریت وسامریت کے نمائندے بڑھ رہے ہیں حوزات ومراجع

پر فاطمین وقرامطین کا قبضہ ہے، ہر آئے دن تعلیمات باطنیہ کے فروغ واشاعت پر زور دیا جا رہا ہے۔ محافل ومجالس ومنابر پر شاعروں، قصہ خوانوں اور الف لیلاؤں کا قبضہ ہے، نام اللہ اور نام محمدؐ غائب ہیں حتیٰ آل میں سے بے داغ غائب اور مطعون ومجہولات اصحاب مردود علی الاتفاق توبہ۔ ۱۰۱ کی تجلیل قرآن ومجمہ سے ماخوذ کوئی چیز سننے میں نہیں آتی ہے۔

میری اولادوں بنین وبنات پر میری طرف سے کوئی ظلم وزیادتی ہوئی ہو تو میں نے پہلے ان کو پیغامات بھیجے، روح اللہ اور مہدی کی امی سے چندین بار کہا گھر کا مسئلہ حل کریں کہا لڑکے بڑے ہو گئے ہیں بات نہیں مانتے۔ باقر ایران جاتے وقت ہم سے چھپا کر تیاریاں کر رہے تھے جب مجھے پتہ چلا، بہو کو بلایا پوچھا، خود باقر جانے سے چند گھنٹے پہلے آیا میں نے پوچھا کیوں جا رہے ہو کہا زیارت کیلئے جا رہا ہوں میں نے کہا مت جاؤ تو دل شکنی کی بات کی اور چلا گیا۔ باقر کو ہم سے بدظن کرنے ہم سے برأت کرنے اور ایران لیجانے میں سعید کا کردار رہا۔ علامہ مجلسی شگری نے کسی کو اردوی کو کہا باقر کو ہم نے ایران بھیجا ہے دیکھو شرف الدین کو پریشانیوں میں مبتلاء کرنے کیلئے کہاں سے دخل اندازی ہو رہی ہے میں نے ان سے کہا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو میں معافی مانگنے پر تیار ہوں، اس میں مجھے کوئی ننگ وعار نہیں ہوگی۔

۱۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا خلاف اسلامی تھا، میں انہیں ہوٹلوں میں کھانے سے منع کرتا تھا لیکن وہ سنتے نہیں تھے۔

۲۔ ان کا لباس، سر کے بال اور داڑھی منڈوانا میرے لئے برداشت نہیں تھا کیونکہ میری مسئولیت تبلیغ دین تھی اور مبلغین دین کو پہلے ہدایت ہے ﴿وَ اَنۡذِرۡ

عَشیرَتَکَ الْأَقْرَبینَ ﴾ (الشعراء ۔۲۱۴)﴿یا أَیُّهَا الَّذینَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَکُمْ وَ أَهْلیکُمْ ناراً... تحریم ۔۶)

۳۔جھوٹ بولنے سے منع کرتا تھا جو کہ ام الخبائث ہے لیکن ان کے مذہب والے ان کو سکھاتے ہیں کہ اپنے اہداف کے حصول کیلئے جھوٹ بول سکتے ہیں لہٰذا ان کی باتوں پر اعتماد نہیں کر سکتے تھے۔

۴۔انہیں کہا خیانت نہ کرو، یہاں تک کہ ان کو کسی چیز کے خریدنے کیلئے نہیں بھیج سکتے تھے۔

۵۔یہاں تک کہ مجھے اپنی ضروریات زندگی کی حد تک رقم رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی ابھی میرے پاس الماری ہے اور نہ صندوق، کتابوں اور فرش کے نیچے بھی رکھنا مشکل ہو گیا۔

۶۔یہ غلط و بے دین لڑکوں خاص کر قادیانیوں اور اسماعیلیوں سے تعلقات رکھے تھے۔

۷۔ایک ایجنسیوں سے تعلقات رکھتا تھا اس لحاظ سے میں اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتا تھا۔

۸۔گھر میں کھانوں اور لباس میں حد سے زیادہ اسراف میرے لئے باعث تشویش تھا۔کہاں سے آتا ہے بعد میں معلوم ہوا اس کے پیچھے ایک تو حاجی صادق تھے باقی کہاں سے آتا تھا معلوم نہیں، یہ ہر آئے دن جوتے تبدیل کرتے تھے۔

۹۔میں کہتا سب کے ساتھ کھاؤ تو نہیں مانتے تھے،غلاظت خوری کرتے تھے۔ ان کی عیاشی سب کو پتہ ہے اس میں تنہا روح اللہ اور مہدی نہیں، آغا محمد سعید، آغا علی عباس،

صادق، محمد طاہر، سید محمد، آغا روح اللہ، آغا عابد اور لڑکیاں بھی پیش پیش رہی ہیں ابھی تو فہرست دے رہا ہوں پہلے بتا چکا ہوں، نہ ماننے کی وجہ سے ابھی صفحۂ قرطاس پر لا رہا ہوں، میں دلیل دیتا ہوں، نہ میں نے اتنا پیسہ دیا نہ دے سکتا ہوں کہ جس سے کوئی عیاشی کر سکے اسراف، حرام، زینۂ زوال و نابودی و ویرانی و بدنامی ہے دین اسلام میں عمل حرام مذموم عمل ہے چاہے جو بھی کرے چاہے آغاز ادکرے یا چوکیدار رزاد کرے، یا نواز شریف، عمران خان یا بلاول کریں، مزدور اپنے نام سے اکاؤنٹ بڑوں کے لئے کھلوانے والے اسراف والے ہی کرتے ہیں لہٰذا میں اسراف کو عزت نہیں حرام سمجھتا ہوں۔ مجھے کسی دن ہاتھ میں کچھ پیسہ آیا سوچا آج بریانی یا کباب لاؤں پھر سوچا کل پرسوں کیا لاؤں گا ایک دن کی عیش سے کیا ملے گا۔ ان کے اس اسراف و عیاشی کیلئے پیسہ باہر ہی سے آتا ہے، اس کا مطلب وہ عیاشی مفت میں کرتے ہیں، یہ جو عیاشی مفت میں کرتے ہیں یہ دین و دنیا دونوں حوالے سے بہت خطرناک ہوتا ہے، دنیاوی لحاظ سے یہ خطرناک اس لئے ہے کہ وہ کام سے باز رہیں گے بے کاری، بے روزگاری ہی ان کا ہنر اور پیشہ ہوگا یہاں سے ان کی نظروں میں وہ خود عزیز اور دوسرے ذلیل نظر آئیں گے وہ عمر بھر بے روزگار رہیں گے، ایک یہ بھی ہے کہ کٹ جائیں گے مر جائیں گے یا کسی جرائم پیشہ سے مل جائیں گے۔ جو بھی ان کو عیاشی کا خرچ دیتا ہے وہ کوئی بڑا کام ان سے لیتا ہوگا، چنانچہ مہدی کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے وہ مجھے کسی مصیبت میں نہیں پھنسا سکے کیونکہ میں نے مصیبت آور کوئی کام کیا ہی نہیں تھا، ان کے دل میں میرے لئے ذرہ برابر رحم نہیں شفقت نہیں اگر تصدیق کرنا چاہتے ہیں چند منٹ کیلئے میرے گھر آجائیں خود آکر دیکھ لیں دیکھ لیں ان میں سے ہر ایک مجھ سے نفرت و کراہت

کرتا ہے، آگے بھی کوئی خطرناک مقصد ہوسکتا ہے۔ دوسرے ان کی عیاشی دیکھنے والے ان کو نمونہ بنا کر مفت خوری کا فارمولا تلاش کریں گے۔

۱۔ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اسراف وتبذیر قوموں کے زوال ونابودی کا پیش خیمہ ہیں۔

۲۔ اس ملک میں اسراف وتبذیر ہورہی ہے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے۔

۳۔ ملک میں اسراف وتبذیر حکمران اور سرمایہ داران کرتے ہیں حکمران اور سرمایہ داران اپنے مال سے ترقی نہیں کرتے یہ دھوکہ دہی کرتے ہیں، رشوتی مال سے اسراف کرتے ہیں بعض بیوقوف ان کی پیروی میں فرقے میں کودتے ہیں عوام پر بوجھ ڈال کر ہر آئے دن قیمتیں بڑھارہے ہیں ساتھ ہی قرضے بھی بڑھارہے ہیں حکومت سے گٹھ جوڑ کر کے سرمایہ دار حرام کمائی کررہا ہے۔

۱۰۔ میرے بچے مجھے نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

۱۱۔ انہوں نے کسی بھی دن ایک باپ کی حیثیت سے عزت کی ہو، اس انداز سے بات کی ہو یاد نہیں۔

۱۲۔ لڑکیوں کی رخصتی کے بعد جو اسراف وتبذیر انہوں نے کی وہ میرے لئے باعث تشویش تھی کہ وہ کیوں ایسا کرتی ہیں۔

۱۳۔ ان کی ماں سے چندین دفعہ کہا مسائل حل کریں تو انہوں نے توجہ نہیں دی۔

۱۴۔ اس کے علاوہ میری مخالفت اور نافرمانی کی خاطر مفاتیح کی شرکیات نہیں چھوڑتی تھیں اس طرح میرا اور میرے گھرانے کا دین الگ تھا، یہ سب صرف ضدی انداز

میں اپنائے ہوئے تھے۔

دین سے ہٹ کر اپنی سیادت پر مغرور دامادوں کے دلوں میں میرے لیے آتش بغض وعداوت کس حد تک چلتی ہے اس کا مظاہرہ ہم پہلے دن سے چشم ظاہر اور باطنی دونوں سے کر رہے تھے جو ہر آئے دن بڑھتا نظر آتا گیا۔میرے داماد میرے گھر میں باپ اور بیٹوں ،زوجہ اور شوہر کے درمیان صلح وصفائی کو اپنے مفاد میں نہیں دیکھتے تھے۔اس گھر میں آتش فتنہ افروختگی ان دامادوں نے کی اس کے دلائل ان کی مسلسل دروغ گوئی اور باہر سے کوئی ثالثی لانے سے گریز ہے واضح ہو گیا کہ تم چاہتے ہو گندگی پھیلانے کی سازش فاش نہ ہو جائے لیکن روح اللہ اور مہدی اور کوثر وبتول کے چہروں اور آنکھوں میں غصہ بتاتا ہے کہ ان کے دلوں میں کتنی غلاظت بھری ہے۔وہ کونسا جرم وجنایت تھا جو میں نے ان کے حق میں کیا ہے۔

گھروں میں مغربیوں کی مداخلت:۔

مسلمانوں کی بدبختی اور شقاوتی نا قابل جراحی ناسور، معیارات فاسدہ کو اعلیٰ معیار قرار دینا، دوست کو دشمن، دشمن کو دوست سمجھنا ہے۔ان کے رشتہ دار اعلیٰ واشرف خاندان والے ہیں مجھ سے تعلق رکھنے والے ذلیل وخوار گدائی کرنے والے ہیں۔جب تک یہ صورت حال باقی رہے گی ان کی اصلاح نہیں ہوگی چاہے علوم جدید کو مغربی اعلیٰ درسگاہوں سے لیکر آجائیں یا حوزات ماسلمی دین سے لے آئیں ان کی بدبختی میں اضافہ ہوتا جائے گا بہتری کی سوچ خواب اور وہم وخیال ہی ہوگی، جس کی واضح مثال گھروں میں موجود صنف خواتین اور چھوٹے بچے ہیں یہ دونوں شوہر اور باپ کو دشمن اور باہر سے صدقات اور زہر

آلودہ مٹھائی دینے والوں کو اپنا مشفق ومہربان سمجھتے ہیں معاف کیجئے گا خواتین اور نابالغ بچے کہا مفت خور علماء بھی ایسے ہی ہیں ۔جب سرمایہ،حلیہ لحیۃ والے گھر میں آجائیں تو تواضع کرتے ہیں یا اپنے گھر دعوت پر لیجاتے یا لفافہ لیتے ہیں تو سمجھتے ہیں ملاء اعلیٰ سے ملک مقرب وحی لیکر آئے اور مائدہ آسمانی لے کے آئے ہیں یہ ملک اور دین انہی شخصیات سے باقی ہے ۔جب تک کوئی شخص ،ادنیٰ سے اعلیٰ تک ،اپنی سطح زندگی کو جہاں تک تنزل دے سکتا ہو وہاں تک زندگی کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے وہ جال شکاری میں ضرور آتا ہے،جب تک عالم دین اغنیاء وسرمایہ داران سے آزادنہیں ہونگے وہ دین کی خدمت نہیں کرسکتے ہیں کسی نے مرحوم محمد باقر الصدر علیہ الرحمۃ سے پوچھا،بہترین مرجع دین کی پہچان کیا ہوسکتی ہے تو آپ نے فرمایا جس کے دل میں درددینی ہو،سائل نے دوبارہ سوال کیا یہ کہاں سے پتہ چلے گا یہ درددینی رکھتا ہے آپ نے فرمایا آپ مرجع کو جاکر بتائیں کہ آغا افغانستان میں کمیونسٹ داخل ہو گئے ہیں تو مرجع کہے گا اچھا بری خبر ہے،اس کے مقابل میں دوسراانسان خبر دے کہ آغا جان تہران میں کمیونسٹ داخل ہو گئے ہیں تو فوراً کہے واویلا کرے گا یا اللہ امت اسلامیہ پر کیا مصیبت پڑی ہے ۔دونوں میں کیا فرق ہے؟ایک ہی خبر ایک علاقہ کے حوالے سے معمولی و بے اہمیت ہے جبکہ وہی خبر دوسرے علاقے کیلئے ہو تو وہی شخص واویلا کرتا ہے فرق یہ ہے کہ افغانستان غریب ملک ہے وہاں والے خمس خور ہیں ہمارے لئے بوجھ ہیں جبکہ تہران والے خمس دینے والے ہیں ۔میں خود کو ان برائیوں سے بری نہیں سمجھتا ہوں مبتلاء ہوا ہوں چاہے شگر کی زندگی ہو یا یہاں کراچی میں مبتلاء ہوا ہوں لیکن سرمایہ دار کیلئے میرے دل کے اندر اچھا تصور نہیں تھا لہٰذا ان کیلئے زیادہ تملق وتواضع نہیں کیا،کراچی

میں ایک دوسر مایہ دار آتے تھے ایک نے میری کتاب مثالی عزاداری آنے کے بعد پہلے باقر دو گھنٹے کچہری کی پھر مجھے خود دو گھنٹے کچہری میں رکھا۔ایک نے چند دفعہ کہا آغا نے ہمیں اندھیرے میں رکھا۔غرض جن کو ہم نے شناخت کیا تھا کہ یہ دشمن دین تھے وہ ہمارے عزیزوں کے محسن بنے۔

یہ لوگ اولاد اور باپ اور اپنے دوست اور دشمن کی تمیز نہیں کر پاتے ہیں بلکہ اس سب کو الٹا کر سمجھتے ہیں۔دو تین سو سال سے امت اسلامیہ پر مغرب مسلط ہونے کے بعد مسلمانوں میں مسلمان مخالف حرکات واقوال کو مغرب یا مستشرقین کی طرف نسبت دیتے ہیں کہتے ہیں جب سے یہ لوگ یہاں آئے ہیں ہم ایسے ہو گئے ہیں،ہم پہلے ایسے نہیں تھے۔یہ بات سرے سے بے بنیاد اور غلط ہے اس کو دشمن ناشناسی کہتے ہیں،جب انسان دشمن کو نہیں پہچانیں گے تیر وتفنگ کا نشانہ غلط ہی ہوگا جب کوئی تیر یا گولی غلط نشانے پر لگے گی تو گولی ضائع ہو جائے گی خسارہ ہوگا،دشمن صحت وسلامتی وامن سے گزریں گے۔

تاریخ قدیم سے لیکر عصر معاصر تک یہ سلسلہ باقی ہے حتیٰ سکندر ذوالقرنین سے لیکر ابھی تک فاتح لشکر ملک فتح کرنے کے بعد واپس اپنے مرکز کی طرف جاتے ہیں مفتوحہ علاقے میں انہی میں سے کسی فرد کو اپنے مفاد کے محافظ کے طور پر رکھتے ہیں۔کس کو رکھتے ہیں جنہوں نے فاتح کیلئے راہ ہموار کی ہو عرب ملکوں میں دیکھیں ہمارے برصغیر میں دیکھیں کہ پاکستان بننے کے بعد یہاں اقتدار اعلیٰ کن کا ملا؟ سربراہ ووزراء انہی کو بناتے ہیں جو پہلے سے ان کی درسگاہوں سے پڑھے ہوتے تھے وہاں دوران تعلیم انہوں نے ان لوگوں کو سہولیات دیں اور انہوں نے ان کے مفادات کے تحفظ کا یقین دلایا تھا لیکن ہم مفتوح

وہزیمت خوردہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ہم تمام سربراہان اسلامی کواپنے مفادات کے محافظ سمجھتے ہیں، چنانچہ موئدالدین علقمی جوکہ تتاریوں سے رابطہ میں تھا ہلاکو نے اسی کواپنا نمائندہ بنایا تھا۔کوئی بڑے سے بڑا ملک کسی ملک پر قبضہ نہیں کرسکتا جب تک اس ملک کےاندران کی آمد کا ماحول سازگار نہ بنایا جائے۔امت مسلمہ کوجہنم کی پڑی پر لگانے والا یہی فرق باطنیہ ہے جس کے سات آٹھ سو صدیوں تک مسلمانوں کواسلامی اقدار سے خارج کر کےصوفی ازم پر لگانے کے بعد مغرب یہاں مسلط ہوا، اب بھی یہی گروہ انہیں بلانے والےان کے نمائندہ ہیں۔

دولت اسلامیہ کومزارستان باطنیہ نے بنایا ہے، زندوں کو بھوکا رکھ کر مردوں کو کھلانے کی سنت باطنیہ کی ہے۔یہ بے ہودہ و بے معنی اور غیر عاقلانہ رسومات اعیاد و ماتم باطنیہ نےشروع کی ہیں۔اسوۃ رسولؐ اللہ کی جگہ اسوۃ علی، اسوۃ خلفاء واصحاب، اسوۃ صوفیاء باطنیہ نے بنایا ہے۔

۱۔باپ سےنفرت ماں سے محبت باطیۂ جدید مغرب نے سکھائی ہے۔
۲۔عورتوں کوشوہروں سے بغاوت مغرب نے سکھائی۔
۳۔تعلیم کےذریعے بےشوہری کا تحفہ مغرب نے دیا ہے۔
۴۔ملک مقروض کوکھیلوں کی محبت دنیائے مغرب کا حکم ہے۔
۵۔حکومتوں کوملک کی دولت لوٹنا مغرب نے سکھایا ہے۔
۶۔غیرت دینی اور غیرت وناموس مسلمانوں سےمغرب نے چھینی ہے کام کرنے اور مزدوری کی جگہ لنگر خوری، مفت کارڈ کی ذلت آور زندگی باطیۂ قدیم وجدید کا آزمودہ

درس ہے۔

۷۔اندرون خانہ جنگ دین و بے دینی کی آگ مغرب نے روشن کی ہے۔

اب جو مغرب مغرب کا ورد کرتے ہیں اس کی مثال چور کو بچانے کیلئے کسی راہ چلتے کو چور کہنے جیسا ہے ہماری نسل کو برباد کرنے والے گروہ کا نام باطنیہ ہے۔یہ جو احادیث عورتوں اور بچوں کی آزادی کے بارے میں کتب احادیث میں جمع ہیں یا،اللہ،رسولؐ اور آخرت پر ایمان لانے والے علم کی بجائے یہ کہنا کہ ترقی و روزگار کیلئے علم سیکھنا واجب ہے یہ سب باطنیہ کی اختراع ہیں۔میرے گھر میں بچے جب چھوٹے تھے تو میں نگرانی کرتا تھا،ان کی جیب میں کیا ہے،بستر میں کیا ہے۔ایک دفعہ دیکھا مہدی کے بستر میں پارکر قلم ہے وہ اس وقت نیا تھا مہنگا تھا،پوچھا کس نے دیا کہا فلاں نے دیا میں نے اس کو گھر آنے سے منع کیا،ابھی تک وہ نہیں آتے لیکن کیا کریں ان کے خالہ زاد بھائی ان کے بہنوئی مہربان ہم ان کے دشمن ہو گئے۔

عرصہ تین چار سو سال سے مغربی مسلح جیش امت اسلامی کی صفوں میں داخل ہو کر اساس کو فروع،فروع کو نفل،واجب الاحترام کو داب،سر پرستی و نگرانی کو جبر و استبداد،آزادی و آوارگی کو روشن خیالی،خانہ داری کو ظلمت داری،عورتوں کو مرد اور مردوں کو عورت بنانے کی ہدایات کو حدیث شریف کہہ کر مجتمع اسلامی کے عائلی نظام کو تہہ و بالا کر کے طلاق کو مذموم قرار دے کر گھروں کو جہنم بنا رہے ہیں عورتوں کو بغاوت اور باپوں کی سر پرستی ہٹا کر پسند کی رشتہ ازدواج،اولادوں کو بدترین تہذیب کا پیامبر بنا رہے ہیں۔انہوں نے تمام محرمات ارتکاب کرنے کی آزادی دی،باپ سے نفرت،حرام کھلانے والی ماں کے پاؤں تلے جنت،عرق

جبیں سے کسب شدہ مال کو چوری و دھوکہ سے اپنے قبضے میں لینے کی ترغیب، اولادوں کو بغاوت سکھانا، اور یہ کہنا کہ اولاد کو اپنے ادب مت سکھاؤ وہ کسی اور زمانے کیلئے خلق ہوئے ہیں وغیرہ کا درس پڑھاتے ہیں۔ قرآن میں اولاد سے خطاب میں آیا ہے اللہ کا حکم ہے باپ کو اف نہ کریں تو لڑ کے تف کرتے ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ اس بات میں نام نہاد علم دین پڑھنے والے پیش پیش رہتے ہیں لیکن قرآن میں نہیں آیا یا نبیؐ نے نہیں فرمایا کہ آوارہ اور عیاشی کرنے والی اولاد کا خرچہ بھی باپ اٹھائے، اولاد کی کفالت نو عمری کی حد تک محدود ہے بالغ ہونے کے بعد کوئی ذمہ داری نہیں البتہ مر جائیں تو ارث لے سکتے ہیں۔

گھر کے مسائل گھر میں، خاندان کے مسائل خاندان میں:۔

یہ حکمت آمیز کلمات، درو گوہر، عوام اور ہم جیسے معاشرے سے کٹے ہوئے افراد یا سادہ لوگوں کا نہیں ہے یہ کلمات دُر گوہر دوسروں کی خاطر اپنا دین وایمان برباد کرنے والی اولادوں اور داما دوں کے حکمت آموز کلمات ہیں جنہوں نے میرے خریدے کمپیوٹروں سے نیٹ پر رات گزاری اور مجھے الو بنا کر دس منٹ کام کر کے بغیر تصحیح پرنٹ نکالنے والوں کا فرمان ہے۔ یہ ان دانشمندان کے کلمات حکمت آمیز ہیں جن کو اپنی انگریزی روانی سے بولنے پر فخر ہے۔

میں نے تیس سال میں ان کے منہ سے اسلام و مسلمین کی بھلائی، وطن اسلامی کو درپیش حالات کے بارے میں غلطی سے بھی ذکر کیا ہو نہیں سنا۔ باقر کیلئے اسلام سے زیادہ سسرال عزیز تھے، روح اللہ اور مہدی کو مادری رشتہ داروں اور میرے برادر زادگان کی یہ حکمت عملی پسند تھی کہ تایا کا اب جانا نزدیک ہو گیا ہے، ہم ان کے حق و باطل کی تمیز میں

کیوں پڑیں، ان کی خاطر رہنے والوں کی مخالفت کیوں لیں، یہ فلسفہ اس وقت تمام معاشرے کی حکمت عملی بنا ہوا ہے، میرا اس سے کیا واسطہ، کسی کو یہ توفیق نصیب نہیں کہ وہ حق اور باطل کے درمیان تمیز کریں، حق تلاش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

والد پر واجب حقوق:۔

بچے کو بالغ ہونے کے بعد احساس جود کفا دلانا ضروری ہے۔

ا۔آج کل سرکاری نوکریوں کی تلاش میں عمر ضائع کرتے ہیں کیوں سرکاری نوکری تلاش کرتے ہیں، اس کا کیا فلسفہ و منطق ہے وہ منطق واضح ہے اس کی تربیت ماں دیتی ہے کہ مفت لذیذ خوری کریں، سرکاری نوکریوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک تو چوری جتنی چاہیں، خورد برد جتنی چاہیں، حرام خوری جتنی کرسکتے ہیں لیکن سب کو معلوم ہے سرکاری ملازمت کیلئے ایک تو بھاری بھرکم رشوت دوسرا بھاری ممبر شپ اس کے بغیر یہ امکان پذیر نہیں۔

۲۔بعد از بلوغ اولاد کیلئے وراثت چھوڑنا باپ کے ذمہ نہیں ہے اگر بچے گا تو ان کو ہی ملے گا۔

بچوں کے حد بلوغ تک معیشت کی ذمہ داری والد پر عائد ہوتی ہے، بالغ ہونے کے بعد وہ والد کی کفالت سے خارج ہوں گے اگر کفالت جاری رکھیں گے تو بچے کیلئے نقصان وضرر ہوگا۔تعلیم دین بالغ ہونے کے بعد خود پر فرض ہو جاتی ہے اگر باپ جاہل ہے تو جاہل باپ کہاں سے دین سکھائیں گے؟ تعلیم روزگار سازی سکھانا، وہ بھی دین کو لات مارنے والی تعلیم سکھانا کسی صورت میں جائز نہیں اب تو بہت یا ساری حتیٰ دینداروں سے

پیسہ کھینچنے والی درسگاہیں بھی بے دینی اورالحادی سکھانے کی ترغیب دلاتی ہیں روشن خیال علماء جولوگوں کو دنیا سازی سکھانے پر تلے ہوئے ہیں وہ عالم دین نہیں بلکہ گروہی امتیاز کے استاد ہیں۔مشنری سکولوں میں اسکالرشپ بے دینی کیلئے دیتے ہیں اگر بچے دیندار گھرانے سے ہوں تو انہیں نماز پابندی سے پڑھنے کی ہدایت ہوتی ہے تاکہ والدین جذبات میں نہ آجائیں، باقی دین کی مزاحمت کرنی ہے۔اس سلسلے میں تجربہ جو سب سے بڑا برہان ہوتا ہے اپنے گھر اور دوست نماؤں سے دیکھ سکتا ہوں، بے دینی کی تعلیم حتیٰ ''**کل ما لایلیق شرف الانسان** ''بھی نصاب میں شامل ہوتا ہے۔اب اسلام سے منسوب چیزوں کو خارج کر کے ہر وہ چیز جو دین سے خارج اور دین کی باغیہ وطاغیہ تھی اس کو نصاب میں رکھنے پر تلے ہوئے ہیں کہتے ہیں کیا کریں اس کے بغیر روزگار نہیں ملتا، شناختی کارڈ نہیں ملتا لہذا بچوں کو تعلیم میں جانفشانی، عمر عزیز کو مصیبتوں اور پریشانیوں میں ڈال کر اولادوں کو فیس دے کر سکولوں میں بھیجنے کی ترغیب قادیانیوں اور اسماعیلیوں کی بے دینی والحاد سکھانے والی درسگاہ اخوان صفاء کی ہوتی ہے۔

ہم نے اولادوں کو مروجہ تعلیم سائنس اوراعلیٰ تعلیم سے نہیں روکا اس کا ثبوت صرف ان کی تعلیم کی خاطر واہ میں منتقل ہونا ہے۔ہم نے تعلیم سے نہیں روکا غلط لڑکوں کی صحبت سے روکا لڑکے کولڑکی بننے سے روکا، اجنبیوں کے ہاتھوں کھیلنے سے روکا، اسلامی حلیہ رکھنے کا کہا۔لڑکیوں کو بارہویں تک پڑھایا۔ازدواج میں اپنی ترجیحات کو نظر میں نہیں رکھا لیکن تھا بلکہ میر النظر یہ تھالڑکیوں کو ایک سادہ کلمہ گومسلمان، کھلے عام تجاہر فسق وفجور کا ارتکاب نہ کرنے والے کو جنہیں وہ پسند کرتی ہوں انہیں ازدواج کر کے دے دیں چنانچہ مجھ سے حقدو

کینہ رکھنے والوں اور مجھے حقارت کی نظروں سے دیکھنے والوں کی اولادوں کو دیا جس کی وجہ سے مجھے تذلیل وتحقیر و پریشان کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا۔ان تمام ناگوار حالات کو برداشت کرنے کے بعد مجھ سے تعاون نہیں کیا اور میرے کام میں کسی قسم کا حصہ نہیں لیا اور میری کتابوں سے نفرت کرنے لگے،حتیٰ میرے ادارے کی کتاب کا نام تک نہیں لیا ،بڑی لڑکیوں کا کردار ان سے زیادہ مایوس کن رہا جامعہ زہراء سے پڑھنے والیوں سے امیدیں باندھی ہوئی تھیں کہ ادارے کے کام میں معاونت کریں گی نہیں کی۔وہ چاہتی ہیں کہ ان کا باپ بھی ان جیسا عیاش مشغلہ کھاتا پیتا انسان ہو اور انہیں بھی کھلائے پلائے۔کسی بھی وقت ان سے اسلام کی سربلندی کی بات نہیں سنی وہ غلو میں عروج ،جہیز میں دلچسپی ،متعہ ،قلت مہریہ،خاک کربلا کو اصول اسلام سمجھتی تھیں۔یہ سب کیوں؟اس لئے حوزے والوں نے ان سب کو یقین دلایا تھا کہ آپ کے والد حوزہ میں دروس میں فیل تھے دین میں ان کی سیرت پر نہ چلیں لیکن ان سے ناراض و نالاں ہونے کی بنیادی وجہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں امید ہے قارئین انصاف کریں گے بشرط انصاف اسلام وقرآن وسیرت محمدؐ کے مطابق ہو۔میری اولادوں میں ماتحتی دین والے ان کے استادوں،سسرالیوں اور ان کے دوستوں کے کہنے پر مجھے تنہا علم دین میں فیل نہیں سمجھتے تھے بلکہ ایک بوڑھا عمر رسیدہ تلخیوں،ناگواریوں اور مشکلات میں پھنسا ہوا انسان سمجھتے تھے اسی لئے آغا سعید پہلے دن سے مجھ سے کسی بھی کام میں مشورہ نہیں لیتے تھے اگر میں نے انہیں کوئی مشورہ دیا اس میں وہ یا تو خاموش رہتے تھے یا الٹا کام کرتے تھے اس میں سرفہرست۔

ا۔ان کے بھائیوں کے ولیمہ میں مجھے شرمندہ وذلیل کرنا

۲۔مدرسہ بنانا ۳۔بہنوں کے ازدواج کا اہتمام نہ کرنا ہے،
سب میں میرا مشورہ خردماغ والا ہی سمجھا۔اسی طرح محمد باقر جن سے میں کہتا تھا فلاں فلاں بندوں سے تعلقات نہ رکھیں لیکن وہ انہی سے تعلقات رکھتے۔دوسرا میں نے انہیں بلتستان جانے سے روکا تھا لیکن اس نے مجھے سسرالیوں کی خوشنودی کی خاطر کہا آپ نہیں جانتے۔تیسرا ایران جانا مجھ سے چھپا کے رکھا جانے سے دو دن پہلے مجھے پتہ چلا میں نے خود روکا لیکن نہیں مانے بلکہ جانے والے دن مجھے تیر سہ شعبہ والا زخم مار کے گئے،وہاں رہنے والے بقراط والوں کا فلسفۂ عملی یہ تھا ان کو دبا کے چلنا ہے۔میں نے آغا سعید اور بیٹی سے کہا سجدہ خاک پر کرنے کا حکم کہاں ہے نکال کے لاؤ؟جواب ندارد۔ان کی نظروں میں باپ بالی وچوڑی سے چھوٹا ہے۔

میں اس امید میں تھا کہ میری دو بیٹیاں ایرانی مدرسہ میں پڑھی ہیں دونوں جامعہ زہراء کی فارغ التحصیل ہیں،میری نوشتجات فارسی میں ترجمہ کریں گی،دین اسلام کی خدمت کریں گی،کوئی لڑکیوں کا مدرسہ کھولیں گی،کوئی دینی کتاب لکھیں گی،سب خواب سراب ہو گئے۔میری کتابوں کے مندرجات ایک پاکستانی کم علم کی معلومات پر مشتمل ہیں اگر یہ کتابیں اصل دین کے حقائق بیان کریں گی چاہے اعتراض واشکالات سے پر ہو تب بھی یہ لوگوں تک پہنچتی،لوگ اس کی رد لکھتے تو میری اصلاح ہو جاتی،مذمت کرتے تو میری ہمت شکنی ہوتی،بڑے بڑے علماء نے کتابیں لکھی ہیں یا لوگوں نے ان کی کتابوں کو غلط گردانا ہے لیکن ان کی لڑکیوں نے ایسا سلوک نہیں کیا جو میری لڑکیوں نے میرے ساتھ کیا ہے۔الٹا تحقیر وتذلیل کی نگاہ سے مزید مایوس کن باتیں کیں اور کہا کہ آپ اپنے عقائد ہم پر نہ ٹھونسیں

۔دوسری دو بیٹیوں نے دو دو کمپیوٹر لیے لیکن اپنے نیٹ کیلئے استعمال کئے،ایک نے دھوکہ دیا دوسری نے ہاتھ مس کرنے سے اجتناب کیا۔ہفتہ میں دو دن کیلئے میرے کام میں مدد کرنے کا کہہ کر آتی تھیں،گھر کو دھوبی گھاٹ بناتی تھیں۔

ہم بچوں پر رحم کے ساتھ سرپرستی کے قائل ہیں جبکہ ان کا مطالبہ تھا رحم ضرور کریں لیکن سرپرستی نہ کریں۔بیویوں کی عزت وتکریم کریں ان کی اتباع نہ کریں لیکن اگر ایسا نہیں کیا تو اولاد تباہ ہوگی،اسلئے وہ تباہ ہوئے اور ہم نجات پاگئے۔

سسرالیان:۔

یہاں سسرالیان سے معاکسی سسرال بھی مراد ہے،یعنی وہ ہمارے سسرال اور ہم ان کے سسرال ہیں،دونوں مراد ہیں۔اس کا بھی حساب ہونا چاہیئے کیونکہ بعض لوگ اپنے سسرالیوں کے مداح ہوتے ہیں جبکہ بعض بہت برے ہوتے ہیں،ہمارے دو سسرال ہیں ایک سسرال مصطلح طبقاتی میں ازلحاظ صنف ومذہب دونوں حوالے سے شیخی ہیں،یعنی شیخ گھرانے سے ہیں۔شیخ پاکستان کی اصطلاح جدید میں مال دار مال پرست کو کہتے ہیں ان کا معبود مال ہوتا ہے،معیار عزت مال ہے،مال پرست حسب قرآن آخرت سے روگرداں ہوتا ہے۔ان کے دین وایمان ہراجی میں دینے کیلئے آمادہ ہیں۔پاکستان میں لاہور کے اسماعیلی فرقے کے سرمایہ داروں کو شیخ کہتے ہیں۔مذہبی حوالے سے علوم شعوبی پڑھنے والوں کو شیخ کہتے ہیں۔ہمارے سسرال میں بھی ایک نمک حرام شیخ ہے،میں نے ان کو ذلت وعار سے رہائی دلائی تھی اس نے مجھ سے دشمنی مول لی،دوسرا چھوٹے سسر ہیں یعنی سسر کے چھوٹے بھائی دونوں شیخ تھے چھوٹے نے سسر کو گھر سے باہر کیا وہ غربت میں مرے،ان کے

دو بیٹے تین بیٹیاں ہیں، سب کو محروم کر کے جائداد پر خود قابض ہے۔اس کے بھائی جس وقت ہمارے گھر میں تھے اس نے اپنے سالے کو ایک ورق کاغذ ایک بال پین دے کر بھیجا تھا کہ جب ہم سو جائیں تو ان سے ہبہ لے لیں تو ہمارے مرحوم بھائی کو پتہ چلا اس نے مجھے بتایا چنانچہ میں نے خود جا کر ان دونوں کو الگ کیا، شاید ان کے وارثین خمس خوروں کو ضرورت نہ ہو لیکن مجھے اپنے حقوق کیلئے آواز اٹھانا ہے چاہے وہ حقیر ہی کیوں نہ ہوں، انہیں خاموشی سے چھوڑنے کی کوئی فضیلت نہیں۔وہ کراچی آئے تو میری عدم موجودگی میں ہمارے بیٹوں سے کہا پرویز مشرف کے طول اقتدار کیلئے دعا کریں۔ہماری زوجہ متوفیہ سے مجھے ارث زوج ملنا تھا لیکن نہیں دیا ہے۔وہ بھی جعلی ہبہ بنانے میں ماہر ہے آج کل سکردو کے آغا خان اور پی پی پرست نام نہاد مومنین کے پسندیدہ امام ہیں۔آغائے جعفری اپنی قیادت کی مداحی کی خاطر ان کی سرپرستی کر رہے ہیں وہ ہماری بیوی کے حق پر قابض ہے۔

دوسرے سسرالی سادات ہیں، پہلی کو طلاق دینے کے بعد اس گھرانے کے داماد بنے تھے، ان کے باپ کے گھرانے کا مذہب تو پتہ تھا یہ سادات کے گھرانہ سے تھے لیکن اسلام کا نہیں کیونکہ سادات کی اختراع فاطمین وصفویین کی ہے جو جھوٹ بولتے ہیں جھوٹ سے کماتے ہیں جھوٹ کھاتے ہیں اپنے مفادات کیلئے جھوٹ استعمال کرتے ہیں، ان کے مذہب میں اللہ و رسولؐ اللہ پر بھی جھوٹ کی افتراء جائز ہے، کہتے ہیں حدیث ثقلین ان کی شان میں ہے، آیہ مودت ان کی شان میں ہے، خمس مجہول ان کی اجرت رسالت ہے، نیز ممبر انہیں رسولؐ اللہ سے ورثہ میں ملا ہے لہٰذا وہ منابر پر شیوخ کو دیکھنا برداشت نہیں کرتے، مجتہدین سے حاصل گدائی سرٹیفکیٹ پر مغرور رہتے ہیں اسلام کی الف ب سے نا واقفوں

کیلئے ایک محکم مورچہ بنے ہوئے ہیں، انہوں نے ہماری ساس کو گھوڑے سے باندھ کر لیجانے کی دھمکی دے کر "ما یملک حتی الحشیش" جبر و تشدد شمر و سنان مانند فی سبیل اللہ ہبہ لیا تھا، ہمیں ان کو سسرال بنانے کی خواہش نہیں تھی۔ ان کی ماں کی دیانت کو دیکھ کر سوچا کہ لڑکی ماں جیسی ہوتی ہے ان سے رشتہ کیا۔ اب دیکھیں کہ ہم کن کے سسرال ہیں۔ میرے چار سادات داماد ہیں سادات ضرور ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی تک اسلام داخل نہیں ہوا۔ ان میں سے ہمارے اندرون خانہ کی تخریب میں آغا سعید، آغا روح اللہ، آغا عابد کا بہت کردار رہا ہے ان میں سے ایک جھلک پہلے بیان کرتے ہیں اس وقت مرجع بلتستان شگر سکر دو کراچی ایران تک میرے مخالفین کا پناہ گاہ مورچہ رہا ہے میری کتابیں ان کی آنکھوں میں خار ہیں، اسلام کا ذکر تک زبان پر لانے سے کتراتے ہیں، فتاویٰ مجتہدین پر جام ترین کہنہ ترین تقلید سے اپنے مذہب کا لوہا منواتے ہیں۔ باقی دو میں سے آغا روح اللہ کو اپنے والد سے مجھ سے نفرت و کراہت وراثت میں ملی ہے میں نے رخصتی کے ولیمہ میں ان کو ایک قرآن دیا تھا جس میں ایک خط رکھا تھا اس میں لکھا تھا یہ میری لڑکی میرے پاس اللہ کی امانت تھی جو آپ کے سپرد کی ہے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد یہ قرآن میرے کمرے میں چھوڑ کر گئے، نہ جانے ان کے والد محترم یا ان کے گھرانے کی نظروں میں کس قسم کی خار ہے، گھر میں نا چاقی میں ان کا بہت کردار رہا ہے مجھے احساس تھا غافل نہیں تھا لڑکی کو اس لئے دیا تھا کہ لڑکی بالغ ہو جائے تو شریعت اسلامی میں ازدواج کیلئے شرط کلمہ پڑھنے والا مسلم ولو نفاقی ہی کیوں نہ ہو کافی ہے۔ عابد کے والد ہمارے ہم زلف تھے وہ ان سادات سے ہیں جن کا خیال ہے کہ سادات ہی اشرف المخلوقات ہیں بلکہ بعض کے زعم میں ان کا مقام رسولؐ سے

اوپر ہے کیونکہ رسول اللہ سید نہیں تھے، پھر اس مسئلہ میں ان کے نزدیک اختلاف فتاویٰ ہے، نیز وہ ایک کٹر مذہبی شخص سے واسطہ ہے جو مجھ سے نفرت رکھتے ہیں، ان کا نام وحلیہ نہیں جانتا ہوں خود عابد کے رہتے سہنے اور زبان سے استنباط ہے۔ ان کا میرے گھر میں کردار پہلے دن سے نفاقی رہا ہے، میرے ادارے کتب خانہ، گھر کو اجاڑنے مجھے مصیبتوں میں پھنسانے میں ان کا بہت کردار رہا ہے۔ محمد سعید، علی عباس، محمد روح اللہ، سید عابد ہمارے چاروں داماد پکے سادات ہیں لیکن حسب آیت قرآن "ولما یدخل الاسلام فی قلوبھم" ہیں۔

دونوں بیٹیاں بتول وکوثر مجھے گھر کے چوکیدار جیسا دیکھتی ہیں۔ عرصہ دس سال تک ہفتہ اتوار میرا گھر دھوبی گھاٹ تصور کر کے آتی رہی ہیں۔ ان کی کراہتی نظر کی وجہ سے عابد و آغا روح اللہ مجھے بدنام زمانہ جیسوں کی طرح دیکھتے ہیں۔

کیا مجھے ان تمام منافقانہ، مستہزانہ، مخالفانہ، معاندانہ مظالم و جنایات اہل خانہ وزوجات، بنین و بنات، برادرزادگان کے خلاف خاموشی اختیار کرنے کیلئے مفتی مفسد المسلمین آغا فخر الدین برادر صیغوی ابوجہل کے فتویٰ پر عمل کر کے تمام شکوہ شکایات آخرت کیلئے چھوڑنا چاہئیں؟ کیا اعزاء واقرباء اہل خانہ ظلم کریں تو اس کی شکایت نہیں کرنی چاہیے؟ گرچہ وہ اپنے مظالم پر اصرار کرتے رہیں۔ گرچہ ان سے صلح وصفائی کیلئے کوششیں ناکام، منت سماجتیں ضائع ہوئی ہوں کیا، اس کو ظلم نہیں کہا جائے جب کہ اس آیت کریمہ میں آیا ہے ﴿لا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَ کانَ اللّٰهُ سَمیعاً عَلیماً...نساء۔۱۴۸﴾ ﴿وَ لَیْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِیاءُ أُولٰئِکَ فی ضَلالٍ ...احقاف۔۳۲﴾ میں نہیں آئے گا؟ کیا ﴿إِنَّ الَّذینَ تَوَفّٰاهُمُ الْمَلائِکَةُ ظالِمی

أَنْفُسِهِمْ﴾ میں نہیں آئے گا کیا مجھ سے قیامت کے دن باز پرس نہیں ہوگی؟ کیا مجھے ان کو جرائم پر آزاد چھوڑنے کا قیامت کے دن اجر ملے گا؟ کیا میری اس حد تک خاموشی میری کتابوں میرے عقائد ونظریات بلکہ اسلام کی بدنامی اور بے اساس و بے بنیاد امامیہ کی حقانیت کی دلیل نہیں بنے گی، اتنا ظلم وبربریت برداشت کرنے کے بعد میری تاریخ بقول جناب ملک مسعود واہ آغا شرف الدین ناکام رہے ان کی اولاد محمد باقر، صادق محمد سعید محمد طاہر، سید محمد، سید عباس رضوی، آغا روح اللہ، آغا عابد، آغا علی کی مساعی شریرہ نکیرہ کامیاب ہوگئی نہیں کہیں گے کیا میری اس خاموشی سے میرا دین بدنام نہیں ہوگا آخرت برباد نہیں ہوگی، اگر کوئی اللہ فی اللہ انصاف کرنے والا ہو تو مجھے لکھ کر دلائل سے قانع کریں۔

اولادوں اور دامادوں میں ذلیل باپ:۔

میری ان سطورات کا جواب جن کی میں نے شکایت کی ہے وہ نہیں دے سکیں گے لیکن باہر سے میرے مخالفین یہ کہیں گے خود کو مصلح دین اور مصلح معاشرہ پیش کرنے والے اپنے خاندان کی اصلاح نہ کر سکیں تو اسے کیا کہیں گے؟ کیوں پہلے اپنے گھر کی اصلاح ضروری ہے۔ میرے گھر والے جو بھی ہو یہ صفحات نیٹ پر یا طباعت کی صورت میں نہیں آنے چاہئیں ایسی چہ میگوئیوں کا جواب دینے سے پہلے ایک حقیقت کا اعتراف کرانا ضروری اور ناگزیر ہے۔

میں شفیق مہربان باپ تھا:۔

بچوں بیویوں کے ساتھ انتہائی محبت وشفقت سے سلوک کیا، چندین بار عمرہ

کرایا سوائے معصومہ صادق باقیوں کو حج کرایا ان کی پڑھائی کیلئے ادارہ اور گھر چھوڑ کر واہ میں کرائے کا مکان لے کر ان کو پڑھایا، واہ میں قادیانیوں کے لڑکوں نے دونوں لڑکوں کو اغوا کیا تھا جو خود ان کی زبان اور بعد میں ان کے مکرر ٹیلیفون سے پتہ چلا، کسی قسم کی بندش ٹھونسنے کی بات نہیں کی، آغا سعید، باقر، طیبہ و معصومہ کو ایرانی سکول جامعہ زہراء میں داخل کروایا۔ اگر کسی دن کسی سے تشدد کا سلوک کیا ہو بتائیں، ان کی ضروریات میں بخل کیا ہو بتائیں؟ باہر سے آنے والے ان کے رشتہ داروں اور دوستوں کی اہانت کی ہو تو بتائیں؟ میں نے اپنے بچوں اور گھر والوں کے ساتھ استبداد و جابریت کا سلوک کیا ہو بتائیں لیکن انہیں بے لجام پدر مادر آزاد، لاوارث اولادوں جیسا، مغرب سے وارد بچوں جیسا کرکٹ کپتانوں جیسا دیکھنا بھی پسند نہیں کیا، ہر آئے دن حلیہ بدلنا پسند نہیں کیا، غصہ کیا تو وہ ہم سے بات نہیں کرتے تھے، بیوی بچوں پر حق نظارت حق حاکمیت نص قرآنی کے تحت باپ کو حاصل ہے ''الرجال قوامون علی النساء'' اس کو استعمال کیا جوان پر گراں گزرا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ طغیان و بغاوت و سرکشی کا سلوک کیا لیکن ہم نے پدری سلوک کو جاری رکھا۔

لڑکیوں نے از خود شوہر انتخاب کیے میں نے نہیں ٹھونسا، لیکن باپ کی نظارت عقل و شرع دونوں میں ثابت ہے زیادہ مغربی نہ بن جائیں جس طرح آج کل جامعہ زہراء کے نصاب میں ۔۔۔ زواج بالغ لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے تین وقت کھانا جسم پوشی کا لباس سونے کیلئے مکان کے بعد از دواج ہے اس میں کسی قسم کی شرط سوائے اقرار یا سم پابند صوم و صلات فسق و فجور سے پرہیز کے اور کچھ نہیں یہاں بعض اپنی نسل مزعوم سادات پر مغرور بعض اپنے

علم لا ینفع پر مغرور انسانوں اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو حق ارث سے محروم رکھا ہے میں اپنی برادر زادیوں کے ازدواج کیلئے پریشان تھا کیونکہ میں نابینا ہونے کی وجہ سے مطعون مشکوک ہوتا ہے لہٰذا میں سعید کو مشورہ دیا ان کا ازدواج کریں کسی بھی مسلمان نمازی سے کریں انہوں نے اس پر توجہ نہیں دی ان کو جامعہ زہراء میں داخل کیا تا کہ انتخاب شوہر میں مزید مشکلہ پیش آنے میں یہاں ایک واقعہ صدر اسلام کے دور سے قریب کا پیش کرتا ہوں، عبد الملک بن مروان سلطان مقتدر روم مسلمین معاویہ کے بعد تھے اس ایک تابعی عالم دین سعید بن مسیّب جو کہ علم عمل زہد وتقویٰ میں معروف تھے ان سے ان کی ایک لڑکی عالمہ فقیہ کو اپنے بعد کے ولی عہد ولید سے منگنی کرنے کی خواہش کی، مسیّب نے انکار کیا دیا نہیں اپنے حلقہ درس میں ایک طالب علم وداعۃ نام تھا، حال میں ہی ان کی زوجہ وفات پائی تھی مسیّب ان کے گھر میں تقریب کیلئے تعزیت کے بعد پوچھا آپ نے اپنے لئے کوئی شریک حیات دیکھی ہے، کہا کہ مجھے کون دے گا، میرے پاس ہدیہ بھی نہیں ہے، مسیّب نے پوچھا کتنا دے سکتے ہیں کہا اتنا، بہت قلیل مقدار ذکر کیا۔ چند دن کے بعد دق الباب کیا دیکھا سعید بن مسیّب استاد ہے پیچھے ایک خاتون ہے کہا یہ تمھاری بیوی ہے، اس طرح معاشرہ کو گناہ فاحش سے بچایا آج یہاں ازدواج روکنے کی تدریس ہوتی ہے۔ یہ جو شرائط میں نے ان پر لگائی تھیں ان میں بھی کوئی نئی چیز نہیں تھی جولڑکے کی طرف سے دیئے جانے والے سوٹ ہار چوڑیوں کی بجائے وہ مہریہ میں حساب کر کے لیا وہ پیسہ میں نے ازدواجی مصارف میں خرچ نہیں کیا اس وقت خود لڑکی کو دیئے۔ تف واف اس گھرانہ دینی پر جو جہیز جیسی لعنت کو لڑکیوں کا حق سمجھتے ہیں یہ لعنت ہے یہ عورت کی عزت کے خلاف ہے، یہ قرآن اور سنت عملی رسول اللہ

کے خلاف بنی عباس پر مسلط مجوسیوں کی مسلم خواتین پر کاری ضرب تھی جیسے آج سادات لمبی جہیز کی فہرست لے کر سرمایہ داروں کے دکانوں گھروں کا چکر لگاتے ہیں، یہ جہیز آغا محمد سعید علی عباس، روح اللہ، اور عابد کے دلوں میں ناسور بنا ہے، اس اقدام میں میری کوئی ذاتی مصلحت نظر میں نہیں رکھا تھا یہ تمام مسلم خواتین کی عزت کی خاطر تھا، یہ سادات پر مغرور والوں کو گراں گزرا ہو اور بات ہے۔ خواتین کو متعہ کے نام سے کنیز گری سے آزاد کرانے جو ابو جہل، واعظ و امام ژھوقبہ والوں پر گراں گزری، علی آباد والوں کے بے دین کھڑ پینچوں پر گراں گزری، آغا سعید کے ساتھ مل کر مجھے ذلیل و رسوا کیا بلکہ پاکستان بھر کی خواتین کی عزت کی خاطر تھی۔ میں نے نجف سے لیکر یہاں تک ابھی تک ناموس کی غیرت و آبرو کے بارے میں کافی مقدار میں کتب مجلّات جمع کیں ہیں آپ کے علماء نے خواتین کی ذلت و خواری کنیز گری کا درس پڑھا تھا۔ البتہ وہ جیت گئے کیونکہ شیاطین مخفی اور ظاہری ان کی پشت پر تھے ان سے ملے ہوئے تھے ہمارے دامادوں کو اس پر خوش تھے ہماری بیٹیاں عزت اسلام نہیں چاہتی تھیں وہ عزت گوبر، پتھر، عزت حیوانی چاہتی تھیں۔ اف و تف ہے ایسی سیدانیوں پر۔

قادخانی نے مجھ سے انتقام قساوتی شقاوتی اہل خانہ کے ذریعے لیا انہوں نے بھی ہر قسم کی قساوت و شقاوت دکھانے اور نمانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ان کی مادی پیش کش مسترد ہونے کے بعد حصار اقتصادی کیلئے کتابوں پر پابندی لگائی، ان کی دکانوں پر ہر قسم کی اسلام مخالف الحادی و شہوانی رائیگاں کرنے والی کتابیں ہمہ وقت دستیاب ہیں لیکن علی شرف الدین کی کتابیں روکنے کیلئے آغائے جعفری یا امامیہ کا خصوصی نمائندے کے ذریعے اس

قساوت و شقاوت میں نا کامی کے بعد تخریب خاندان پر اترے جو کہ انتہائی درد آور اور تکلیف دہ ہوتی ہے اس بارے میں مولا امیر المومنین کا فرمان ''**فو اللہ ما غزی قوم فی عقر دارھم الا ذلو** '' میرے عزیز نور دیدہ محمد روح اللہ بیس سال سے میرے گھر میں مجھے قساوت و کراہت کی نظر سے دیکھتے ہیں، آج ان کیلئے روزگار نہیں ، ازدواج نہیں میرے اوپر کتنا گزرتا ہوگا، ان کی امی سے چندین بار کہا ان کی ازدواج کا بندوبست کریں گھر خالی ہے خرچ خوراک میں قناعت کریں، زبان وقلم کی استطاعت میں نہیں، اگر روؤں عقل وقرآن منع کرتے ہیں ہزار سال سے رونے والے مزید ذلیل ہوئے ہیں سند عقلی اور شرعی نہ ہونے کی وجہ سے مرغنیات بریانی حلیم پر یا آخر میں تشدد سے چلا رہا ہے کیا کروں۔ اگر بولوں لکھوں دشمن کے حوصلے بلند ہوں گے اور اس نسخے کو کارآمد سمجھ کر اوروں پر بھی استعمال کرے گا۔ اللہ ایسی مصیبت میں حق سے دفاع کرنے والے پر نہ گزریں، قادخانی نے میرے دینی ادارے کے وارث بننے کے امیدوار محمد باقر اور آغا محمد سعید، صادق اور بیٹیوں کو کتب دینی سے خاص کر میری تالیفات سے اتنی کراہت نفرت ان کے دلوں میں ڈالا ہے مجھے خود احساس کمتری میں شدت آئی ہے یہاں تک باقر سب چھوڑ کر جاتے وقت ایک آدھ گھنٹے میں نا قابل برداشت تیر سہ شعبہ مانند مار کے گئے ، دس بارہ سال کے بعد یہاں آنے والے صادق نے میری کسی کتاب کو چھوا تک نہیں ادارے کے بارے میں پوچھا تک نہیں ۔میری اولاد ذکور وانات جو مدارس وحوزات میں درس غلو پڑھائی اللہ اور رسول کو نیچے علی کو اوپر مکون کائنات کربلاء کی مٹی کو کعبہ کا بدل سمجھنے والوں کو میرے خلاف اکسایا۔ بیٹوں اور بیٹیوں دامادوں اور پوتوں نواسوں کے ہاتھوں میں جدید ترین موبائل تھمائے

ہیں لیکن میری کتاب میری ویب سائیٹ کو دیکھنے سے منع کیا، یہاں ایمن، آمنہ، عمار کو میرے کمرے میں آنے پر پابندی ہے۔اب مہدی امین، حسین ھانی میرے بارے میں اتنا جانتے ہیں جیسے یہ بوڑھا فرسودہ خر دماغ ان کے دادایا نانا ہے، مجھے اندھیرے میں رکھنے کیلئے جام، پنیر، مغز و بادام لاتے ہیں، تمام تر مخالفت کے باوجود مدرسہ بنا کر مستقبل کیلئے فساد خانہ بنا کر شرف الدین کا مخالف ہونا ثابت کر کے دم لیا لیکن مجھے بھی دبا کے چلنے کیلئے کوئی حربہ کسر نہیں چھوڑی۔میری ہمشیرہ اور بھتیجی کو یہاں لایا تا کہ میں اس اسلام تخریبی خیانتی منصوبہ کی اجازت دوں۔قارئین کرام آپ خود سوچیں میرے اوپر کیا گزرا ہوگا انسان کے پاس کوئی امید لے کر قوم کی کوئی خاتون آتی ہے تمام اعضاء کام کرنا چھوڑتے ہیں ،گردے کام کرنا چھوڑتے ہیں دل کی حرکت میں کمی آنا شروع ہوتی ہے، دماغ کام کرنے سے انکار کرتا ہے، آخر میں تف اف کر کے اس عزیزہ کو مایوس نہ کرنے کی سر کے اوپر بوسہ کر کے خوش کر کے رخصت کرتے ہیں۔اگر میرا ان سے مخالفت دین کے بارے میں نہ ہوتا جتنا ہم ذلیل ہونا برداشت کرتا لیکن کوئی تاریخ نہیں ملی اور نہ ملے گی میری بہن، میری بیٹی آپ خوش رہے ہیں آپ کی خاطر جہنم جانے کیلئے تیار ہوں وہ مجھے بھیجنے کیلئے آئے تھے لیکن یہاں میرے لئے یہ امکان بھی نہیں تھا کیونکہ اس کی مثال کچھ اس طرح سے بنتی ہے ،یزید بن معاویہ کی طرف سے خاندان اہلبیت کی عزیز خاتون امام سجاد کے پاس آئیں میں ایک تمنا لیکر آئی ہوں آپ اتنا کہہ دیں یزید کا یہ اقدام از روئے شرع درست تھا غلطی نہیں تھا۔یہاں بھی یہ کہا کہ اس کو یہ کام کرنے دیں، امت اسلامیہ میں تعلیم دین کیلئے مدارس عالیشان کسی تاجر پابند حلال وحرام نے خالص اپنے اموال سے بنا کر دیا ہو نہیں ملے گا کہ وہ

کسی سے لیکر یا اس سے اپنا فائدہ اٹھانے کی خاطر بناتے ہیں، مقاصد خاطر میں رکھ کر بناتا ہے پھر بھی یہ ایک اسراف ہوگا، یہ عمارتیں جس کسی نے بنائیں ہیں چاہے اپنے دور کے مرجع وقت عارف وزاہد ہی کیوں نہ ہو عقل قرآن سنت عملی رسول اللہ اکبر برہان کے تحت درست قرار نہیں دیا جاتا ہے، جب سے مدارس و جامعات بنانے شروع ہوئے ہیں اس دن سے ان سے دین کے خلاف مہم تیز ہو گئے ہیں خود بنانے والے بھی صراحت سے کہتے ہیں اسلام جناح و محمد اقبال کی بات کرتے ہیں، لادینوں کے بول بالا مومنین کی آواز دبنے لگے ہیں، ایران سعودیہ اور امارات والے جوان عمارات کے بانی ہیں کتنے مدارس و مساجد قصر نما بنائے ہیں وہاں بھی لادینی اوپر دین والے دب گئے ہیں۔

۲۔ عالم اسلامی میں مراکز دینی مدارس و جامعات کی تعمیرات پرستی کا آغاز استعمار غربی نے مصر سے شروع کیا تھا۔

۳۔ پہلے مرحلے میں آیات متشابہات روایات خرافات کے ذریعے فضائل علم پر گھڑے۔

۲۔ دین و سائنس دو جڑواں بھائی بنائے۔

۳۔ تیسرے مرحلے میں دین وعلم میں جنگ ستیزی نا قابل جمع بنائی اس کے بعد مخلوط درسگاہیں بنائیں۔ اس کے بعد پاکستان میں یکے بعد دیگر جامعہ زہراء بنانا شروع کیا، کس کس نے کہاں کہاں بنائی ہے میرے پاس اس کی فہرست نہیں ہے۔ میں تجسس کسی بھی موضوع پر نہیں کرتا ہوں ایک دو کے بارے میں سنی یقینی بات پر قناعت کرتا ہوں بقول اساتید عربی۔ ''وهكذا افعلل و تفعلل ''پر اکتفاء کرتا ہوں۔ مجھے خود پاکستان میں

وہاں سے جامعہ زہراء بنانے کا منصوبہ لیکر آنے والوں نے پیش کش کی اگر شرف الدین آمادہ وتیار ہو، لیکن ہم نے قبول نہیں کیا۔اس کو بنانے کیلئے کوئی صرف ایک شرط تھی کہ وہ اس کو قبول کریں یہاں جو دینی مدارس بناتے ہیں، جس جس نے باہر سے پیسہ لے کے مدرسہ بنایا ہے وہ سب ایک ہی بجٹ سے بنائے ہیں وہ ہر حوالے قرون وسطیٰ کے دور کی فکر سے قریب قریب ہوتا ہے زیادہ تر اس نام سے کمانے کا ہی ہوتا ہے، جبکہ مروجہ سکول بنانے میں اصول معقول ہوتا ہے گر چہ اس کی بنیادی محوری نظریہ ابلیسی ہی ہوتا ہے ،سکول بنانے والے کوچنگ سنٹر سے شروع ہوتا ہے پھر نرسری سے پرائمری سے ہوتا ہوا یونیورسٹی کو پہنچتا ہے ۔کلاس عمارت کی تناسب سے چلتا ہے، اسی بلتستان میں دیکھیں ہمارے دوست سیکولر جناب یوسف حسین آبادی صاحب ان کو مسلمانوں سے بہت چڑ رہتی ہے انہوں نے نرسری شروع کیا تھا آج وہ کہاں پہنچا ہے انکے نرسری سے لیکر کالج تک فارغ کم سے کم کسی روزگار پر لگے ہونگے ان کے مقابل میں یا ان سے پہلے بنے مہدی آباد سے لیکر چھلو کھرمنگ خود سکردو ابا زردی منصوریہ سے فارغ کہاں کہاں گدائی کر رہا ہے ''خسر دنیا والاخرۃ'' کے اعلیٰ پوسٹ پر پہنچا ہے اسی طرح ہے لڑکیوں کی سکولوں سے فارغ نوکریاں لے گی جامعہ زہراء سے فارغ سیاہ عباء شوہروں کی باغیہ بنیں گی ازدواج دونوں کی نہیں ہوگی۔لیکن دینی مدارس ''یسرنا'' سکھانے کیلئے اعلیٰ معیار کی عمارت بلکہ دانشگاہ جیسا بناتے ہیں جو ہر آئے دن مردہ ہوتا ہے ''یسرنا'' پڑھنے کیلئے مسجد ہوتی ہے ضد اسلام بننے والے امام بارگاہ ہوتے ہوئے اس کو خالی دروغ کیلئے مخصوص کئے ہوئے ہیں وہ سال میں دس دن کیلئے کھولتے ہیں غرض میری امیدوں کا سہارا آغا سعید اس میں کودا کس کے کہنے پر کودا؟ ایران سے جامعہ زہراء

بنانے والوں کے کہنے پر بنایا، کراچی سے ان کے محسن مشاورکی طرف سے یا بلتستان میں دین کو مدرسہ کے نام سے قرون وسطیٰ بھیجنے والوں کی طرف سے، ہم نے ان کو واشگاف الفاظ میں مخاطب کر کے کہا ''تم نے مدرسہ نہیں بنایا اپنے لئے قبر بنایا ہے''۔ یہ مدرسہ نہیں یہ سیلانی لنگر ہے یہاں نا کام بے روزگار نا اہل نا لائق والوں کیلئے لنگر ہے، جس طرح اوپر والے مدرسہ سے ابھی تک کچھ حاصل نہیں ہوا، جس طرح ماتمسراء سے سوائے بے دینی حرام خوری جھوٹ کھوٹ ایک دوسرے سے نفرت کراہت عزیزوں سے عداوت بغضاء، بوٹی روٹی چوری کے دین ان کے اندر داخل نہیں ہوا، جس طرح غلام حسن کے مدرسہ، آغا حسین کے مدرسہ سے نا لائقوں کے گزر اوقات ہوئے تھے یہ بھی ایسا ہی ہوگا سعید اور ان کے بھائیوں اور ان کی اولادوں کا مستقبل مفت خوری ہوگا عنقریب اجداد کے نام سے بھی درآمد بنائیں گے یہاں سے اچھی خبر نہیں نکلے گی۔ اس نے میرے ساتھ اپنے سابقہ اصول کے تحت سر فرسودہ بد شکل بدنام زمانہ کو پاؤں تلے بغیر احساس دبا کے چلنا ہے چونکہ وہ اپنے پاؤں کے دبانے سے تایا کو زیادہ درد نہیں ہوگا اس کیلئے اپنی ماں اور بہن کو لایا تھا تا کہ تایا مخالفت نہ کریں ہم اس کار شیطانی کو آسانی سے کر بیٹھیں گے۔ یہ میرا برادر زادے کیلئے حسد تھا نہ باقر، روح اللہ اور مہدی کیلئے رشک، میرے لئے مالی نقصان تھا، میرے لئے کھلے عام اقبح ترین فاحشہ ترین منکرات کو اپنے عزیز دین اسلام کیلئے امیدوار کو کرنے کی اجازت دینا میرے دین کو دفنانے کیلئے اس دفان کو بننے پر راضی ہونا ہی تھا اس کی ایک یوں مثال دیتا ہوں مولانا شبیر میثمی صاحب میرا مخلص دوست تھا، جب سے میری کتاب اصول عزاداری، مثالی عزاداری بازار میں آئیں کراچی سے تعلق رکھنے والے علوم ماسمی دینی اور

علوم مروجہ کی سند جمع کرنے والے روشن خیال علماء جناب شبیر میثمی ،سلمان نقوی، آفتاب حیدر اور باقر زیدی اصغر شہیدی کی نظر میں پڑی اس دن سے ہم سے کٹے ہوئے ہیں الغرض آغا شبیر کی وجہ سے ان کے والد ڈاکٹر لاکھانی سے بھی دوستی تھی، آپ قم میں ایک شفا خانہ قرآن وعترت کے سربراہ تھے میں وہاں پہنچا تو تین دن درس رکھا میں ایک دن چند منٹ پہلے گئے تھے ابھی کوئی نہیں پہنچے تھے میں اس وقت سگریٹ پیتا تھا جیب سے سگریٹ نکال لیا اور ڈاکٹر سے اجازت مانگی آپ کی اجازت ہے تو آپ نے فرمایا پیئے لیکن ایک مثال دیتا ہوں کہ اگر میں شراب کی بوتل ہاتھ میں لیکر آپ سے پوچھوں کہ آپ کی اجازت ہے تو آپ کیا کہیں گے؟ آغا سعید ایک ضد اسلام عمارت کیلئے مجھ سے رضایت نامہ لینے کیلئے ماں اور بہن کو لائے تھے کاش میں اس دن سے پہلے مر جاتا ۔مدرسہ بنانے کی خبر سننے کے بعد میں نے ان کو یہاں کراچی میں آنے سے منع کیا تھا گھر پہنچنے کے بعد میں نے کہا تم نے مدرسہ نہیں بنایا اپنی قبر بنائی ہے،مجھ سے محبت میری کتابوں سے نفرت ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی ہیں۔اس وقت آغا سعید میرے دین کے مقابلے میں کھڑا ہے جو ایک طرف سے میرے حق مغضوب لے رہے ہیں دوسری طرف پورا خاندان مجھے دبانے کے مشن میں ان کے پیچھے کھڑا ہے، میں ان کو اور خاندان کو جہنم جاتے دیکھ رہا ہوں۔

چھورکا میں پہلے لڑکیوں کا سکول بنایا اس میں ماسٹر فضل صاحب کو رکھا میں مشتغل ہوگیا جوان لڑکیوں کو ایک نامحرم بے دین کے حوالے کرنا کونسی تعلیم ہے آج وہی عمل تکرار ہوا، ازدواجی عمر میں جہاں حس ازدواج طغیان فوراں میں اپنی انتہائی شدت کو پہنچتی ہے، جس کسی نے زوجہ کیلئے تعلیم کو شرط بنایا ہے وہ بے دین بے غیرت انسان ہوگا، اس میں

ازدواج میں تاخیر برداشت نہیں جس طرح کھانا نیند تاخیر برداشت نہیں اسی طرح ازدواج کو رد کر کے تعلیم میں عمر جوانی کو گزارنا کوئی خواتین کی خدمت نہیں ہے؟ خاص کر جہاں دین و دیانت عفت عفاف خطرے میں ہو اگر سعید عالم ہے تو مجھے پچاس صفحے تعلیم لڑکیوں کیلئے ازدواج سے مقدم ہے لکھ کر بھیجیں۔اس میں تکمیل دراست کے نام سے کمروں میں حسین وجمیل لڑکیوں کے سامنے اساتید جوان وغیر جوان مردان آجائیں اور تدریس کریں سوالات جوابات آزاد غیر متکلفانہ انداز میں کریں تو کون بچے گا؟ عراق میں کمیونسٹوں کے عروج کے دوران سکول اور جامعات سے لڑکیاں بعض چادر کھلے بعض سینے کھلے روڈ پر چلتی دیکھ کر دیندار مومنین حتیٰ علماء اعلام بے قابو خطرات ہونے لگے، مرحوم آغا شہرودی سے استفتاء کیا گیا، آج کل خیابانوں میں چلنا مشکل ہو جاتا ہے اہل ایمان کو اس صورت حال سے بچنے کیلئے کیا کرنا چاہیئے، آپ نے فرمایا تم لوگ تو جوان ہو ہم بوڑھے لوگ بھی برداشت نہیں کرتے دین وایمان میں لرزہ آتے ہیں کیا کریں؟ ہم پہلے کہتے تھے یہ ماسٹر یہ ٹیچر کیوں لڑکیوں کے سکول میں لگایا گیا؟ آج علماء صاحبان لڑکیوں کے سکول میں بغیر کسی تکلف استاد بنے ہوئے ہیں۔ایک دن ایک کالج میں پڑھنے والی لڑکی فون کر کے آئی ،کمرے میں بیٹھنے کے بعد مرحوم آغا فقیہی سے کہا آپ ذرا باہر جائیں میں نے کہا نہیں جائے گا، آپ نے جوبات کرنی ہے ان کے سامنے کریں، میں جب بھی کوئی خاتون آتی ہے تو اہلیہ کو کمرے میں بلاتا ہوں۔

۴۔ایران میں امام خمینی کی وفات کے بعد آغا خامنہ ای نے دار التقریب اسلامیہ قائم کیا جس کے اہداف شیعہ وسنی کے درمیان خلیج کو دور کرنا بتایا، امت واحدہ بن کر الحادو

استعمار غرب کا مقابلہ کریں اس کے ترجمان کیلئے رسالہ التقریب جاری کیا، سنی سیکولروں کو بلایا ان کی خوب پذیرائی کی اما خود رسالہ میں پرانی کہانیاں فرسودگیاں نشر کیا پاکستان میں جاری فرقہ واریت میں کوئی مثبت کردار عوامی سطح پر نہیں کیا فرقہ پردازوں کی حوصلہ افزائی کی نیز ان کی مزید اعزاز کیلئے اس کے ردیف میں مجمع جہانی اہلبیت دفاع از شیعہ، دفاع از اہلبیت تمام دیرینہ کدورتوں پر مبنی کتب کو از سر نو طباعت کرنے اور نئی کتب لکھنے کی دعوت شروع کیا، اس دوران مجمع اہلبیت کی طرف سے ایک کانفرنس کا انعقاد کیا اس میں ایک اجتماعیات کے بارے میں بحث کیلئے چند افراد نامزد کیا جس کی سرپرستی آیت اللہ شبستری کرتے تھے۔ ہم اس گروہ میں شامل تھے اس میں تجاویز دیں گئیں، مختلف تجاویز میں سے ایک خواتین کے مدارس کا قیام تھا، سوال ہوا اس کا بجٹ کہاں سے لائیں تو کسی نے کہا یونیسف سے لیلیں، آغا شبستری سے پوچھا کیا لینا جائز ہے فرمایا اشکال ندارد۔ وہاں سے میرا دل انقلاب سے ٹوٹ گیا۔ چند سال بعد پھر کانفرنس میں دعوت دی گئے تو میں نے انکار کیا وجوہات لکھ کر فیکس کیا۔

میں اس وقت علاقہ شگر خاص کر اہل شگر کے علماء دروغ گو، حاجیان کھڑپینچ، نام نہاد روشن خیال چاہے وہاں رہتے ہوں یا مقیم کراچی ہوں یا مقیم حوزہ علمیہ قم ہوں جو میری مخالفت پر کمر بستہ ہو کر ہر قسم کی تہمت و افتراء باندھنے پر تلے ہوئے ہیں خاص کر جن کے دلوں میں کچھ نہ سمجھنے کی مہر لگی ہے وہ زیادہ طیش میں ہیں، یہ نہ کہیں علماء کی شان میں اس قسم کی بدگمانی اچھی نہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں یہ بات وہاں درست ہوتی ہے جہاں جھوٹ کو ایک عمل قبیح سمجھا جاتا ہو لیکن جہاں جھوٹ ستون مذہب ہو ان کیلئے ثواب کا ثواب سمجھ کر

کرتے ہیں ۔نفرت، مشکوک ومخدوش جیسا دیکھتے ہیں گویا میں ناگفتہ بہ جرم میں پکڑا جانے والا ہوں تمام بچے، داماد، بیٹیاں اور رشتہ دار اسی طرح دیکھتے تھے، ایک دفعہ شیخ باقر مجلسی اور ناصر مؤذن جامعہ امامیہ یکم شوال کو ایک خاص ارادے سے آئے تھے کسی نہ کسی بہانے مجھ سے لڑیں، میرے پاس مولانا شکور علی کو دیکھ کر غصہ آیا ان کے ساتھ تند وتیز لہجہ میں بات کی، آواز بلند ہوگئی روح اللہ اور مہدی کمرے میں تھے لیکن یہاں نہیں آئے۔میری کتابوں کا ذکر آئے یا لوگ میرے بارے میں جو کچھ کہیں وہ اس پر بات کرنے سے گریز کرتے تھے گویا کوئی عزیز اپنے مریض علیل پریشان کے سرہانے پہنچے اور مرض کا نہ پوچھے تو کیا ہوگا۔ نماز کے وقت دوسرے کمرے میں جا کر پڑھتے ہیں کیونکہ ان کی نظر میں میں عادل نہیں ہوں اگر ان سے پوچھیں امام عادل ہونے کی شرط کیا ہے جو آپ کے مجتہدین نے رسالوں میں لکھی ہے؟۔لیکن سر دست میرے خلاف کچھ لکھنے کیلئے میری موت کے انتظار میں ہونگے کیونکہ مذہب کے بزرگوں کی یہ حکمت عملی ہے کہ "رد" اس کے مرنے کے بعد لکھیں گے۔ اگر میرے مرنے کے بعد میرے خلاف کفر زندقہ والحاد جیسے غلیظ ترین دشنام تہمت سے کم پر یہ لوگ راضی نہیں ہونگے، تو کون رد کرے گا؟ میرے خلاف کوئی اشتہار لکھنے سے باز رہے یہ رد لکھنے کیلئے میری موت کا انتظار کررہے ہیں۔میں نے خون کے آنسو میں ہر قسم کی مصیبتیں برداشت کرکے جو لکھا ہے وہ سب ضائع ہوگا۔طاہر ایک سال کے بعد یہاں آیا میری جسمانی حالت پوچھا لیکن اجتماعی روحانی یا کتابوں کے بارے میں نہیں پوچھا۔میں ان سے بے محتاج وبے نیاز ہوں ایک اعلیٰ وارفع ناقابل تسخیر وتبدیل انسان بنا ہوں حتیٰ میرے عزیز اولاد بنین وبنات اور جاہل از اسلام دامادوں خاص کر میری امیدوں کا سہارا

آغا سید محمد سعید، محمد باقر، محمد صادق، سید محمد، سید عباس، دامادوں میں علی عباس اور روح اللہ تو بیس تیس سال سے مجھ سے دور رہتے ہیں ان کا باہر جانا پتہ نہیں، مجھے اپنی آنکھ سے نہیں ان کے والد کی آنکھ سے دیکھتے تھے، آغا عابد کا بھی معلوم تھا کہ وہ کس چشمے سے پانی پیتا ہے، آغا نثار جو طاہر القادری صوفی فاسد کا مداح ہے جو شطحیات خرافات چھینکنے والا، رسول اللہ کو ہوائی جہاز کا ٹکٹ دینے والا، مارکسی انقلاب کا داعی ہے ان کے مداح مجھ سے برأت کرتے ہیں وہ لوگ میرے مقابل شیطان اخرس ہیں، گونگا شیطان ہیں ہم نے اپنے عقائد کو نیٹ پر لگایا ہے، آغا سعید، آغا نثار، ضامن علی، طٰہٰ، فدا حسین مسجد ضرار کے ممبر سے اپنے عقائد کے ثبوت میں کچھ بیان کریں، آیات و تاریخ پیش کریں۔ جس کی مثال ایک ضعیفہ عورت نے مامون الرشید کی کھلی کچہری میں بلند آواز سے خطاب میں کہا "یا امیر المومنین انصف لی من ظالمی" مامون نے پوچھا "و من ظلمک یا امۃاللہ" "اللہ فقالت ابنک یا امیر المومنین" اجتماع پر وحشت طاری ہوئی کیا یہ جانشین امیر المومنین کو ظالم کہتی ہے۔ یحیٰ ابن اکثم نے کہا "یا امۃ خفف صوتک عند امیر المومنین" تو مامون نے کہا اس کو آزاد چھوڑیں حق نے اس کو نطاق بنایا اور ظلم نے بیٹے کو گونگا بنایا ہے۔ میں آج یہاں شیخ محمد صادق قاضی قضات سے، ضامن علی مبدع قضاوت میں نے دیکھا ہے مجھ پر اعتماد کریں ایک گواہ پر اکتفاء کریں، محمد سعید، محمد باقر سے جامعہ زہراء کی فارغات بیٹیوں، سید محمد، سید محمد طاہر، سید عباس، نثار و سجاد سے کراچی میرے گھر والے روح اللہ و مہدی اور دامادوں سے کہتا ہوں میں نے تم میں سے کسی کا حق ضائع کیا ہو، کسی سے ناانصافی کی ہو مجھے بتائیں۔

اس طرح چندین سال اپنے اندر خانہ سے ظلم سہتے آیا ہوں یہاں تک جن کو واسطہ بنایا وہ خود ظالم، حاقد با غض ثابت ہوئے۔منت سماجت کی لیکن عداوت و فاصلہ بڑھتے گئے، اس سے اندازہ ہوا ان کو اکسانے والے قادیانیوں اور آغاخانیوں معرفی کے ملازم حاجی صادق کویتی کا دباؤ بڑھ رہا ہوگا ان کو مزید تذلیل تحقیر کروتا کہ اپنی بے بسی بے چارگی کے دکھ میں مرجائیں ایسی صورت میں اہل علم وفکر و دانش انصاف پسند مجھے مزید کیا تجویز دیتے ہیں۔

ا۔ میں دن رات رورو کے نفرین بدعاء کروں، اس کی دین اجازت نہیں دیتا۔

۲۔ میں خودکشی کروں، دین اجازت نہیں دیتا، وہ یہاں عیش ونوش کریں یا قم میں کریں میں یہاں ترک خانہ کرکے آوارہ پھروں، کیا تجاویز دیں گے؟

چہرہ بچانے کی ناکام کوشش:۔

کیا شرف الدین ان صفحات کے ذریعے اپنے چہرہ ممسوخ کو صاف کرنے کی کوشش میں کامیاب ہوگا؟ ہر انسان اپنے زاویہ نگاہ سے تفسیر کریں گے خاص کر جنہوں نے ان کو اکسانے، باغی، جسور بنانے یا ان کے حامی وناصران کے میرے ساتھ سلوک سے خوش ہیں یا میرے مخالف ہیں یہ کہیں گے بہت غلطی کی ہے اصل میں لوگوں میں بدنام ہونے کی وجہ سے پریشان ہے غلطیوں کا ازالہ اپنے بچوں کو بدنام کرکے خود کو بےقصور گردانے کی کوشش کی، اب تو مزید بدنام ہوجائیں گے کیونکہ گھر کے مسائل اپنے خاندان کے افراد بیٹھ کر ہی حل کرتے ہیں۔لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے میں نے اپنے چہرہ صاف کرنے کی غرض و غایت سے نہیں لکھے ہیں، اس کی ایک وجہ کہ اب تو میرا کوئی چہرہ نہیں رہا

ہے، قادیانیوں اور آغا خانیوں نے میرے بچوں کے تعاون، میرے اعزا اقرباء کے تعاون سے مسخ کیا ہے، جو منہ میں آیا وہ بولا ہے چونکہ غلات کا منہ بہت گندہ ہوتا ہے گویا ان کا منہ گالی تہمت وافترا افتراق کیلئے بنایا ہے۔ ہمارے علاقہ شگر میں ادب کی گفتگو تحریر میں راجگان کا نام سرفہرست آتا ہے محترم دوست ڈاکٹر حسن خان صاحب نے اردو معلیٰ میں صرف ایک صفحہ غلیظ ترین چند جملے میں لکھا تھا، اہلبیت کے نام سے معاشرے میں گندی زبان غلاظت کوئی عمر و عائشہ کیلئے کیا نہیں کہا گیا ہے وہ دلائل و براہین کی جگہ غلیظ دشنام استعمال کرتے حتیٰ جن کو آپ علامہ کہتے ہیں وہ صاف الفاظ ادبی استعمال کرنے سے عاجز ہیں۔ جن کے چہرہ سے تاریخ اسلام بگڑ گی ہے وہ واحد شخص جس نے عدل وانصاف اقرباء پروری سے اپنا دامن کو بچایا ہے، جاتے وقت بے لوث رخصت ہوا بارہ سال کی درخشاں تاریخ لکھ کر رخصت ہوئے تھے یعنی عمر ابن خطاب تھے انہیں بھی محفوظ نہیں رکھا تو میری کیا حیثیت ہے میں کس چیز پر افتخار کروں؟

واللہ لا اکون کالضبع، تنام علی طول اللدم۔ حتیٰ یصل الیھا طالبھا، ویختلھار اصدھا، ولکنی اضرب بالمقبل الی الحق المدبر عنہ، وبالسامع المطیع العاصی المریب ابدا، حتیٰ یاتی علی یومی۔ فو اللہ مازلت مدفوعا عن حقی، مستاثرا علی، منذ قبض اللہ تعالی نبیہ ﷺ حتیٰ یوم الناس ھذا۔

ظالم کا مظلوم سے معافی انصاف کی درخواست:۔

اس کی وضاحت ہونی چاہیئے اس کی دو صورت ہے ایک یہ ہے کہ جو غلطی کیا ہے وہ

غلطی تھی آئندہ نہیں کریں گے آپ کا جوحق ہمارے ذمے پر ہے دونگا جتنا ہو سکے ادا ءکرونگا، جوگزر گیا ہے اس کی معافی مانگتا ہوں دوسرا یہ غصب کو جاری رکھیں گے آپ کو برائے نام کچھ دونگا اس کی معافی چاہتا ہوں اس کو حق والے کے حق میں اہانت جسارت کہتے ہیں ۔اس انصاف کے درخواست گزار خاندان وفرو پا کے فرزندان عیسیٰ ولد شکور اور فرزندان غلام محمد ولد شکور رہے ہے،ستر سال ہمارے حق پر غاصبانہ قابض رہے ہیں۔

ا۔شکور کی جائداد کے دوتہائی پر فرزندان عیسیٰ قابض ہیں ۔انہوں نے غلام کی دو لا وارث بیٹیوں کی جائداد سے غلام محمد اوران کی دو بہنوں کو محروم رکھا،لیکن فرزندان جاہل و احمق غلام محمد نے اپنے ظالم اپنی ماں کا حق غصب رکھنے والے کی بات میں ہماری ماں کو شکور کی بیٹی ہونے سے انکار کیا تھا ۔لیکن ہمیں غلام کو ملنے والی جائداد سے حصہ تو ملنا ہی تھا کیونکہ فاطمہ بی اور غلام دونوں ایک ماں کی اولاد ہیں ۔غلام محمد کی ایک بیٹی دو بیٹے نبی اور عباس ہیں جوان کو جائداد ملی تھی وہ اس سے زمین اشجار دونوں سے زیادہ مقدار میں فروخت کیا ہے ،فروخت کے ان کی ہمشیرہ کو سات کنال ملی ہے لیکن ان کی پھوپھی کو ابھی انہوں نے تین کنال دیا ہے ۔اب پھر کہتا ہے ہمیں انصاف دیں کل پر قبضہ کرنے کل سے محروم کرنے والے کہتے ہیں ہمیں انصاف دیں اس کو کیا کہیں گے،ان کا کہنا ہے نہیں نہیں اب تم مظلوم مت بنو بہت دیر تک مظلوم رہے اب تم خود اپنے نفس پر ظالم بنو،شرم نہیں آئی کہ انصاف کی بات ،اگر حق لینے میں دیر کریں گے تو ایسی ہی بات سنیں گے۔

ہر ابوجہل سے پناہ مانگتا ہوں۔

ہر ابوجہل سے پناہ مانگتا ہوں چاہے جو بھی ہو، چاہے اولا دبنین و بنات ہوں یا

شیوخ وسادات یا برادرزادگان بے وفا،یا دوستان دغا ہوں لیکن معنی جہل میں اشتباہ نہ کریں عقل وقرآن کریم میں جہل مقابل علم کی مذمت نہیں آئی ہے جتنی مذمت جہل بمعنی عناد از حق کی آئی ہے،اقرباء پدری ہوں یا مادری،جن کے دلوں میں حب مال کے ناسور نے جگہ بنایا ہو۔اب ان کی سوچ صرف مال بنانا عیاشی کرنا مال ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے یہاں تک کی زبان سے کسی بھی وقت دین اسلام کا نام بھی نہیں لیتا ہے،حب مال کو قرآن میں حب عاجلہ کہا ہے،حب عاجلہ کا مقابلہ نسیان آخرت ہوتا ہے،ایک نسیان آخرت کرنے والا قیامت کے دن اندھے محشور ہوتے ہیں تو فریاد بلند کرتے ہیں ہم دنیا میں تو اندھے نہیں تھے تو جواب آتا ہے تم وہاں ہمارے اصرار وتکرار کے باوجود اس دن کو بھول چکے تھے۔جب انسان اس صورت حال کو تجسم پاتا ہے اس سے کسی کو بھی خیر کی توقع بے جا ہی ہوتی ہے نہ اس سے کوئی بچتا ہے اس اس الامان ہی رہتا ہے،انسان کی تمام برائیوں کی برگشت حب مال ہے سورہ قیامت ۔۲۰،ہمزہ ۔۲۔۳،لہب ۔۲،میں حب مال سے دنیاو آخرت برباد ہونے والوں کا ذکر آیا ہے جن کے دماغ میں تکبر وغرور ہے اس کی برگشت حب مال حب عیش ہے،اللہ سبحانہ نے عشق مال رکھنے والوں کی آخرت کی بربادی ویرانی کا ذکر تکرار سے کیا ہے من جملہ سورہ کہف تیسری چھوٹی آیت میں آیا ہے مال کسی بے دین انسان کے ہاتھ میں ہونا دین اور اجتماع دونوں کیلئے باعث خطرناک ہے۔آج میرے ماموں زاد بھائی غلام رضا کے دل میں جو فرعونیت نمایاں نظر آتا ہے،حب مال کیلئے زیادہ جاگیردار ہونا ضروری نہیں بعض نادار بھی مال کم ہونے کی حسرت میں مرتا ہے،اس چھورکا میں ایسے بہت مغرور متکبر انسان ہونگے جو راجگان سے کہیں کونا تکبرانا نیت کی وجہ سے

دیگران کیلئے باعث خطر ہوں۔دیکھو کہ وہ اپنے پاس موجود مال حرام کو بچانے کیلئے اپنے خاندان کے دیگر افراد کو بھی ان کے حقوق سے محروم کیا ہوا ہے، سلام کی جائداد کو عیسیٰ اور غلام کی اولادوں میں تقسیم کر کے غلام محمد اور ان کی بہنوں کو ستر سال سے محروم کیا ہوا ہے، دیکھیں ماتمسرا ء جہاں بھی ہو یہ دختر صوفی ہے صوفیوں نے اپنی نسلوں میں آمد نیات تقسیم کیا ہوا ہے، خانقاہ اپنے پاس رکھا ہے ماتمسرا شیعوں کو دیا، مزارات بریلویوں اور نور بخشیوں دیا ہے۔ خاندان وفرو یا شیعہ ہونے کی وجہ سے ان کے حصہ میں ماتمسرا ء آیا ہے، ماتمسرا ء کا مجاور عام طور پر فاسق وفاجر حرام خور ہوتا ہے۔حساب و کتاب آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کو میں اور میرے دو بھائیوں کی ستر سال سے قابض ہے، میں ان کو نہیں بخشوں گا کیونکہ حرام خوری میں بخشش تعاون گناہ ہوتا ہے اس سلسلے میں اپنے بھائیوں کی اولادوں اور اپنی اولادوں کو بھی نہیں بخشوں گا قیامت کے دن ان سے حساب چکوں گا، اس قسم کی بخشش گناہوں میں تعاون ہے۔ مجھے کوئی مائی کا لعل عالم دین بتائے باپ، تایا، چچا سے لوٹ مار کرنا چوری دھوکہ فریب سے لینا جائز ہے؟ میرے پاس اس کا مکمل ثبوت نہیں لیکن قرائن وشواہد کثیرہ میرے پاس ہیں ان کو خود کو اپنے بری الذمہ ہونے کا یقین حاصل ہونے تک دینا ہوگا۔نیز میں ان لوگوں کو بھی نہیں بخشوں گا جنہوں نے میرے ادارے کے مال کو دھوکہ سے روک کے نہیں دے رہے ہیں، ایسوں کو معاف کرنے کا اجر نہیں ہے۔

چہرہ بچانے کی کوشش نہیں چہرہ صاف کو داغ و میل ظالمانہ لگنے سے بچانے کی کوشش ہے۔میری تمام اولاد بنین و بنات، دامادیں، برادر زادگان، پھوپھی زادگان غلات مردہ علی اللہیان امامت پرستان نبوت سے منحرفان، قادیان، خانیان کے گماشتوں کے

صدقات خور ہیں میری قرآن اور سنت و سیرت پاک و طیب رسول اللہ مصدر و منبع مستند دین و شریعت سے منحرف ناانجان، نابلدان نے مجھ میں اور میری کتابوں سے نفرت و کراہت بھرے ہوئے سالہا سال گزر گئے کیونکہ وہ لوگ ہمارے دین و شریعت کو رد کرنا تو دور کی بات ہے وہ اپنی مذہب بے بنیاد بے اساس سے ایک گھنٹہ، پچاس صفحہ مسلسل مربوط پیش نہیں کر سکتے۔ ان کی آخری حجت بقول سعید ان کو ان کے مجتہدین کی طرف سے منع ہے ان مسائل میں داخل نہ ہوں۔ میرے دین و شریعت نیٹ پر آویزاں ہے، میرا دین و شریعت ہاتھی کا دانت نہیں۔ اندرون خانہ کل دین امامت کو گردانے باہر یہ اعلان کریں ہمارے عقائد وہی جو عام مسلمانوں کے عقائد ہیں۔ اندرون خانہ ہمارے اصلی دشمن ہمارے مسلمان بھائی ہیں اور باہر ہم سب مسلمان ہیں۔ اب قرائن و شواہد بتاتے ہیں میری یہاں سے رخصتی کا وقت نزدیک ہے لہٰذا میں ان سطورات کے ذریعے اعلان کرتا ہوں، انہوں نے ہم سے پہلے برائت کراہت کا اعلان کیا ہے، میں یہ اعلان اب ماہ محرم کے آخری دنوں ۱۴۴۱ھ میں ان سطور سے کیا ہوں۔ پیش کرنے میں کچھ تاخیر ان عرائض کو ترتیب دینے میں لگے گی۔

تجدید دعویٰ:۔

۱۔ از سر نو فروپا کی جائداد کو ان کے تین بیٹوں میں مساوی تقسیم کریں۔

۲۔ شکور کی جائداد اولادوں میں تلف سے پہلے ہماری نانی سکینہ بی کو حق زوجہ آٹھواں حصہ نکالیں۔

۳۔ عیسیٰ اور ان کی بہن اور غلام محمد اور ان کی دو بہنوں فاطمہ اور فضہ سات حصوں

میں تقسیم کریں۔ یہ جو کہا ہے کہ فضہ شکور کی حیات میں مری ہے تم لوگوں نے جھوٹ بولا ہے، تم لوگوں نے تو پہلے فضہ کے اصل ہونے سے ہی انکار کیا تھا۔ ہم کسی حق سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ اب معافی کی منطق ختم ہے منافقین سے صلح نہیں ہوگی۔ ۴۔ اشجار ثمر دار غیر ثمر دار کا حصہ دیں۔

۵۔ از سر نو دیکھا جائے تمہارے قبضے میں کتنی رقبہ زمین پر قابض ہیں۔

۶۔ مزروعہ غیر مزروعہ، ثمر دار و غیر ثمر دار درخت دونوں گھروں کی زمین اور لکڑی پر دعویٰ ہے۔

۷۔ ستر سال کے اجارہ پر دعویٰ ہے۔

۸۔ عرصہ ستر سال قبضہ کا خسارہ مافات دیں۔

۹۔ وفرو پا کے ایک بیٹے سلام کا دو بیٹیاں لاوارث مرے ان کا بھی حساب ہونا چاہیئے۔ میرا دعویٰ فرزندان عیسیٰ پر صرف ارث مادر اور نانی نہیں بلکہ پہلے مرحلے میں شکور کے قبضہ میں کل اراضی مزروعہ غیر مزروعہ کتنی ہے پھر اس میں عیسیٰ اور اس کے فرزندوں کے پاس کتنی ہے غلام محمد کے فرزندوں کے پاس کتنی ہے۔ آج دختر غلام محمد کو اپنے باپ سے ایک پانچویں حصہ سے سات کنال زمین ملی ہے لیکن اس کی پھوپھی کو شکور سے ملنے والی جائیداد کا تین میں سے ای حصہ ملنا تھا اسے تین کنال ملا ہے، اس حساب سے مجھے کتنا ملنا چاہیئے جو کہ غلام کی سگی بہن کی اولاد ہے۔ نیز یہ خاندان اشجار مثمرہ و غیر مثمرہ کے حوالے سے پورے سگلدو میں نامدار شخص تھے ان کے اشجار کا مجھے حصہ ملنا چاہیئے کیونکہ یہ میری طرف سے ان کو رعایت تھی اللہ کے فضل و کرم سے وہ خود منحرف و منصرف ہو گئے ہیں، اب کسی صورت نرمی و

رعایت نہیں ہوگی ۔یہ جولکھا ہے یہ ان کی طرف سے اقرار نامہ ہے میری طرف سے نہیں تھا ۔غلام رضا سے ازسر نو قانونی اور معاشرتی نام نہاد شریعت داروں کی شریعت کے تحت ملنا چاہیئے ۔مجھے پتہ تھا کہ سید عنایت جیسے قاضی جو ایک عورت کو دس سال تک دو آدمیوں میں باری باری دیتے رہے مجھے پتہ تھا ضامن علی چھورکا کس کے ہاتھ میں کھیل رہے تھے سید محمد طٰہٰ تو مجھے خواب میں بھی دیکھ کر مرعوب ہو جاتا تھا لہٰذا پیچھے کچھ حاسدین خسیس پست لوگوں کے بارے میں بھی پتہ تھا کہ علی آباد والے کس کے کہنے پر تمہارے ماتمسراء میں چھپ چھپ کر آتے ہیں ۔

اب کسی کے پاس عدالت مانگنے نہیں جاؤں گا عدالت فاسقوں فاسدوں کے ذریعے نہیں لیا جاتا ہے میں اب اہالی ژہوقپہ کے سادات حاجی زوار نام نہادوں سے بھی درخواست نہیں کرتا ہوں، وہ دین سرالین کے مفاد کا خیال رکھتے ہیں ۔میں علی آباد کے مجھ سے دیرینہ عداوت کدورت رکھنے والے بوٹی خور، لکڑی خور معاملات میں خیانت کاروں سے بھی مدد نہیں مانگوں گا ۔مجھے یہاں کے علماء سے بھی نہیں مانگوں گا وہ خود ظالم فاسد رشوت ستان والے ہیں، جب تک زندہ ہوں آواز اٹھاتے رہوں گا، جب یہاں سے رخصت ہوا آواز رک جائیگی ۔

وصیت علی شرف الدین :۔

حمد و شکر بے پایان اس ذات عالم بسر و اخفی نے اپنے اس عاقبت نا اندیش بندہ کو علوم شعوبی غرور اور تکبر اور اسلام و مسلمین سے اجنبی گردانے والے قرآن کی جگہ حدیث چڑھانے محمد کی جگہ اہلبیت واصحاب رکھنے وال ءعلم میں فیل کر کے اس سے لاحق شرورات

سے محفوظ فرمایا نیز حمد وشکر ''لا یخفی علدۃ اقلام الاشجار ''اس ناسور امت مسلمہ اسلام و مسلمین کو تجزیہ ٹکڑا ٹکڑا کرنے والے اجتہاد سے رغبت کے سیل کو پہلے ہی سے نہیں رکھا ورنہ اس کے آثار شوم سے میرے اسلام لو آسیب پہنچانے کا سبب بنتے ۔

وصیت میں جو زمین خریدی تھی وہ وارثین کیلئے نہیں بلکہ میرے ادارے کیلئے تھی ،انسان مسلمان پر واجب نہیں کہ وہ اپنی اولاد کیلئے جائداد چھوڑ کے جائے لیکن قرآن میں اس بارے میں کوئی آیت نہیں آئی ۔میری جائداد میرے ادارے کیلئے خریدی، ادارہ تو نہیں چلا نے دیا لیکن جو کچھ چلا ہے وہ واہ کے برادران کے تعاون سے چل رہا ہے ان میں سے بھی مرکزی شخصیت ابرار حسین ہے اس نے اس پر مال سے زیادہ وقت دیا ہے ۔

حکم قرآن ہے کہ انسان کے سامنے موت آجائیں تو وصیت کریں تا کہ وارثین میں تنازع وتخاصم نہ ہو جائیں کسی کے مقروض ہو تو وصیت کریں کہ فلاں کیلئے میرے ذمہ اتنی رقم ہے اس کو اداء کریں ، میں قرضہ لینے کی عادت ہی نہیں کی ہے اگر مختصر رقم کیا بھی بروقت اداء کی ہے تاہم رفع شبہ کی خاطر کچھ رقم ان لوگوں کے نام کسی مدعا میں اداء کی ہے اگر میرا کسی کے ذمہ کوئی مال رقم ذمہ ہوا گر اس کو معلوم نہ ہو یا دنہ ہو تو میں اس کو معاف کرتا ہوں اگر اس نے عمداً میرے مال کو اپنے لئے حلال سمجھ کر حیلہ بہانہ خرد برد کمیشن کے طور پر لیا ہے تو اس کو میں معاف نہیں کروں گا ایسے انسانوں سے نیک سلوک بے دینی میں حساب ہوتا ہے قرآن میں گناہ میں تعاون کرنے سے منع کیا ہے یہ اس کے ذمہ رہے گا قیامت کے دن حساب ہوگا۔میری متروک جائداد کے بارے میں سنت ابو جہل ﴿ﷻ﴾ وپا اور سنت صدر ۔۔۔حاجی علی حسین خدمتگار ظالمین جس نے اپنی بیٹیوں کو ارث سے محروم کر کے زیارت

بدعات کو بھیجا ہے اس پر نہیں چلوں گا انہوں نے خاندان وبڑا قبہ کی ایک لڑکی خاندان وفزہ وپا ہونے کی وجہ سے ان کی عزیزان کے گھر میں ہونے سے میرے حق میں ان کی جانبداری لی ہے۔

میری جائداد اس طرح تقسیم ہوگا جو قرآن کریم میں آیا ہے حق زوجہ نکال کر باقی لذکر مثل حظ الانثیین ملیں گے اب تو ان میں کوئی دیندار کوئی بے دین نہیں رہے، سب لشکر عمر سعد میں شامل ہیں۔اما اولڈ بنگ والے بلاٹ میرے ادارے اور کتابون کی حفاظیت میں سرف ہوگا ام میرے جسد خاکی کے بارے میں کسی قسم کی منفی مثبت وصیت نہیں کرتا ہوں جو چند مدت کے بعد مٹی ہو جانا ہے، جب میرے دین میں میرے ساتھ نہیں دیا جسد خاکی کیلئے کیا فائدہ۔

میں یہ وصیت نہیں کرتا ہوں نعوذ باللہ میرے ساتھ میری تلاوت والے قرآن کو رکھیں، میری جائے نماز اور میری عینک میرے پہلو میں رکھو، مجھے فلاں قبرستان میں دفناؤ، مجھے فلاں شخص غسل دے، میری نماز جنازہ فلاں بزرگ عالم سے پڑھاؤ۔

کسی قسم کی وصیت اثبات ''یہ کرو'' نہ نفی کا کرتا ہوں ''یہ مت کرو''، جو کچھ کرنا ہے کرو مت کرو۔میرے مرنے کے بعد کسی سے سہارا نہیں لونگا۔میں اس ذات کا بندہ ہوں مجھ سے پوچھے بغیر اس نے مجھے یہاں لایا ہے اور مجھے پوچھے بغیر اٹھائیگا۔نہ میں کوئی گراں قدر کام کیا ہے جس کے صلے میں بڑا مقام مانگوں، صرف کوشش رہی ہے شرک جیسے بڑے گناہ، بے دینوں کی بے دینی دیکھ کر دکھ ہوتا تھا وہ مجھے اسی حالت میں اٹھائے گا جس میں تھا۔''الھم انت ولی فی الدنیا و فی الاخرۃ توفنی مسلما و الحقنی با

الصالحین''۔

نختتم هذه الکراسه الشکوائیه عن اعزائی و اقربائی و اولادی و زوجائی بدعاء دعا به عیسی بن مریم روح الله،صلی الله علیه و علی نبیا الکریم صلوة ربی و صلوة المصلین۔

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبادُکَ وَ إِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّکَ أَنْتَ الْعَزیزُ الْحَکیمُ﴾

(مائدہ۔۱۱۸)

تحمید و تسلیم للہ رب العالمین

قل للہ رب العالمین

الحمد لله و ان اتى الدهر بالخطب الفادح والحدث الجليل.
الحمد لله كلما وقب ليل و غسق، والحمد لله كلما لاخ نجم و خفق،والحمد لله غير مفقود الانعام.الحمد لله غير مقنوط من رحمة،ولا مخلو من نعمته،ولا مايوس من مغفرته.

تحمید نفی اشراک تسلیم مالک الملوک سے شروع ہوتی ہے،تو نے ہر قسم کے شرک گرائی سے منع فرمایا ﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً ..نساء۔۳۶﴾ تمام اقسام شرک خالقیت ،مالکیت ،رازقیت،حاکمیت،استغنائیت میں کسی کو اللہ کا شریک قرار نہ دیں،تمام شروک جلی کے مصادیق سے گریز کیا الحمدللہ کسی بھی مخلوق کے سامنے ایسی خشوع خضوع نہیں کیا جو خضوع وخشوع تیری ذات کیلئے مخصوص ہے اس وجہ سے معاشرے کا ہر کھڑ پنچ ہمارا مخالف رہا۔لیکن شروک صغیرہ وخفیہ کیفیات تنوعات اعداد کا مجھے پتہ نہیں کتنے ہیں، کیونکہ وہ دبیب نمل سے زیادہ باریک ہوتا ہے،وہ ضعف بدن اور ضعف علم ضعف عقل حب نساء حب اولاد کے دروازے سے داخل ہوتا ہے،عبدالملک بن مروان سلطان مقتدر نے کہا سلاطین کی سب سے بڑی کمزوری حب نساء وحب اولاد ہے۔انسان عقلمند جس نے اعلاء کلمہ اسلام کا ارادہ کیا ہو یہ دونوں دشمنوں کی زد میں رہا ہے،فرق باطنیہ ہمیشہ انہی دو سے داخل ہوتے رہا ہے چنانچہ اللہ سبحانہ نے تغابن میں کہا ہے "یہ دونوں تمھارے دشمن ہیں" ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَ أَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ

...تغابن۔ ۱۴ ﴾لیکن تیری ذات کا شکر ہے اولا دوزوجات کے دورازے بچھائے گئے جال میں نہیں آیا، میں زوجات واولا دکیلئے اشقیا نہیں تھے بلکہ احباء تھے لیکن وہ لوگ اس پر قانع نہیں ہوئے بلکہ ان کا مطالبہ تھا کہ میں بیوی بنوں بچوں کا چوکیدار بنوں، اس کو میں نے مداخلت درقرآن سمجھا۔ آیت الرجال قوامون حمد وثنا مالک ارض وسماء کیلئے ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ ﴾(انعام۔۱) ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذی لَهُ ما فِی السَّماواتِ وَ ما فِی الْأَرْضِ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْآخِرَةِ وَ هُوَ الْحَکیمُ الْخَبیر ﴾(سباء۔۱) ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ فاطِرِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ ﴾(فاطر۔۱) ﴿وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمین ﴾(صافات۔۱۸۲)۔ توحید اعتراف ربوبیت کے بعد نفی استکبار بتایا، مجھے ابتداء سے ہی اپنی ضعف وناتوانی اور نادانی کا احساس رہا، کسی بھی بندے خاص کر علماء اعلام تکاثر تفاخر نہیں کی کو اپنے سے زیادہ حقیر فقیر نہیں سمجھا، توحید میں دائم استغفار بتایا، سجادے پر بیٹھ کر دعا شرکیات محدث قمی کو نہیں پڑھا لیکن چلتے سوتے خود قصور وار مغفرت کے طلبگار سمجھتے تھے ﴿قالا رَبَّنا ظَلَمْنا أَنْفُسَنا وَ إِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنا وَ تَرْحَمْنا لَنَکُونَنَّ مِنَ الْخاسِرین ﴾(اعراف۔۲۳) ﴿قالَ رَبِّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ أَنْ أَسْئَلَکَ ما لَیْسَ لی بِهِ عِلْمٌ وَ إِلاَّ تَغْفِرْ لی وَ تَرْحَمْنی أَکُنْ مِنَ الْخاسِرینَ ﴾(ہود۔۴۷)

تیری مغفرت تیرے بندوں کیلئے ہے تو ہی غفورالرحیم ہے ﴿وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلیمٌ.. بقرہ۔۲۳۵) تو نے یتیموں کا خیال رکھنے کا حکم دیا ﴿فَأَمَّا الْیَتیمَ فَلا تَقْهَرْ..الضحی۔ ۹ ﴾ ﴿ وَ یَسْئَلُونَکَ عَنِ الْیَتامی قُلْ إِصْلاحٌ لَهُمْ

خَیرٌ ..بقرہ.۲۲۰﴾ یتیم اس کو کہتے ہیں جس کا سہارا نہ ہو ہر کوئی حقارت کراہت سے دیکھتا ہو اے اللہ تو جانتا ہے میں ان آٹھ اولادوں، ان کی ماؤں ، ان کے خالہ زادوں، بہنوں اور دوستوں کے بیچ میں ذلیل و خوار، مطعون ،معتوب ومکروہ زندگی گزارا ہوں، اس وقت حوزات و مدارس میں مجھ سے زیادہ کوئی ذلیل نہیں۔ میں اپنے رشتہ داروں برادرزادوں میں بھی ذلیل ہوں ہر ایک مجھے ایک نادان جاہل نا عاقبت اندیش مطعون کی نظر سے دیکھتے ہیں، میرا کوئی سہارا نہیں انہوں نے فیصلہ کیا ہیان کو بغیر احساس کے پاؤں تلے دبا کے رکھنا ہے۔

میں ایک متکبر ومغرور کبھی نہیں رہا کیونکہ مجھے یقین کامل تھا کہ مجھے غرور آور علوم شعوبی نہیں آتے تھے نیز یہ احساس رہتا تھا کہ میں نالائق و نااہل ہوں ضعیف جسمانی کے ساتھ ضعف روحانی ہوں، ضعف اجتماعی کے ساتھ غربت خانوادی بھی رکھتا ہوں۔ میرا قد نسبی ،قد علمی ،قد اجتماعی کتنا ہے لہذا کسی بھی عالم سے حسد مقابلہ مفاخرہ جیسی حس ملامت تکاثر نہیں آئی۔ تو نے بَاساء وضراء میں صبر کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن تیرا احسان ہے تو نے ایسی بَاساء وضرا کا سامنا ہی نہیں کرایا جس سے میں بے قرار ہو جاؤں، اے اللہ میں تیری درگاہ سے مال و دولت وسعت رزق کیلئے دعا کبھی نہیں کی اس قسم کی دعاء وہ لوگ کرتے ہیں جن کی حرص وطمع مالی کے شعلے بجھتی نہیں کل عزت ہم وغم اور توجہ کا محور اس دنیا کی عیاشی ہے وہ منکرین قیامت کے اس جملے کو یاد رکھا ہوا ہے ﴿ما هِیَ اِلَّا حَیاتُنَا الدُّنیا نَمُوتُ وَ نَحیاوَ ما یُهلِکُنا اِلَّا الدَّهر ..جاثیہ۔۲۴﴾ تکبر وغرور آور ہوتا ہے، میں اسی پر راضی رہا جو تو نے عنایت کیا۔ ہماری طاقت وقدرت سے زیادہ امتحان نہ لیں ﴿رَبَّنا وَ لا تَحمِلْ

عَلَيْنا إِصْراً كَما حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذينَ مِنْ قَبْلِنا رَبَّنا وَ لا تُحَمِّلْنا ما لا طاقَةَ لَنا بِهِ وَ اعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنا وَ ارْحَمْنا أَنْتَ مَوْلانا فَانْصُرْنا عَلَى الْقَوْمِ الْكافِرينَ۔ بقرہ۔ ۲۸۸ ﴾ ﴿رَبَّنا لا تُؤاخِذْنا إِنْ نَسينا أَوْ أَخْطَأْنا رَبَّنا وَ لا تَحْمِلْ عَلَيْنا إِصْراً﴾ (بقرہ۔ ۲۸۶) ﴿رَبَّنا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنا وَ إِلَيْكَ أَنَبْنا وَ إِلَيْكَ الْمَصيرُ﴾ ((ممتحنہ۔ ۴) تیری ذات سے یہی طلب کرتا ہوں جو یوسف صدیق نے طلب کیا تھا ﴿أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيا وَ الْآخِرَةِ تَوَفَّني مُسْلِماً وَ أَلْحِقْني بِالصَّالِحينَ﴾ (یوسف۔۱۰۱)۔ میں اپنی اولادوں اور زوجات کی طغیانی و سرکشی سے تنگ آکر ان کے حق میں نفرین نہیں کی شاید یہ اس مخلوق ضعیف کیلئے آزمائش ہو، بندہ اللہ سے یہ دعا تو نہیں کرسکتا ہے مجھے آزمائش میں نہ ڈالیں، کیونکہ آزمائش سنت الٰہی ہے جن کا اس نے بدون ترددبدون استثناء ذکر فرمایا ﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوعِ وَ نَقْصٍ مِنَ الْأَمْوالِ وَ الْأَنْفُسِ وَ الثَّمَراتِ وَ بَشِّرِ الصَّابِرينَ۔۔ بقرہ۔ ۱۵۵ ﴾ لیکن یہ دعا کرنے کا فرمایا ہے ﴿رَبَّنا لا تَجْعَلْنا فِتْنَةً لِلَّذينَ كَفَرُوا وَ اغْفِرْ لَنا رَبَّنا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزيزُ الْحَكيمُ ۔۔ممتحنہ۔ ۵ ﴾ کیونکہ یہاں کے سربراہان ہمیشہ کافرین کو نوید دیتے رہے خط ہندو و مسلم کو مٹا کے دم لیں گے، اے اللہ بیدک ناصیہ کل شیء ﴿ما يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلا مُمْسِكَ لَها وَ ما يُمْسِكْ فَلا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَ هُوَ الْعَزيزُ الْحَكيمُ۔۔۔ فاطر۔ ۲ ﴾ اس کو ہم برداشت کرسکتے تو نے فرمایا اگر مومنین کی اقتدار نہ ہو تو کافرین کو ایک دوسرے کی جان کے در پے رکھیں گے ﴿فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَ قَتَلَ

داوُدُ جالُوتَ وَ آتاهُ اللّٰهُ الْمُلْکَ وَ الْحِکْمَةَ وَ عَلَّمَهُ مِمّا یَشاءُ وَ لَوْ لا دَفْعُ اللّٰهِ النّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلَی الْعالَمینَ ...بقرہ ۲۵۱ ﴾ کیونکہ یہ نظام تکوینی ہے اس کیلئے دعانہیں ہوتی، گھروں میں جنگ بدون مداخلت بیرونی امکان نہیں جس طرح میدان جنگ میں بغیر معاونت اندرونی نہیں ہوتی، دونوں میدانوں میں جنگ اسباب وعوامل کے تحت ہوتی ہے اسباب وعوامل کا دفاع کرنا ہے یہاں دعا منافقین کا لوگوں کو میدان جنگ سے روکنے کا چال ہوتا ہے چنانچہ نبی کریم نے کسی بھی جنگ میں دعا خواں نہیں لے گئے، اس نے ہمیں ہدایت دے۔ شاید یہ دیگران کی بنسبت سراء ہو بندہ کسی بھی صورت کسی بھی حالت میں تجھ سے طلبگار نہیں بلکہ خود ہی دینے والا ہوتا ہے، میں تیرے بیت کے دروازے پر کھڑے ہو کے یہ دعا کی ہے ''یا اللہ میں تجھ سے مال ودولت میں وسعت نہیں مانگتا ہوں، میں تجھ سے میرے دل سے حرص وطمع کا ریشہ ختم کرنے کا طلبگار ہوں۔ میں تیری ذات سے یہی طلب کرتا ہوں ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لي وَ لِوالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسابُ ﴾(ابراهيم ۴۱)﴿ رَبَّنا آتِنا مِنْ لَدُنْکَ رَحْمَةً وَ هَيِّئْ لَنا مِنْ أَمْرِنا رَشَداً ﴾(کهف ۱۰)﴿قالا رَبَّنا ظَلَمْنا أَنْفُسَنا وَ إِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنا وَ تَرْحَمْنا لَنَکُونَنَّ مِنَ الْخاسِرينَ﴾(اعراف ۲۳)﴿رَبَّنا لا تَجْعَلْنا فِتْنَةً لِلَّذينَ کَفَرُوا ..ممتحنه ۵﴾﴿ فَلا تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾(بقره ۱۳۲)﴿أُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعالَمينَ ..غافر ۶۶﴾﴿ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعالَمينَ ﴾(بقره ۱۳۱)﴿ أَنْتَ وَلِيّي فِي الدُّنْيا وَ الْآخِرَةِ

تَوَفَّنِی مُسْلِماً وَ اَلْحِقْنِی بِالصَّالِحِینَ . یوسف . ۱۰۱﴾ نبی خاتم ناصرومددگار سے مایوس وناامید ہونے کے بعد رب العزت کے حضور یہ فقرات ہر مصیبت زدہ کیلئے تازہ دم آور ہے جہاں آپ نے یہ فرمایا ''اے اللہ اے رب اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے یہ حالت مجھے گوارا ہے''۔

بندے کو عارض آزمائش وابتلائات کے وقت اس کے دیگر الطاف وعنایات کو نہیں بھولنا چاہیئے ۔ میں جس طرح تجھ سے دنیا سے متعلق آسائش وفراوانی کیلئے دعا نہیں کی ہے کیونکہ نعمت عطاء شدہ کیلئے شکر سزاوار ادا کرنے سے قاصر وعاجز رہا ہو میری لیاقت واہلیت کی نسبت سے زیادہ تو نے عنایت کئے ہیں زیادہ ہے، اما آخرت میں مقامات عالیہ کیلئے بھی دعا نہیں کی کیونکہ میری کوئی ایسی مظاہر عبودیت سوائے اداء واجبات اور ترک محرمات جلی کے علاوہ اعلاء اسلام کرنے سے قاصر وعاجز رہا ہوں ۔ میں صرف تیرے قہر وغضب عذاب جہنم سے محفوظ رہنے کا خواہاں ہوں یہی میرے لئے سعادت ہوگی اسی پر قانع ہوں گا تو ہی نے دنیا میں ربوبیت کی مقدار تقسیم کیا ہے آخرت میں بھی تو خود فیصلہ کرے گا اس بندے کو کہاں رکھنا ہے کیا دینا ہے، میں تیرا مربوب ہوں ۔

حمد وثنا تیری ذات کیلئے سزاوار ہے کہ مخالفین ومخالفات کے لشکر ابر ہہ میں جان سلامت رکھی ۔ حمد وستائش شکر بے نہایت تیری ذات کیلئے جو نہایتوں اور محدودات سے بالا متجلی ہے جس نے مجھ سے ﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوعِ وَ نَقْصٍ مِنَ الْأَمْوالِ وَ الْأَنْفُسِ وَ الثَّمَراتِ . . بقرہ ۔۱۵۵﴾ سے امتحان لیا لیکن ناقابل تحمل وناقابل برداشت امتحان نہیں لیا، یہ اپنی جگہ عظیم الطاف ہے ۔ حمد وستائش اس ذات کیلئے مخصوص ہے

جس نے بے اولادگی کا امتحان نہیں لیا جہاں زکریا نبی نے بے قراری میں دعا کی ﴿ رَبِّ هَبْ لِی مِنْ لَدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً إِنَّکَ سَمِیعُ الدُّعاءِ العمران ۔۳۸﴾ وہ انسان احمق جو اولاد فاسد عیاش، اسلام و مسلمین سے کراہت نفرت عداوت فرق فاسدہ کا دفاع کرتا ہے اس سے اولاد صالح سمجھتے ہیں، انعام جلیلہ حق میں مستغرق رہنے کے باوجود دین اللہ سے نفرت کرنے والی اولاد سے دفاع کرتا ہے، ایسی اولاد مسلمین نے ہی ملک وملت مسلمہ کو اپنے اسکالرشپ کے عوض میں فروخت کرتے ہیں، خود اللہ نے باپوں کو متنبہ کیا ہے ﴿ إِنَّ مِنْ أَزْواجِکُمْ وَ أَوْلادِکُمْ عَدُوًّا لَکُمْ ﴾ (تغابن ۔۱۴) ۔تمھاری اولاد تمھاری دشمن ہے فرما کر اولاد کی دشمنی سے متنبہ کیا، زوجات غیر راضیہ و مرضیہ سے آزمایا لیکن میں بھی اسیر نہیں ہوا ۔با طنیہ کی اولاد و زوجات کے بارے گھڑی احادیث سے آگاہ ہوا، اولاد ایک عرصے تک انسان کے پاس ودیعۃ اس حد بلوغ تک حفاظت کی ذمہ داری سونپی ہے، اما اللہ نے زوجات کی مہار اللہ نے شوہر شریعت دار کو سونپی ہے اگر سرکشی کریں طاغیہ باغیہ ہو جائے تو خلاف دین مہار مرد کے ہاتھ میں دی ہے اگر برداشت کر سکتے ہیں تو کریں ۔اولاد و زوجات کی نافرمانی سرکشی سے تنگ آ کر ضد میں جائداد ھبہ عطیات، نذورات، خوش خوری، خوش پوشاکی میں تلف نہیں کیا، اولادوں کیلئے مال و دولت بنانے کیلئے بے قرار گدائی کرنے سے باز رہنے کا وجدان عطا فرمایا ۔سلام و درود بر مبعوث رحمۃ للعالمین صاحب شریعت ''**غراء لامعہ ناصعۃ ناطقہ مادام دھر باقیا**'' میں نے ان منقولات بے اسناد غیر عقلیات و غیر شرعیات، علماء وارث انبیاء ہیں اپنے کو شامل نہیں کیا کیونکہ انبیاء خالص وحی پہنچاتے تھے، علماء فرق کی کفریات شرکیات خرفات عقائد باطلہ فاسدہ کی تبلیغ و ارشاد

کرتے ہیں اور تیرے بندوں قرآن اور تیرے محمد سے منہ موڑ کر اپنی خود ساختہ حج کے طرف دعوت دیتے ہیں جبکہ نساء ۱۶۵ میں آیا ہے حجت محمد کے بعد ختم ہے، پیش کرتے ہیں، فرقے سے باہر کوئی خالص عالم دین مسلمانوں کیلئے عنقاء ہے پر توجہ کی ''عزت روحانیت، عزت علماء سے اسلام باقی ہے'' دروغ ہے۔ علماء قدیم زمانے سے دین کو قیمت یوسف میں فروخت کرتے آئے ہیں۔ فرقوں کے علماء نے اسلام دشمنی میں فرقے بنائے ہیں اور اپنے فرقے کیلئے اللہ اور رسول پر افتراء باندھے ہیں اور اپنے فرقے کو دوسرے پر غالب بنانے کیلئے دنیائے کفر سے اتحادیہ قائم کئے ہیں، آج ہر عالم کتنا ہی نابغہ کیوں نہ ہو اپنے فرقے کیلئے آیات کی تحریف کیا ہے، جبکہ حجت نساء۔ ۱۶۵ کی نفی کے ہیں پھر کس فرقے کے فقہاء حجت ہیں؟ ہر دور میں متضاد حجت نہیں ہو سکتے۔ اس سے زیادہ خطرناک یہ کلمات ہیں، علماء سے اسلام زندہ ہے، الٹا ہے اسلام کے نام سے علماء عیاشی کرتے ہیں۔ اسلام کو کواڑے میں فروخت کرتے دیکھ کر عزت مزعوم عمامہ، عباء کو خانہ اسلام سے خرافات افسانات اساطیر کو جھاڑو کرنے ہی کو اپنا فرض سمجھتا رہا اور، ہمہ وقت، ہر لحہ استقبال حضرت عزرائیل کے آمادہ رہنے کی توفیق کا طالب ہوں۔ اے اللہ اگر میرا ایمان بآخرت یوم الجمع الخلائق، یوم الحساب، یوم العذاب، یوم الحشر، یوم لقاء اللہ نہ ہوتا تو میں اپنی عزیز اولادوں، برادرزادان کی خیانت کاریوں، دین سے بے اعتنائیوں، دوست نماؤں، اسکالرشپوں بے وفائیوں کے بیچ میں چند لحات بھی رہنا برداشت نہیں کرتا، کیونکہ امام حسین نے فرمایا ''الموت اولی من رکوب العاری'' لیکن یوم حساب آنا ہے۔ دعاء تعجیل موت درست نہیں جس طرح تاخیر موت درست نہیں۔

الهم ان نبیک ذکریا دعاک ربی عمران ۳۸ ...الهم انک تعلم انه لیس لی ولا انهم طردونی و خذلونی و طعنونی والتحقو باعداء دینک اعدائی و اعداء و بک الله ان وعدک الحق وقد وعدت لمن ینصرک بنصرک المعزی و قلت غافر ۵۱ .الهم لیس مولی و نصیر فانت مولائی و لانصیری حج ۷۸،عنکبوت ۴۲،نساء ۴۵منساء ۷۵،اسراء ۸۰ .وانت وکیل عمران ۱۷۲ ،نساء ۸۱،انک قریب مجیب هود ۶۱.وانت الحاکمین فاحکم بنین و بین اعزائی و اقربائی و اولادی و ابنائی و بناتی و اصهار الهم عبد الضعیف الذلیل المحقور، المحصور، محسود، معتوب، منفور، مبغوض ممجسور،

مطعون، مفتون ،مفتراء علیه، مجراء علیه

علی شرف الدین

ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ

کراچی ۲ بجے ۵/۴

کرونا وائرس

علم اور دین کی جنگ میں علم کی جیتی خوشی کے مظاہروں کی خبریں عرصے سے ۱۴ فروری اور ۸ مارچ کو سنتے تھے لیکن اس سال انتہائی بے غیرتی بدتہذیبی کا مظاہرہ سننے میں آیا جبکہ حقیقت وواقعیت اس کے برعکس ہے، کیونکہ دین اللہ کا ہے (آل عمران ۱۹) قرآن کی ان آیات میں غلبہ دین کو یقینی حتمی بتایا ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ. توبہ ۳۳﴾ اگر کہیں دین کی شکست کی بات ہو تو وہ دین اللہ اور مذاہب میں تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دین اور مذہب دو ہیں ایک نہیں، ایک دین قرآن ومحمد ہے اللہ نے اس کی حفاظت کی ضمانت دی ہے قرآن کی ضمانت ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ حجر ۹﴾ اور محمد کی ضمانت کوثر میں دی ہے ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ کلی غلبہ کے لئے ﴿وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ یوسف ۲۱﴾ جبکہ دوسرا مذہب ہے، ان میں حدیثی، اخباری، اصولی، سلفی، اصحابی، اہلبیتی، صوفی، ماتمداری، میلادی، خانقاہی، مزاراتی، اجتہادی سب ہیں ان کو مذاہب کہتے ہیں مذاہب مادہ ذہب سے نکلا ہے، دین سے خارج ہونے کو کہتے ہیں ﴿فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً رعد ۱۷﴾ دین اسلام اگر کبھی کبھار بادلوں کے پیچھے گیا تو یہ امتحان وآزمائش اہل دین کے لئے ہوتی ہے، اسلام دوبارہ طلوع ہوتا ہے چنانچہ تتاری کے بعد عثمانیہ پرچم دار اسلام تھے۔ اگر مسلمان اللہ کے دین سے نبرد آزما لادینوں سے نہ لڑ سکے تو اللہ ان سے طاقتور باطل سے لڑاتا ہے اور کبھی خود لشکرہائے غیبی سے مدد کراتے ہیں جو ان کی نظروں خطوروں سے باہر ہے جیسا کہ ان آیات میں ﴿وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا توبہ ۴۰﴾ ﴿إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا احزاب ۹﴾ ﴿وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (۴) وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ (۶) وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (۷) فتح ۴-۷﴾ ﴿وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ حشر ۲﴾ اللہ کافرین کو خود کافرین سے لڑاتا ہے ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ بقرہ ۲۵۱﴾ ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ ـ حج ۴۰﴾ زمین وآسمان میں اللہ کی افواج وعساکر ہیں جو کسی نے دیکھا ہے نہ سوچا ہے اللہ نے عمران ۱۳۹ میں فرمایا ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ یہ کبھی اہل دین کی پشت پناہی کرتے ہیں کبھی دشمنان اسلام پر بھی حملہ آور ہوتے یا کبھی بارش کبھی آندھی کبھی سنگریزے کبھی زلزلے اہل باطن کا چین چھینتا ہے۔ اس دفعہ ایک ایسا لشکر بھیجا ہے جس کی گونجتی صدائیں علم والوں کو حیران ومبہوت کیا ہے۔ علم والوں نے اس کا نام کرونا وائرس رکھا ہے۔